تحفہ رمضان

(بشکل سوال وجواب)

عوام الناس بطور خاص خواتین کے لئے ایک انمول تحفہ جس میں رمضان المبارک سے وابستہ جملہ احکام سے متعلق آپ کے اپنے ذہن ودماغ کے نت نئے سوالات کے جوابات موجود ہیں۔

جواب دہندہ: شیخ مقبول احمد سلفی

داعی/جدہ دعوہ سنٹر، السلامہ — سعودی عرب

عرض مقبول

اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ایک مدت سے باقاعدہ منظم طور پر عوامی پلیٹ فارم کے ذریعہ لوگوں کے سوالوں کا مستقل طور پر تحریری جواب دیتا آرہا ہوں ۔ تحریری جواب سے میرا اصل مقصد سائل کو جواب دینے کے ساتھ ساتھ مستقل طور پر دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا ہے ۔ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں جو تحفہ رمضان (بشکل سوال وجواب) موجود ہے یہ اسی کوشش کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔اس طرح کے مزید اور بھی ثمرات آپ کو دیکھنے اور استفادہ کرنے کو ملیں گے ان شاءاللہ۔

سال 2022 کے رمضان المبارک میں مصروفیت کے تئیں ایک ذمہ داری محترمہ بنت محمد سلمہا اللہ پاکستان کو میں نے سونپی کہ وہ میرے دئے گئے تمام جوابات کو الگ الگ فائل میں جمع کرتی رہے اور رمضان کے بعد مجھے وہ سارے سوال وجواب بھیج دے۔ الحمدللہ اس بہن نے 2022 کے رمضان المبارک اور اس سے کچھ آگے وپیچھے چند مہینوں کے سوال وجواب کی تمام فائلیں بنا کر بھیج دی،پہلے سے سوچ کر رمضان المبارک کی مستقل فائل بنائی گئی تھی۔میں نے خود کو متفرغ کرکے اور انتھک محنت کرکے ان تمام سوال وجواب کو پھر سے ری چیک کیا،سوالوں کے بھی نوک وپلک درست کئے اور جوابات کو بھی نظر ثانی میں دوبارہ مرتب ومزین کیا اور اب مجموعہ کی شکل دے کر آپ سب کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔اس میں اکثر سوالات رمضان المبارک 2022 کے ہیں جن میں مزید کچھ نئے وپرانے سوال وجواب بھی شامل کئے گئے ہیں۔اکثر سوالات خواتین کی طرف سے ہیں اس لئے عموما ان کی ہی ترجمانی کی گئی ہے لیکن حقیقت میں یہ سب کے لئے یکساں مفید ہیں۔ عوام کے ساتھ علماء طبقہ کے لئے بھی اس طور بیحد مفید ہے کہ ان سے عوامی انداز میں رمضان المبارک سے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں جن کا یہاں جواب مل جائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ رمضان المبارک کے مسائل کو سوال وجواب کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے، نہیں۔ بلکہ یہ لوگوں کے اپنے دل ودماغ کے سوال ہیں جن کا جواب دیا گیا ہے اس وجہ سے یہ مجموعہ بیحد مفید ہے۔

مختلف سوالات آپ قدرے مختلف الفاظ میں پائیں گے ، میں نے ان سوالات کو اس لئے حذف نہیں کیا کیونکہ لوگوں کے اذہان وقلوب مختلف ہیں جس کی وجہ سے بسا اوقات ایک سوال کا جواب کسی کو آسانی سے سمجھ نہیں آتا لیکن اسی سوال کے

الفاظ بدل کر اور جواب دوسرے انداز میں دینے سے سمجھ میں آجاتا ہے۔اور پھر یہ مختلف قسم کے ذہن ودماغ والوں کے اپنے اور الگ الگ سوال تھے اس لئے باقی رکھے گئے۔

مسائل واحکام کے باب میں جہاں اہل علم کے مابین اختلاف واقع ہوا ہے اور جس طرح وہ اپنے اپنے حساب سے دلائل کی قوت وضعف کو مدنظر رکھتے ہوئے خالص علمی اختلاف کرتے ہیں ، یہاں پر آپ بھی اپنی قوت استدلال سے اختلافی مسائل میں میری رہنمائی کر سکتے ہیں۔

اس موقع پر محترمہ بنت محمد کا بیحد شکر گزار ہوں جن کی کوششوں کا یہ ثمرہ آج آپ کے سامنے ہے،اسی طرح سوال وجواب کے پلیٹ فارم پر مختلف لوگوں اور متعدد خواتین نے ساتھ دیا ہے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔شروع سے لے کر آج تک میرے جملہ مقالات ومضامین کے پی ڈی ایف اور مسائل واحکام کے امیج بنانے میں محترمہ ام احمد اور ان کے شوہر محترم شیخ فضل پاشا صاحب نے فی سبیل اللہ جو خدمات انجام دی ہے ان کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے، تحفہ رمضان بھی ان کی ہی کوشش سے ڈیزائن ہو کر منظر عام پر آسکا ہے۔اور بھی اس راہ میں میرے متعاونین ہیں جن سب کا شمار یہاں ممکن نہیں ہے۔

آخر میں اللہ رب العالمین سے دعا کرتا ہوں کہ اس مجموعہ کو لوگوں کے لئے نفع بخش بنائے ، اسے میرے حق میں میرے اساتذہ اور میرے والدین کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے اور اس دینی ودعوتی سفر میں میرے جتنے مددگار ہیں ان سب کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔آمین

طالب دعا

مقبول احمد سلفی

داعی /جدہ دعوہ سنٹر، السلامہ –سعودی عرب

2023/12/17

فہرست مضامین

رمضان کی آمد کی خوشخبری دینا

سوشل میڈیا پر بڑے پیمانے پر یہ خبر عام کی جارہی ہے اور اسے رمضان المبارک کا مبارک میسج سمجھ کر عوام بھی بڑے پیمانے پر شیئر کی جارہی ہے۔ وہ میسج اس طرح سے ہے۔

((مبارک ہو مئی کی فلاں تاریخ کو رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ حضرت محمدؐ نے ارشاد فرمایا! جس نے سب سے پہلے کسی کو رمضان کی مبارک دی اس پر جنت واجب ہوگئی ایک بار درود پاک پڑھ کر آگے شیئرز کریں۔))

یہ میسج لوگوں میں اس قدر شیئر کیا گیا کہ عربی بولنے والے بھی اس سے متاثر ہوگئے اور عربی زبان میں بھی اس کا مفہوم بیان ہونے لگا، وہ اس طرح سے ہے۔

((من أخبر بخبر رمضان أولا حرام عليه نار جهنم)) یعنی جس نے سب سے پہلے رمضان کی خبر دی اس پر جہنم کی آگ حرام ہوگئی۔

اس عربی عبارت کو لوگوں نے حدیث رسول سمجھ لیا جبکہ کسی نے وہی اردو والی بات عربی میں ترجمہ کر دیا تھا یا یہ بھی ممکن ہو کہ کسی عربی بولنے والے نے پہلے عربی زبان میں اس بات کو گھڑ کر پھیلایا ہو اور پھر اسے اردو ہندی اور دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہو۔ بہر کیف! اتنا تو طے ہے کہ یہ میسج بہت ہی گردش میں ہے تبھی تو کئی زبانوں میں یہ بات مشہور ہوگئی۔ اس میسج کے متعلق میں لوگوں کو چند باتوں کی خبر دینا چاہتا ہوں۔

پہلی بات: یہ میسج جھوٹا ہے اسے کسی بے دین ملحد نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور ہمارے ایمان وعقیدے کو خراب کرنے کے لئے مسلمانوں کے درمیان شیئر کر رہا ہے۔ یاد رکھئے جو کوئی نبی ﷺ کی طرف جھوٹی بات گھڑ کر منسوب کرتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (صحیح البخاري:1291، صحیح مسلم:933) .

ترجمہ: جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

اور جو بلا تحقیق کوئی بات آنکھ بند کر کے شیئر کرتے چلے جاتے ہیں وہ بھی اس جھوٹے کے جھوٹ میں شامل ہو جاتے ہیں ۔نبی ﷺ کا فرمان ہے :

كفى بالمرءِ كذبًا أن يُحَدِّثَ بكلِّ ما سمِع (مقدمه صحيح مسلم)

ترجمہ: کسی انسان کے جھوٹا اور ایک روایت کے مطابق گناہگار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔

اس لئے مسلمانوں کو سوشل میڈیا پہ آئی چیزوں کی پہلے تحقیق کر لینی چاہئے پھر اس کے بعد فیصلہ کرنا چاہئے کہ ایا یہ خبر سچی یا جھوٹی؟ تحقیق سے جو بات سچی ثابت ہو جائے اسے ہی شیئر کریں اور جس کے متعلق آپ کو معلوم نہیں یا تحقیق سے جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو اسے ہر گز ہر گز کسی کو نہ بھیجیں۔

دوسری بات : دین کے متعلق خوشخبری سنانے والا صرف اور صرف اللہ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبر ہی کسی کو ڈرا سکتے ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (الاحزاب:45)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس لئے کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی بات گھڑ کر اس پر خوشخبری سنائے۔بہت سارے میسج میں لکھا ہوتا ہے کہ یہ میسج بیس لوگوں کو بھیجو تو مالا مال ہو جاؤ گے اور اگر نہیں بھیجا تو فقیر بن جاؤ گے۔دوسرا فقیر ہو نہ ہو جھوٹا میسج گھڑنے والا نیکی ضائع کر کے خود فقیر وقلاش ہو گیا۔ایسے فقیروں کا میسج بھیج آپ بھی فقیر نہ بنیں۔اور آج سے یہ طے کر لیں کہ بیس آدمی، تیس آدمی کو بھیجنے والی ہر بات جھوٹی ہے۔

تیسری بات: جنت وجہنم اللہ کی طرف سے ہے، نبی ﷺ صرف ہمیں خبر دینے والے تھے جو بذریعہ وحی آپ کے پاس آتی تھی کہ فلاں جنتی ہے، فلاں کام کرنے پر جنت ہے، فلاں کام کرنے والا جہنم رسید ہو گا۔جب نبی ﷺ کو

یہ اختیار نہیں تھا تو جو لوگ جھوٹی بات گھڑ پر جنت کی بشارت یا جہنم کی خبر دیتے ہیں کتنے بڑے مجرم ہیں؟ آپ ایسے مجرموں کی جھوٹی خبریں شائع کر کے اس کے بدترین جرم میں شمولیت اختیار نہ کریں۔

چوتھی اور آخری بات: آج کل سوشل میڈیا پہ اسلام کی غلط ترجمانی کی جارہی ہے، طرح طرح سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کئے جارہے ہیں، قرآن وحدیث کا نام لیکر ہمیں دھوکا دیا جارہا ہے، جھوٹی باتوں کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کر کے پھیلائی جارہی ہیں، اس لئے ہمیں بہت محتاط رہنا ہے اور اسلام کے خلاف ہورہی غلط ترجمانیوں کا سدباب کرنا ہے۔ ہم سدباب کرنے کے بجائے پروپیگنڈے کو مزید ہوا دینے لگ جاتے ہیں۔ نبی ﷺ کی طرف منسوب کوئی خبر یا اسلام اور قرآن وحدیث سے متعلق کوئی بھی بات بغیر تحقیق کے آگے شیئر نہ کریں اور نہ ہی آپ کوئی ایسی بات اپنی طرف سے لکھ کر پھیلائیں جس کے متعلق آپ کو صحیح سے معلوم نہیں، وہی بات لکھیں جو متحقق طور پر آپ کو معلوم ہے اور ساتھ میں مکمل حوالہ درج کریں تاکہ دوسروں کے لئے اس بات کی تحقیق کرنا آسان رہے۔

شعبان سے متعلق مسائل..............

سوال: حکم ہے کہ نصف شعبان کے بعد روزے نہ رکھے جائیں لیکن ہر ہفتہ پیر اور جمعرات کو جس کی عادت ہے کیا وہ روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر چاندرات جمعرات کی ہو دوسرے دن رمضان شروع ہے تو کیا وہ چاندرات کو جمعرات کا روزہ رکھ سکتا ہے؟

جواب: ہاں یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نصف شعبان کے بعد روزہ نہیں رکھنا چاہئے لیکن جو پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہو وہ نصف شعبان کے بعد بھی روزہ رکھ سکتا ہے حتی کہ رمضان کی آمد سے ایک دو دن قبل بھی وہ روزہ رکھ سکتا ہے مگر رمضان کے استقبال کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنے روٹین کے سبب۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ، إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ(صحیح مسلم:1082)

ترجمہ: تم رمضان المبارک سے نہ ایک دن اور نہ ہی دو دن پہلے روزہ رکھو سوائے اس آدمی کے جو اس دن روزہ رکھتا تھا تو اسے چاہیے کہ وہ رکھ لے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ انہوں نے منت مانی ہے ہر مہینے دو روزے رکھنے کی اور انکا کہنا ہے کہ کیا پندرہ شعبان کے بعد روزہ رکھنے میں کوئی حرج تو نہیں اور انکی منت ہے ہر ماہ دو روزہ رکھنے کی تو رمضان میں وہ منت کیسے پوری ہو گی یا رمضان کے فرض روزے اسکی منت کو پورا کریں گے؟

جواب: اگر وہ بہن ہر ماہ تین روزے کی منت مانتی تو زیادہ بہتر تھا اس سے ایام بیض کی سنت پوری ہو جاتی، نبی ﷺ نے ہر ماہ تین روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ منت کچھ ماہ کے لئے ہے تو کوئی بات نہیں ہے اپنی منت پوری کر لے ایسی صورت میں پندرہ شعبان کے بعد بھی وہ دو روزے رکھ سکتی ہے اور جہاں تک رمضان کا مسئلہ ہے تو رمضان کے روزوں میں اس کی نیت کے روزے داخل ہیں اس کا بھی اجر ملے گا۔

یہاں پر اس بہن کو مشورہ دوں گا کہ اگر یہ زندگی بھر کی منت ہے تو وہ قسم کا کفارہ ادا کر کے اس منت کا معاملہ ختم کر لے اور وہ دو نہیں ہر ماہ تین روزہ رکھے جو ایام بیض کے روزے ہیں۔ ایام بیض کے روزوں کی فضیلت سے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے:

صومُ ثلاثةِ أيامٍ صومُ الدهرِ كلِّه(صحيح البخاري:1979)

ترجمہ: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لینا اس سے زمانے بھر کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

سوال: پچھلے سال کے چھوٹے ہوئے روزے شعبان کے آخری ہفتہ میں رکھ سکتے ہیں؟

جواب: گوکہ پندرہ شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت ہے لیکن قضا روزے رکھنے میں حرج نہیں ہے اس لئے آپ گزشتہ رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزے شعبان کے آخری ہفتہ میں بھی رکھ سکتے ہیں۔

سوال: اگر تیس شعبان کو عصر کے بعد عمرہ کی نیت کر کہ جدہ سے مکہ جائیں اور عمرہ مغرب کے بعد کریں تو کیا یہ عمرہ رمضان کے عمرہ میں شمار ہوگا جب کہ نیت تو شعبان میں کی تھی؟

جواب: یہ رمضان کا عمرہ شمار ہوگا کیونکہ عمرہ کی ادائیگی رمضان میں ہوئی ہے اور رہا نیت کا معاملہ تو نیت کرتے وقت مجرد عمرہ کی نیت کی گئی ہوگی، شعبان کے عمرہ کی نیت نہیں کی گئی ہوگی۔نیت عمرہ کی تھی اور عمرہ رمضان میں ادا ہوا تو اس پر رمضان کے عمرہ کا اطلاق ہوگا۔

سوال: شعبان کے آخر میں عمرہ کی نیت سے ہندوستان سے سعودی کا سفر ہوا مگر رمضان کا مہینہ نہیں مل رہا تھا اس لئے میقات سے احرام نہیں باندھا، ابھی مکہ آکر طائف سے احرام باندھ رہا ہوں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: چونکہ آپ عمرہ کا ارادہ کر کے مکہ آرہے تھے اس لئے آپ پر واجب تھا کہ اسی وقت میقات سے احرام باندھ کر مکہ آتے اور اسی وقت عمرہ کرتے اور اس وقت کون سا مہینہ ہے اس کا خیال نہیں کرتے۔پہلے ایک عمرہ کر لیتے پھر جب ماہ رمضان آتا تو رمضان کے مہینے میں بھی عمرہ کر لیتے اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بحری راستے سے ہندوپاک کے لوگ مکہ آتے ہیں تو ان کی میقات یلملم ہوتی ہے لیکن آج کل تو لوگ عموما فلائٹ سے آتے ہیں ایسے میں ہندوستانی لوگ طائف کے قریب سے گزرتے ہیں، ان کو قرن المنازل سے احرام باندھنا ہے۔ چونکہ آپ کی جو شرعی میقات ہے اس میقات پہ واپس جاکر احرام باندھا ہے اس لئے آپ کا احرام صحیح ہے، اس جگہ سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا صحیح ہوگا۔

استقبال رمضان سے متعلق مسائل.................

سوال: کیا رمضان کا چاند نظر آنے پر سورہ فتح اور سورہ ملک پڑھنی چاہیے؟

جواب: عوام نے ان باتوں کو مشہور کر رکھا ہے کہ رمضان کا چاند نظر آنے پر سورہ فتح پڑھنے سے سالہا سال روزی ملتی رہے گی، یا کسی نے کہا جو تین بار اس کو پڑھ لے تو اس کا روزہ آسانی سے گزر جائے گا۔اسی طرح کوئی کہتا ہے چاند نظر

آنے پر سورہ ملک پڑھو تو کوئی کہتا ہے سورہ محمد پڑھو۔ دین میں ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔اور ہمیں معلوم ہے کہ دین وہ ہے جو قرآن اور حدیث میں ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ حنفی علماء مجرب وظائف کو فروغ دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ایک للو پنجو اٹھتا ہے اور لوگوں میں اپنی طرف سے بیان کرنا شروع کر دیتا ہے فلاں آیت پڑھو یہ مل جائے گا، فلاں ذکر پڑھو وہ مل جائے۔اس مقام پر عوام سے زیادہ حنفی علماء مجرم ہیں جنہوں نے مجرب وظیفہ کا کاروبار شروع کیا اور لوگوں کو اصل دین سے ہٹا کر مصنوعی ذکر واذکار، مجرب وظیفہ، طریقت وتصوف، کشف وکرامات کے راستے پر لگایا جو دین نہیں، بے دینی اور سنت سے بیزاری ہے۔

سوال: رمضان کے استقبال میں گھر کو سجانا جائز ہے؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ رمضان سے قبل گھر کی اور در ودیوار کی صفائی کرلی جائے لیکن فضول لائٹیں لگانا، قمقمے سجانا، گھروں کی بلاضرورت سجاوٹ پر روپیہ پیسہ لگانا یہ سب فضول خرچی ہے اس کا استقبال رمضان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

گھر کی ضروری صفائی ستھرائی اور رنگ وپینٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن استقبال رمضان کے نام پر گھروں کو دیوالی کی طرح سجانا فضول خرچی اور غیروں کی نقالی ہے۔رمضان عبادت کا مہینہ ہے اس ماہ کے لئے ہر فضول کام، لغو کام اور لایعنی کام سے پرہیز کریں بلکہ لایعنی کاموں اور فضول خرچی سے سدا پرہیز کریں۔

سوال: رمضان کے استقبال سے متعلق "اللهم سلمنی الی رمضان وسلم لی رمضان وتسلمہ منی متقبلا" یہ دعا صحیح ہے؟

جواب: طبرانی میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان کی آمد پر نبی ﷺ یہ دعا سکھاتے:

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِي مِنْ رَمَضَانَ، وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِي، وَتَسَلَّمْهُ لِيْ مُتَقَبَّلًا۔

ترجمہ: اللہ! مجھے رمضان کے لئے مختص کر دے اور رمضان میرے لئے مختص کر دے اور اسے میرے لئے مقبول صورت میں وصول فرما۔

مگر یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے نبی ﷺ سے رمضان کے استقبال سے متعلق یہ دعاثابت نہیں ہے تاہم بعض سلف سے یہ دعا کرنا منقول ہے جیسے مکحول اور یحی بن ابی کثیر وغیرہما سے۔ کوئی بطور دعا اسے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن رمضان کے استقبال میں اسے سنت سمجھ کر نہیں پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: رمضان کی دعا کے طور پر یہ لوگوں کے درمیان گردش میں ہے، کیا یہ دعا صحیح ہے؟

مسلمان رمضان کے آنے پر یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي فيه الجِدَّ والاجتِهادَ والقُوَّةَ والنَّشاطَ، وأعِذْني فيه من السَّآمةِ والفَترةِ والكَسَلِ والنُّعاسِ"

ترجمہ: اے اللہ! اس مہینے میں مجھے (عبادات میں) جدوجہد، قوت اور نشاط عطا فرما، اور بوریت، تھکاوٹ، سستی اور نیند سے پناہ میں رکھ۔

(الدعاء للطبراني: ،إسناده صحيح)

جواب: یہ ماثورہ دعا نہیں ہے یعنی یہ دعا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نہیں سکھائی ہے، سلف سے منقول ہے، امام طبرانی کی کتاب الدعاء میں مذکور ہے۔ عبدالعزیز بن ابی رواد سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان کی آمد پر مسلمان یہ دعا کیا کرتے تھے **((اللهم أَظَلَّ شهرُ رمضان وحضرَ، فسلِّمْهُ لي، وسلمني فيه، وتسلمه مني، اللهم ارزقني صيامه وقيامه صبراً واحتساباً، وارزقني فيه الجد والاجتهاد والقوة والنشاط، وأعذني فيه من السآمة والفترة والكسل والنعاس، ووفقني فيه لليلة القدر، واجعلها خيراً لي من ألف شهر)) حوالہ: الدعا للطبرانی: 914)**

اس دعا کا ایک حصہ وہ دعا ہے جو سوال میں کیا گیا ہے۔ اس دعا کے تعلق سے سمجھ لیں کہ یہ مسنون وماثور دعا نہیں ہے، اگر کوئی بغیر سنت سمجھے اس دعا کو مطلق دعا کے طور پر پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا خصوصی اہتمام والتزام کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ ہمیں ماثورہ دعاؤں کا التزام کرنا چاہیے۔

رمضان کریم، صوم اور صیام کہنے سے متعلق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: کیا رمضان کریم کہہ سکتے ہیں؟

جواب: رمضان کریم کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اصل میں سوشل میڈیا پر ایک فتوی لوگوں میں گردش کررہا ہے جس میں رمضان کریم کہنے سے منع کیا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جیسے رمضان مبارک کہہ سکتے ہیں اس میں حرج نہیں ہے، اسی طرح رمضان کریم بھی کہہ سکتے ہیں۔اللہ تعالی نے متعدد مقامات پر مختلف چیزوں کے لئے کریم کا لفظ استعمال کیا ہے جیسے قرآن کریم، مقام کریم، کتاب کریم، زوج کریم، ملک کریم، رسول کریم وغیرہ۔جب قرآن کے ساتھ کریم کا اضافہ صحیح ہے تو جس ماہ میں قرآن نازل ہوا ہے اس ماہ کے ساتھ کریم کا اضافہ بھی درست ہے اس لئے رمضان کریم کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: صوم کو صوم ہی کہا جائے گا یا اردو میں روزہ سے بھی اس کو تعبیر کر سکتے ہیں، میں نے بعض علما کو سنا وہ صوم کو صوم ہی کہنے پر مصر ہیں؟

جواب: صوم کو روزہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ روزہ صوم کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس لفظ کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔دین کے ہزاروں الفاظ دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو کر استعمال ہوتے ہیں بلکہ جو علماء صوم کو صوم ہی کہنے پر مصر ہیں وہ خود بھی ہزاروں الفاظ ترجمہ شدہ استعمال کرتے ہیں تو صرف صوم پر اصرار کیوں ہے؟ دین تو عربی زبان میں ہے مگر ضرورت کے تحت قرآنی آیات اور احادیث کا اپنی اپنی زبان میں ترجمہ کرتے ہیں، اس طرح صوم کا متبادل اردو میں روزہ آتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔جہاں کہیں شریعت میں کسی لفظ کو بدلنے سے منع کیا ہے وہاں ہم الفاظ نہیں بدلیں گے جیسے ہم اللہ کو پکارتے ہیں تو اللہ کو اللہ کے ناموں کے ذریعہ ہی پکاریں گے کیونکہ اس کا خاص حکم دیا گیا ہے، اسی طرح ہم نماز پڑھتے ہیں، عربی زبان میں پڑھتے ہیں، اس کا ترجمہ کرکے نہیں پڑھیں گے، جو ماثورہ دعائیں پڑھتے ہیں، وہ عربی زبان میں ہی پڑھیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے۔

سوال: کیاصوم اور صیام میں فرق ہے، صیام کہتے ہیں کھانے پینے اور دیگر مفطرات سے رکنے کو جبکہ صوم کہتے ہیں زبان کو روکنا، یہ فرق صحیح ہے؟

جواب: قرآن کے حوالے سے یہ فرق ذکر کیا جاتا ہے کہ صیام کہتے ہیں فجر سے مغرب تک کھانے پینے اور اس قبیل کی چیزوں سے بچا رہے جبکہ صوم زبان سے کچھ نہ بولنے کو کہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوم و صیام دونوں ہم معنی ہیں، قرآن وحدیث میں صوم وصیام روزہ کے لئے ایک جیسے معانی میں مستعمل ہیں۔ اللہ نے جس روزہ کی فرضیت کے تعلق سے قرآن میں صیام کہا اسی روزہ کے تعلق سے محمد ﷺ نے متعدد احادیث میں صوم کا ذکر فرمایا ہے جیسے صحیح بخاری میں ہے۔(ومَن لَمْ يَسْتَطِعْ فَعليه بالصَّوْمِ فإنَّه له وِجاءٌ) اور اسی طرح دوسری جگہ صحیح بخاری میں ہے (كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ له إلَّا الصَّوْمَ)۔

بخاری میں مذکور صوم وہی ہے جس کو قرآن نے صیام کہا ہے۔ جہاں تک قرآن میں ایک جگہ صوم کا ذکر ہے حضرت مریم علیہ السلام کے معاملہ میں تو ان کے یہاں کچھ نہ بولنا روزہ کہلاتا تھا، ہماری شریعت میں چپ رہنا روزہ نہیں ہے، ہماری شریعت کا روزہ بھوکے رہنے والا ہے۔

روزہ کی فرضیت سے متعلق مسائل..................

سوال: بچے اور بچیوں پر کتنے سال میں روزے فرض ہو جاتے ہیں؟

جواب: لڑکا اور لڑکی پر سال کے اعتبار سے روزہ فرض نہیں ہے بلکہ بلوغت کے اعتبار سے روزہ فرض ہے اور بلوغت کی کئی نشانی ہیں جب ان میں سے کوئی نشانی لڑکا یا لڑکی میں ظاہر ہو جائے تو وہ بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں اور ان پر روزہ فرض ہو جاتا ہے۔ بغل کے بال، زیر ناف، حیض، احتلام لڑکی کے لئے، بغل کے بال، زیر ناف، مونچھ، داڑھی اور احتلام لڑکا کے لئے۔ بلوغت کی نشانی ہے۔

سوال: اگر بچی دس سال کی ہو وہ نماز نہ پڑھتی ہو مگر روزہ رکھنے کے لئے ضد کرے تو کیا اسے روزہ رکھوا سکتے ہیں؟

جواب: ہاں دس سال کی بچی سے روزہ رکھوا سکتے ہیں بلکہ رکھوانا چاہئے اور دس سال کی بچی نماز نہیں پڑھتی ہے تو ساتھ ساتھ اس کو نماز کی بھی تعلیم دی جائے۔ نبی ﷺ نے سات سال میں ہی بچوں کو نماز کا حکم دینے کو کہا ہے اور دس سال ہو جائے، نماز نہ پڑھے تو مارنے کا حکم دیا ہے اس لئے نماز بھی پڑھائی جائے اور اس سے روزہ بھی رکھوایا جائے۔اور یہ معلوم رہے کہ روزہ کی فرضیت بلوغت کے بعد ہوتی ہے۔

سوال: حدیث کے مطابق سات سال کے بچے پر نماز فرض ہے اور دس سال میں نماز چھوڑے تو مارنے کا حکم ہے پھر روزہ کی فرضیت کب سے ہوتی ہے، مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ سال سے بلوغت شروع ہو جاتی ہے اور اگر کوئی بچی نو سال میں بالغ ہو جائے تو نو سال کی عمر سے اس پر روزہ فرض ہو جائے گا؟

جواب: سات سال میں بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی ہے، سات سال پہ بچے کو نماز کا حکم دینا ہے، یہ تربیت کے طور پر ہے، نہ کہ وجوبی حکم کے طور پر۔

جب بچہ اور بچی بالغ ہو جائے چاہے جتنی عمر میں بالغ ہو اس وقت اس بچے/بچی پر نماز، روزہ اور دین کے سارے امور واجب ہوتے ہیں یعنی بچہ دین کا مکلف بالغ ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ بلوغت کی کوئی عمر متعین نہیں ہے، بچی اور بچہ میں بلوغت کی کوئی نشانی ظاہر ہو جائے اس کا مطلب ہے وہ بالغ ہے۔

اگر کسی بچی میں نو سال کی عمر میں بلوغت کی نشانی ظاہر ہو جائے مثلا حیض شروع ہو جائے تو وہ بالغ مانی جائے گی، اب اس پر روزے فرض ہو گئے، اس کو رمضان کا روزہ رکھنا پڑے گا۔

سوال: روزہ کب فرض ہوتا ہے؟

جواب: جب لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جائے تو روزہ فرض ہو جاتا ہے، یہ عمر کے حساب سے نہیں ہے بلکہ بلوغت کے حساب سے ہے اور بلوغت کی نشانی بغل کے بال یا زیر ناف آجائے یا احتلام ہونے لگے یا لڑکا ہے تو مونچھ و داڑھی اور لڑکی ہے تو حیض آنے لگے۔ ان میں سے کوئی نشانی آجائے تو بالغ ہے۔

سوال: کتنے سال کے بچے پر روزہ فرض ہو جاتا ہے؟

جواب: سال کے اعتبار سے روزہ فرض نہیں ہوتا ہے بلکہ بلوعت کے بعد روزہ فرض ہوتا ہے۔ جب لڑکا یا لڑکی بالغ ہو جائے یا بلوغت کی کوئی نشانی ظاہر ہو جائے تو روزہ فرض ہو جاتا ہے۔ بلوعت کی نشانی مشہور ہے زیر ناف، بغل کے بال، مونچھ، داڑھی، حیض، احتلام وغیرہ

نیت سے متعلق مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: کیا ہمیں ہر روزے کی الگ الگ نیت کرنی ہو گی مثلاً آج پہلا یا دوسرا یا تیسرا روزہ رکھ رہی ہوں اور کبھی یاد نہ ہو کہ آج کونسا روزہ رکھا تو کیا روزہ نہیں ہو گا؟

جواب: روزہ کی نیت کرنے میں دو اقوال ہیں، ایک تو یہ ہے کہ ایک ساتھ تمام روزوں کی نیت کافی ہے، دوسرا قول جو زیادہ قوی ہے وہ یہ ہے کہ ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنی ہو گی اور سحری کھانے کے لئے بیدار ہونا بھی روزہ کی نیت میں شمار ہو گا کیونکہ سحری کے لئے اٹھنا اور سحری کھانا گویا اس روزہ کی نیت بھی کرنا ہے چاہے دن میں یہ معلوم ہو کہ نہیں ہو آج کون سا روزہ ہے، روزہ کی نیت کافی ہے، دن وتاریخ کا علم ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ یاد رہے کہ فرض روزہ کی نیت مغرب بعد سے لے کر فجر تک ہے اور چونکہ رمضان کا روزہ مسلسل ہوتا ہے اس لئے کبھی کوئی سحری کے لئے بیدار نہ ہو سکے اور پہلے سے روزہ کی نیت تھی مثلا مغرب کے وقت یا عشاء کے وقت اگلے روزہ کا خیال دل میں تھا تو وہ روزہ بھی اپنی جگہ درست ہے۔

سحری سے متعلق مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: ایک آدمی کا کہنا ہے کہ فجر کی اذان نماز کے لئے ہوتی ہے اس لئے جو لوگ اس وقت تک کھاتے ہیں اس کا روزہ نہیں ہوتا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ سحری اذان فجر سے پہلے پہلے تک کھالینا چاہئے، چاہے دو تین منٹ پہلے ہی سہی۔ تاہم کبھی سحری کھاتے ہوئے اذان ہونے لگے تو اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں، یہ مسئلہ حدیث سے ثابت ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سحری کا آخری وقت اذان فجر ہے تاہم اذان فجر سے چند منٹ پہلے پہلے سحری ختم کرنے کا معمول بنائیں۔ نبی ﷺ نماز فجر سے اتنی دیر پہلے سحری کھا لیتے تھے جتنی دیر میں کوئی پچاس آیتیں پڑھ سکتا ہے۔(سنن نسائی: 2157، صححه الباني)

سوال: سحری سے قبل پیریڈ سے پاکی حاصل ہوگئی ہو تو کیا سحری کر کے غسل کر سکتے ہیں؟

جواب: آپ کا سوال یہ ہے کہ حیض سے پاکی حاصل ہو جانے پر بغیر غسل کئے سحری کھا سکتے ہیں کہ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں، غسل حیض سے قبل سحری کھا سکتے ہیں، اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے تاہم وقت پہ غسل کریں تاکہ فجر کی نماز وقت پر پڑھ سکیں۔

سوال: جس طرح روزے دار کو افطار کروانے پر اجر ہے، کیا اُسی طرح سحری کروانے پر بھی اجر ہے؟

جواب: افطار کھلانے کی فضیلت تو وارد ہے مگر سحری کھلانے کی فضیلت پہ کوئی خاص نص نہیں ہے اس لئے اس کی کوئی خاص فضیلت بیان نہیں کی جاسکتی ہے تاہم عمومی دلائل سے جو اجر سامنے آتا ہے وہ بات کہی جاسکتی ہے مثلاً کسی کے پاس سحری کا انتظام نہ ہو اس کے لئے سحری کا انتظام کر دیا جائے تو نیکی پر تعاون کرنے کا اجر اور کسی ضرورت مند کو کھلانے کا اجر ملے گا ساتھ ہی وہ روزہ رکھے گا تو اس روزہ کے اجر میں بھی شریک ہوگا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا اور دعوت دینا مسنون ہے اس سنت کا اجر ملے گا۔ اس طرح کے عمومی اجر بیان کئے جا سکتے ہیں۔ سحری کھلانے کے علاوہ اگر کوئی کسی کو سحری کھانے کے لئے جگا بھی دے تو یہ نیکی کا کام ہے اس پر بھی اجر ملے گا۔

سوال: حدیث میں ہے کہ "تم میں سے کوئی سحری کھا رہا ہو اور اذان ہو جائے تو اپنی پلیٹ میں سے بقدر ضرورت کھالے "۔ کیا یہ حکم صرف رمضان کے روزوں کے ساتھ خاص ہے یا نفلی روزوں میں بھی ایسا کر سکتے ہیں یعنی سحری کا ٹائم ختم ہونے کے بعد بھی تھوڑی دیر تک کھا سکتے ہیں؟

جواب: یہ حکم رمضان اور غیر رمضان تمام دنوں کے لیے عام ہے خواہ فرض روزہ ہو یا نفل روزہ ہو بشرطیکہ وقت پر اذان ہوتی ہو۔ اگر اذان تاخیر سے ہوتی ہو تو پھر اس اذان کا اعتبار نہیں ہوگا اور عموماً رمضان میں تو وقت پر فجر کی اذان ہوتی ہے مگر دیگر مہینوں میں اکثر جگہ اذان تاخیر سے دی جاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سحری کھانے کا معمول یہ ہو کہ فجر کی اذان سے پہلے پہلے سحری کھالیں لیکن کبھی تاخیر سے آنکھ کھلے یا تاخیر سے سحری کھانا شروع کر دیا اور اذان ہونے لگی اس حال میں کہ ابھی ضرورت باقی ہے تو ضرورت بھر پلیٹ سے کھالیں۔ ایک اور بات یہ جان لیں کہ کسی نے ابھی سحری نہیں کھائی تھی کہ اذان فجر ہونے لگی اب وہ سحری نہیں کھائے گا یا آنکھ اس وقت کھلی جب اذان ہونے والی ہے تو سحری نہ کھائے، بغیر سحری کھائے روزہ رکھ لے۔

سوال: جب سحری دیر تک کھانا پسندیدہ ہے تو کلینڈر میں سحری کے وقت کے آگے احتیاط کیوں لکھتے ہیں؟

جواب: برصغیر ہند و پاک کے دیوبندی اور بریلوی طبقہ میں سحری و افطار میں احتیاط کیا جاتا ہے، بریلوی طبقہ حنفیوں سے زیادہ افطار میں تاخیر کرتا ہے، اس کے یہاں تقریباً دس منٹ کے آس پاس احتیاط کیا جاتا ہے۔ سحری و افطار میں سنت یہ ہے کہ سحری تاخیر سے کریں یعنی اذان فجر سے کچھ دیر پہلے اور افطار جلدی کریں یعنی جیسے سورج غروب ہو فوراً افطار کرلیں ۔ سحری میں تاخیر کی بجائے کتنے لوگ ڈیرھ دو بجے تقریباً سحری کھالیتے ہیں اور افطار میں احناف (دیوبندی و بریلوی) کے یہاں عمداً پانچ دس منٹ احتیاطی تاخیر کی جاتی ہے۔ میں اس احتیاط پہ سختی سے منع کرتا ہوں کیونکہ یہ سنت کی مخالفت ہے، اس میں کوئی احتیاطی منٹ نہیں ہونا چاہیئے، جیسے افطار کا وقت ہو جائے فوراً افطار کیا جائے اور سحری تاخیر سے کھائی جائے یعنی فجر کی اذان کے قریب اس سے کچھ دیر پہلے۔ آپ کو جو کلینڈر ہاتھ لگا ہے شاید احناف کا ہوگا اس لئے اس میں احتیاطی وقت لکھا ہوا ہے، آپ سلفی کلینڈر دیکھیں اس میں کوئی احتیاط نہیں ہوگا، افطار و سحری کا صحیح وقت لکھا ہوگا۔ آپ اپنے انٹرنیٹ کی سہولت سے بھی اپنے شہر کے اوقات سحری وافطار جان سکتے ہیں۔

سوال: کیا صدقہ کی رقم سے کسی کو سحری وافطار کروا سکتے ہیں؟

جواب: نفلی صدقہ سے افطاری اور سحری کھلا سکتے ہیں، اس میں حرج نہیں ہے لیکن فرض زکوۃ سے افطاری اور سحری نہیں کھلائیں گے بلکہ آپ نے نقد روپئے کی زکوۃ نکالی ہے تو نقد روپئے ہی مستحق کو دیں گے، زکوۃ سے کچھ سامان خرید کر یا کھانا بنا کر غریب کو نہیں دیں گے۔

سوال: سحری کی دعا سنت سے ثابت ہے؟

جواب: سحری کی کوئی خاص دعا نہیں ہے، سحری ایک کھانا ہے جو اذان فجر سے پہلے کھانا ہے اور سحری نہیں کھاتے ہیں تب بھی روزہ ہو جائے گا تاہم سحری کھا کر روزہ رکھنا چاہئے، سحری کھانا مسنون ہے اور اس میں برکت ہے، اس سے روزے پر تقویت ملتی ہے اس لئے عمداً سحری ترک نہیں کرنا چاہئے لیکن کبھی آنکھ نہ کھلے تو رات میں جو روزہ کی نیت تھی وہ روزہ کے لئے کافی ہے کیونکہ روزہ رکھنے میں اصل نیت ہی ہے اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ سحری کھاتے ہوئے جیسے عام کھانا کھاتے وقت بسم اللہ کہتے ہیں اسی طرح سحری کھاتے وقت بھی شروع میں بسم اللہ کہیں گے اور جب سحری کھالیں تو یہ دعا پڑھیں۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ.**

ترجمہ: حمد وثناء اور تعریف ہے اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کھلایا، اور بغیر میری کسی طاقت اور زور کے اسے مجھے عطا کیا۔

معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کھانا کھا کر یہ دعا پڑھے: «الحمد لله الذي أطعمني هذا ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة غفر له ما تقدم من ذنبه» ”حمد وثناء اور تعریف ہے اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کھلایا، اور بغیر میری کسی طاقت اور زور کے اسے مجھے عطا کیا“ تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا“۔ **(دیکھیں: ابن ماجہ: 3285، شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)**

سوال: ایک عالم سے سنا تھا کہ اذان شروع ہو جائے تو فوراً کھانا پینا روک دیں مگر ایک دوسرے عالم سے سنا کہ جو ہاتھ میں ہے اسے کھالیں اور پھر کھانا پینا روک دیں، ان دونوں میں سے کون سا صحیح موقف ہے؟

جواب: سحری کھانے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ اذان فجر سے کچھ پہلے سحری کھا کر فارغ ہو جانا چاہئے، نبی ﷺ پچاس آیات پڑھنے کے برابر اتنی دیر اذان سے پہلے سحری کھالیتے تو ہمیں بھی ایسا ہی معمول بنانا چاہئے لیکن کبھی اگر سحری کھاتے ہوئے اذان ہونے لگے اور ابھی ضرورت باقی ہو تو ضرورت پوری کرلینا چاہئے، یہ مسئلہ صحیح حدیث سے

ثابت ہے تاہم اس عمل کو معمول نہ بنایا جائے ، معمول پہلے والا کام ہے یعنی اذان سے پہلے پہلے سحری ختم کرلیں۔
دوسرے عالم کی بات اسی پس منظر میں ہے کہ کبھی سحری کھاتے ہوئے دیر ہوجائے اور ابھی ضرورت باقی ہے تو ضرورت پوری کرلے اور ضرورت پوری ہوچکی تھی اذان ہونے لگے تو فوراہاتھ روک دے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی جب صبح کی اذان سنے اور (کھانے پینے کا) برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے اپنی ضرورت پوری کئے بغیر نہ رکھے “۔(ابو داؤد:2350، اس حدیث کو شیخ البانی نے حسن صحیح کہا ہے)

سوال: سوال یہ ہے کہ نیند دیر سے کھلی، سحری سے تقریبا پانچ منٹ قبل اور اختتام سحری چار بج کر چھ منٹ پر تھا۔ مجھے ایک دوا کھانی تھی جو چار بج کر نو منٹ پر دوا کھائی، کلینڈر دیکھا تو چار بج کر چھ منٹ تھا جبکہ میں نے چار بج کر نو منٹ پر دوا کھائی ایسے میں میرا روزہ ہوگا کہ نہیں؟

جواب: سوال سے معلوم ہورہا ہے کہ آپ نے وقت کا خیال دوا کھانے کے بعد کیا ہے جبکہ ہونا یہ چاہئے کہ آپ کو سحری کا وقت دوا کھانے سے پہلے معلوم کرنا چاہئے تھا۔
ویسے کلینڈر کا وقت یقینی نہیں ہوتا گمان والا علم ہے اور آپ نے لاعلمی سے دوا کھائی ہے اس لئے آپ کا روزہ اپنی جگہ درست ہے۔اس طرح کے حالات میں سحری کے وقت ہی یقینی علم حاصل کریں پھر سحری کھائیں یا دوا کا استعمال کریں اور وقت کے تعلق سے سحری کھانے یا نہ کھانے میں تردد ہوجائے تو سحری چھوڑ دیں، صرف نیت کرکے روزہ رکھیں، بغیر سحری کھائے بھی آپ کا روزہ ہوجائے گا۔

سوال: ناپاکی کی حالت میں سحری کھانا کیسا ہے؟

جواب : ناپاکی یعنی جنابت کی حالت میں سحری کھا سکتے ہیں ، اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔اور حیض و نفاس والی عورت کے لئے تو روزہ نہیں ہے اس لئے روزہ کے واسطے اسے سحری نہیں کھانی ہے تاہم وہ سحری کے وقت گھر والوں کے ساتھ مل کر سحری کی نیت سے نہیں بلکہ عام کھانا کی نیت سے کھانا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: جس طرح فرض روزوں میں اذان تک پانی پی سکتے ہیں اسی طرح نفل روزوں میں بھی جلدی نیت کرنی چاہئے۔ آج وقت سحر چارج کر تینتیس منٹ پر تھا اور میں نے چارج کر چھتیس منٹ پر پانی پی کر روزہ کی نیت کی، کیا اس سے میرا روزہ ہو جائے گا؟

جواب: سحری کھانے کا مسئلہ فرض اور نفل دونوں روزوں میں برابر ہے، فجر کی اذان کے ابتدائی وقت تک سحری کھا سکتے ہیں۔ اگر کلینڈر کے حساب سے دو تین منٹ دیر سے سحری کرلئے توان شاءاللہ روزہ پر اثر نہیں پڑے گا، آپ کا روزہ صحیح ہے تاہم آئندہ احتیاط کریں اور اذان فجر کے وقت سے پہلے پہلے سحری کھالیں۔ اور یہ بھی جان لیں کہ بغیر سحری کھائے بھی روزہ رکھ سکتے ہیں چاہے فرض روزہ ہو یا نفل روزہ ہو۔ اور فرض روزہ کی نیت فجر سے پہلے تک کرنی ضروری ہے لیکن نفل روزہ کی نیت دن میں بھی ظہر سے پہلے کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ نے فجر کے بعد اس وقت تک روزہ توڑنے والا کوئی کام نہ کیا ہو۔

سوال: اگر روزے کی نیت کی ہوئی ہو اور آنکھ نہ کھلے تو کیا بنا کچھ کھائے روزہ رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: ہاں بالکل روزہ رکھ سکتے ہیں، روزہ کے لیے سحری ضروری نہیں ہے، نیت ہی کافی ہے۔

افطار سے متعلق مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: ہمارے ساتھ کمپنی میں غیر مسلم بھی رہتے ہیں، کیا ہم اپنی افطاری کے وقت انہیں افطار کی دعوت دے سکتے ہیں؟

جواب: افطار اس کے لئے ہے جو روزہ رکھتا ہے اس لئے اصلا روزہ دار کو ہی مدعو کیا جائے، یہ بڑے اجر کا کام ہے اور جو روزہ دار نہ ہو اسے مدعو نہیں کیا جائے البتہ اگر کوئی غیر مسلم افطار کی دعوت میں شریک ہو جائے تو اسے نہیں اٹھایا جائے اور وہ غیر مسلم جو اسلام کی طرف مائل ہو یا اسے دعوت دینا مقصد ہو تو اسلامی حکمت کے تئیں افطار کی دعوت میں غیر مسلم کو شریک کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

سوال: کیا روزہ کھولنے سے پہلے کی بھی کوئی دعا حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: روزہ کھولنے سے پہلے کوئی مخصوص دعا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، افطار کے وقت ایک مشہور دعا کی جاتی ہے "اللھم لک صمت،،، یہ ضعیف ہے اور "ذھب الظما وابتلت العروق،،، والی دعا ثابت ہے۔اس دعا کو بعض عالم نے افطار کے وقت اور بعض نے افطار کے بعد پڑھنے کو کہا ہے۔اس بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ آپ شروع افطار میں بسم اللہ کہیں اور افطار کے بعد "ذھب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاءاللہ" پڑھیں۔

سوال: عورتیں افطار کے لئے مسجد نہیں جاتیں جس سے افطار کا اصل وقت معلوم نہیں ہوتا ہے ایسے میں افطار کے لئے وقت دیکھ کر روزکھول لینا چاہئے یا مسجد کی اذان سن کر افطار کرنا چاہئے کیونکہ افطار میں جلدی ہے جبکہ موذن اذان دینے سے قبل افطاری کرتا ہے یعنی کھجور و پانی وغیرہ استعمال کرکے اذان دیتا ہے بلکہ کہیں کہیں پر موذن پہلے مائک میں پھونکتا ہے جس سے عوام کو افطاری کھولنے یا نہ کھولنے میں تردد پیدا ہوتا ہے؟

جواب: اس مسئلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے پاس رمضان میں رمضان کا صحیح ومستند کلینڈر ضرور ہونا چاہئے تاکہ آپ کو خود سے سحری وافطار کا صحیح وقت معلوم رہے اور روزانہ اس کا خیال کرتے ہوئے وقت پر سحری کھائیں اور وقت پر افطار کریں۔اذان میں کبھی تاخیر بھی ہوسکتی ہے کبھی فجر کی اذان تاخیر سے ہو یا مغرب کی اذان تاخیر ہو تو محض اذان کے بھروسے رہنے سے سحری غلط وقت پر کھالیں گے یا افطار کا وقت نکل جانے کے بعد افطار کریں گے ۔بریلوی اور دیوبندی کے یہاں افطار میں پانچ سے دس منٹ احتیاط کیا جاتا ہے ایسے میں ان کی اذان سن کر آپ افطار کریں گے تو ہمیشہ تاخیر سے افطار کریں گے اس لئے خود کے پاس صحیح کلینڈر ہونا ضروری ہے۔اس کلینڈر سے نمازوں کے اوقات کا بھی علم ہوگا اور وقت پر اپنے گھروں میں تمام نمازیں بھی ادا کرسکیں گے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ آپ وقت معلوم کرکے اپنے وقت پر افطار کریں گے ،اور جب آپ کے پاس کلینڈر موجود ہو اور ہمیشہ اذان بھی وقت پر ہوتی ہو تو اذان کے ساتھ افطار کریں لیکن جب یہ معلوم ہوجائے کہ اذان میں تاخیر ہوتی ہے تو اذان کا انتظار نہ کریں، صحیح وقت پر افطار کریں۔مسجد کے مؤذن کو بھی چاہئے کہ بغیر احتیاط اور بغیر تاخیر کے ایک گھونٹ پانی پی کر فورا وقت پر مغرب کی اذان دے کیونکہ عوام عام طور سے اذان کے ہی انتظار میں رہتی ہے۔

سوال: کیا غیر مسلم کی افطار کی دعوت قبول کر سکتے کیا؟

جواب: ہاں، غیر مسلم اگر حلال پیسے سے افطار کرائے تو افطار کھا سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: حرمین میں سحری وافطار کے وقت جو پیکٹ دیئے جاتے ہیں ان پر خانہ کعبہ و مسجد نبوی کی تصویر بنی ہوتی ہے اور لوگ اسے کوڑے دان میں پھینک دیتے ہیں کیا اس سے بے ادبی نہیں ہوتی؟

جواب: رمضان میں عموما افطار کے سامان اور بقایا جات بڑے تھیلے میں جمع کر کے پھینکے جاتے ہیں اور جس کوڑے دان میں یہ سب جمع ہوتے ہیں یا دوسرے لوگ پھینکتے ہیں اس ڈھیر میں نجاست نہیں ہوتی، اسی قسم کے کاغذ، پیکٹ اور ٹیشو وغیرہ پھینکے جاتے ہیں۔ اس لئے تصویر والے پیکٹ کوڑے دان میں پھینکنے میں حرج نہیں ہے تاہم جس چیز پہ اللہ کا نام یا قرآنی آیات یا احادیث ہوں ان چیزوں کو ایسی جگہوں پر نہیں پھینکیں گے۔

سوال: بہت سی مساجد میں وقفے وقفے سے اذانیں ہوتی ہیں ایسے میں کس اذان کے ساتھ سحری وافطار کریں؟

جواب: یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ بعض علاقوں میں جہاں متعدد مساجد ہیں اور مختلف مسالک کے مسلمان رہتے ہیں وہاں وقفہ وقفہ سے متعدد اذانیں سنائی دیں گی، ایسے میں ہمیں صحیح کلینڈر کو فالو کرنا چاہیئے۔ زمانہ ترقی کر رہا ہے، موبائل میں نماز کے اوقات سے متعلق مختلف ایپ پائے جاتے ہیں جس کے ذریعہ اپنے شہر کے اوقات سحری وافطار معلوم کر سکتے ہیں۔ اسی طرح وہاں پر سلفی ادارہ یا مسجد کا کلینڈر ضرور ملتا ہوگا وہ حاصل کر کے اپنے گھر رکھیں، وہاں نہ ملے تو جہاں سے ہو دستیاب کریں اور اس کلینڈر کو سامنے رکھ کر سحری وافطار کھائیں یعنی آپ ان اذانوں کے حساب سے سحری وافطار نہ کریں بلکہ اس معاملہ میں صحیح و مستند کلینڈر کو فالو کریں۔

سوال: مسجد میں جو افطار بھیجتے ہیں کیا اس میں بھی صدقہ کی رقم لگا سکتے ہیں وہاں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور تراویح کے وقت مسجد میں جو پانی کی بوتلیں رکھی جاتی ہیں، جب ہم نماز پڑھنے مسجد جاتے ہیں تو کبھی کبھار پیاس لگنے پر وہ پانی پی سکتے ہیں کیا وہ پانی صدقے کا ہوتا ہے؟

جواب: گوکہ صدقہ کا اصل مستحق غریب ہوتا ہے تاہم صدقہ سے امیر آدمی بھی کھا سکتا ہے۔ اور افطار کھلانا تو بڑے اجر کا کام ہے، اس پر ہمیں نبی ﷺ نے ابھارا ہے، افطار ہر مسلمان کو کھلا سکتے ہیں خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ اگر آپ

خلوص نیت سے لوگوں کے لئے افطار بھیجتے ہیں تو اس پر اتنا ہی اجر ملے گا جتنا روزہ رکھنے والے کو۔اس لئے کبھی مسجد افطار بھیجتے ہیں تو افطار کھلانے میں یہ نیت کرلیں کہ اے اللہ ہمیں بھی روزہ داروں کے اجر میں شریک فرمااوراسی نیت سے دوسرے لوگ بھی روزہ داروں کو افطار کھلاتے ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ رمضان میں لوگ مساجد میں پانی کا صدقہ کرتے ہیں، نمازیوں کے پینے کا انتظام کرتے ہیں اس کے پینے میں حرج نہیں ہے جیسا کہ میں نے بتایا کہ صدقہ کا استعمال امیر بھی کرسکتا ہے اور مسجد میں پانی دینے والا تو تمام لوگوں کے پینے کی نیت سے دے رہاہے اس لئے ویسے بھی کوئی حرج نہیں ہے،جو بھی مسجد میں آئے وہ پانی پی سکتا ہے۔

سوال: کیابسم اللہ کی رسم،آمین کی رسم،روزہ کشائی کی رسم اسلام میں جائز ہے؟

جواب: بچوں کے لئے کتابوں کے شروع کرنے پربسم اللہ کی رسم،کتاب ختم کرنے پرآمین کی رسم اور پہلا روزہ کھولنے پر روزہ افطار کرنے کی رسم جسے روزہ کشائی کہتے ہیں،متعدد رسومات مسلم معاشرے میں انجام دی جاتی ہیں اس طرح کے رسم ورواج دین میں نئی ایجاد ہیں۔جو دین محمد ﷺ لے کر آئے اس دین میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔میں نے خود کتنے سال تعلیم حاصل کی اور اب دوسروں کوپڑھارہاہوں لیکن کہیں اس طرح کی کوئی رسم وتقریب نہیں ہے۔ یہ نئے زمانے کے کم پڑھے مولویوں کے کھانے پینے کا چکر ہے۔ساتھ ہی اس میں بچوں کے گھر والوں کا بھی ہاتھ ہے۔ لوگوں کو رسم و تقریب کے نام پر پیسہ خرچ کرنے میں مزہ آتا ہے مگر فقراء ومساکین پر خرچ کرنا گراں گزرتا ہے ۔آپ کا بچہ کتاب شروع کرے، ختم کرے یا وہ روزہ رکھنا شروع کرے ،اس پہ اس کی حوصلہ افزائی کریں،اسے تحائف دیں لیکن اس میں کوئی رسم یا تقریب کا انعقادنہ کریں اور جہاں یہ رسم ورواج انجام دئے جاتے ہیں وہاں سے ختم کریں۔اللہ نے اللہ کو مال ودولت سے نوازا ہے تو ضرورت مندوں پر خرچ کریں اور دین کے راستے میں لگائیں۔

سوال: آج بمبئی سے کویت کا سفر ہے، بمبئی سے 5:25 فلائیٹ ٹیک آف کرے گی اور یہاں ممبئی کا افطار ٹائم 6:50 ہے، تو افطاری کس وقت کی جائے گی؟

جواب: کوئی آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرے تو افطار اس جگہ کے اعتبار سے کرے گا جہاں وہ افطار کے وقت ہوگا۔اور فلائٹ میں رہتے ہوئے سورج ابھی نہ ڈوباہو تو افطار نہیں کریں گے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

سوال: روزہ کشائی اور عقیقہ کی دعوت ساتھ ساتھ ہو تو کیا دعوت قبول کر سکتے ہیں؟

جواب: ہمارے ملکوں میں ایک بدعت کا بڑے زور و شور سے رواج بڑھتا جارہا ہے وہ روزہ کشائی کی تقریب ہے۔ چھوٹے بچوں سے روزہ رکھوا کر اس کے افطار کی تقریب منعقد کی جاتی ہے اور بڑی دھوم سے اس تقریب کو منایا جاتا ہے ، کتنی جگہ باقاعدہ اشتہار بازی اور ویڈیو گرافی بھی کی جاتی ہے۔ یہ سب دکھاوا، شہرت کا ذریعہ اور دین کے نام پر کھلواڑ ہے۔ روزہ بچوں کا ہو یا بڑوں کا سب کی افطاری ایک جیسی ہوتی ہے ، کسی کی افطاری کے لئے تقریب کرنا دین میں بدعت ہے مسلمانوں کو اس عمل سے دور رہنا چاہئے۔

اگر آپ کو ایسی تقریب کی دعوت ملے جو روزہ کشائی کے نام پر منعقد کی جائے تو اس میں شرکت نہ کریں، بھلے اس تقریب میں عقیقہ کی بھی دعوت ہو۔ دعوت کرنے والے نے صحیح اور غلط دعوت کو خلط ملط کر دیا اس لئے اس تقریب میں شرکت نہ کریں۔ روزہ ایک عظیم عبادت ہے اس عبادت میں بدعتی تقریب اور دنیاوی رسم داخل کر کے روزہ کا اجر ضائع نہ کریں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

سوال: ہم لوگوں نے کئی روز تک افطار میں اونٹ کے گوشت سے بنے سموسے کھائے اور نماز پڑھ لی ایسی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب : اونٹ کا گوشت ناقض وضو ہے، جو نماز اونٹ کے گوشت سے بنے سموسے کھا کر پڑھی گئی گویا وہ بغیر وضو کے پڑھی گئی نماز ہوئی اس لئے ایسی نماز ادا ہی نہیں ہوئی۔ لہذا ان نمازوں کا اعادہ کرنا پڑے گا تاہم اس بات کی مکمل تحقیق کرلیں کہ واقعی سموسے میں اونٹ کا ہی گوشت تھا۔ صرف سنی سنائی بات ہو تو اس پر دھیان نہیں دیا جائے گا۔

سوال: بچوں کے روزہ کشائی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب : لوگوں میں ایک نئی قسم کی بدعت ایجاد ہوئی ہے جس کو روزہ کشائی کہتے ہیں۔ جب بچہ پہلا روزہ رکھتا ہے تو اس کی افطار کے وقت ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے اور بڑی دھوم دھام سے بچے کی روزہ کشائی کی جاتی ہے، یہ دین میں نئی ایجاد ہے اس کو بدعت کہتے ہیں۔ روزہ بہت عظیم عبادت ہے اس کو بدعت سے بچائیں۔ تربیت کے طور پر بچوں

سے روزہ رکھوائیں مگر روزہ کشائی کی محفل منعقد نہ کریں ۔ اللہ نے مال ودولت دی ہے تو رمضان میں کثرت سے صدقہ وخیرات کریں۔ نبی ﷺ اس ماہ میں کثرت سے سخاوت کرتے تھے۔

سوال: بعض مساجد میں رمضان میں لوگ نماز بہت تاخیر سے پڑھتے ہیں، آرام سے پیٹ بھر کرافطاری کرتے ہیں اور اذان کے پندرہ بیس منٹ کے بعد نماز پڑھتے ہیں کیا یہ درست ہے نیز اذان اور اقامت کے مابین کتنا وقفہ مناسب رہے گا؟

جواب: مغرب کی نماز کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر عشاء کی ابتداء تک ہوتا ہے، اس درمیان کبھی بھی مغرب کی نماز ادا کر سکتے ہیں اور رمضان میں خصوصی طور پر افطار کے پیش نظر کچھ تاخیر کر کے جماعت کی جائے تاکہ سب لوگ افطار سے فارغ ہو کر جماعت میں شامل ہو سکیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے گویا سہولت کے اعتبار سے اذان واقامت میں فاصلہ رکھا جا سکتا ہے۔ بقدر ضرورت فاصلہ رکھنے میں شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے ، یہ مسجد کی کمیٹی اور محلے والوں کی صوابدید پر منحصر ہے تاہم یہ بات طے اور لوگوں کے علم میں رہے کہ وقفہ دس منٹ یا پندرہ منٹ کا ہے۔

سوال: کیا ابن عمر سے مروی افطار کے وقت کی یہ دعا ثابت ہے، "کان ابن عمر یقول عند إفطارہ: «یا واسع المغفرة اغفر لي"؟

جواب: ابن ماجہ میں اس معنی کی ایک دعا ہے جسے شیخ البانی نے ضعیف قرار دیا ہے، ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو سنا کہ جب وہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: «اللهم إني أسألك برحمتك التي وسعت كل شيء أن تغفر لي» "اے اللہ! میں تیری رحمت کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جو ہر چیز کو وسیع ہے کہ مجھے بخش دے"۔ (دیکھیں: ضعیف ابن ماجہ: 345)

بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر سے یہ روایت ذکر فرمائی ہے:

فكان ابن عمر رضي الله عنهما يقول عند إفطاره: يا واسع المغفرة اغفر لي.(شعب الإيمان: 407/3)

ترجمہ: ابن عمر افطار کے وقت یہ دعا کرتے: یاواسع المغفرۃ اغفرلي۔(اے وسیع مغفرت کرنے والے مجھے معاف فرما)

یہ روایت بھی سندا ضعیف ہے۔یہی دعا ابن عمر کے نام سے دار قطنی نے عام کھانے سے متعلق اس طرح ذکر کی ہے۔

إذا لَقَم أحَدُكم أخاه لُقْمةً فلْيَقُلْ: يا واسِعَ المَغفِرةِ اغفِرْ لي.(أطراف الغرائب للدار قطني:571/1) یہ بھی سندا ضعیف ہے۔

ابن عمر سے افطار کے وقت جو صحیح دعا مروی ہے وہ یہ ہے جسے شیخ البانیؒ نے حسن قرار دیا ہے۔

مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے، اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: **«ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر إن شاء الله» "پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا"۔(صحيح أبي داود:2357)**

سوال: موذن پھونک مار کر پہلے وہ افطاری کرتے ہیں پھر اذان دیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: مؤذن کو وقت سے پہلے پھونک نہیں مارنی چاہئے بلکہ افطار کا وقت ہوتے ہی پانی کا ایک گھونٹ لے کر براہ راست اسے اذان دینی چاہئے کیونکہ محلے والے افطار کرنے کے لئے اذان کے انتظار میں رہتے ہیں، یہ نازک وقت ہے، اس نازک وقت میں افطار سے کچھ پہلے پھونک مارنے سے لوگوں کو افطار کا شبہ ہو سکتا ہے اس لئے جب اذان کا وقت ہو جائے اسی وقت فورا امام پانی کا ایک گھونٹ پی کر اپنا روزہ کھولے اور اذان دے۔اذان دیتے وقت ہی مائیک چیک کرنے کے لئے اگر مؤذن پھونک مارتا ہے تو یہ مائیک چیک کرنے کے لئے اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن وقت سے پہلے مائیک میں پھونک مارے جبکہ ابھی افطار میں وقت باقی ہو پھر افطار کرکے اذان دے تو ایسی پھونک سے مؤذن کو اجتناب کرنا چاہئے۔

سوال: میرے پاس زکوۃ کا پیسہ ہے اور ایک جگہ افطار کا انتظام ہے تو کیا اس پیسے سے افطار کرا سکتے ہیں؟

جواب: زکوۃ کے پیسے سے افطار نہیں کرانا ہے، زکوۃ کو پیسہ کی شکل میں ہی مستحق کو دینا ہے اس میں اپنی طرف سے کچھ بھی تصرف نہیں کرنا ہے یعنی زکوۃ کے پیسے سے افطار کا سامان خرید نا یا افطار بنا کر کھلانا زکوۃ میں تصرف کرنا ہے، یہ عمل جائز نہیں ہے۔ بھلے غریب کو افطار کرائیں یہ بھی جائز نہیں ہے، آپ پر لازم ہے کہ پیسہ کی شکل میں ہی مستحق کو زکوۃ دیں۔

سوال: مسجد کے ذمہ دار امام و موذن کی تنخواہ اور مسجد چلانے کے لئے گاؤں والوں سے جو چندہ کرتے ہیں اس پیسے سے مسجد کی طرف سے لوگوں کی سحری یا افطار کا انتظام کیا جائے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: امام و مؤذن اور مسجد کے واسطے جو پیسے اکٹھے کئے جاتے ہیں اس پیسے کو صرف انہیں کاموں میں خرچ کیا جائے گا جس نیت سے وہ پیسے اکٹھے کئے جاتے ہیں اور چونکہ یہ پیسہ لوگوں کی سحری وافطار کے نام پر جمع نہیں ہوا ہے اس لئے اس سے لوگوں کی سحری اور افطار کا انتظام نہیں کیا جائے گا۔ اگر مسجد کمیٹی کو لوگوں کے لئے سحری وافطار کا انتظام کرنا ہے تو سحری وافطار کے نام پہ لوگوں سے الگ سے پیسہ جمع کرے پھر اسی خاص پیسے سے لوگوں کے لئے سحری وافطار کا انتظام کرے۔

سوال: ایک آدمی سفر میں تھا، اس کے ساتھ اس کی مالکن تھی جو روزہ سے تھی، کسی نے کہا کہ مغرب کا وقت ہو گیا اور اس کی مالکن نے کہنے کی وجہ سے روزہ افطار کر لیا، کچھ آگے چل کر معلوم ہوا کہ جس وقت افطار کیا گیا دو تین منٹ ابھی افطار میں باقی تھا تو اس سے روزہ ہو گا کہ نہیں؟

جواب: اللہ تعالی نے انسانوں سے بھول چوک کو معاف کر دیا ہے، اگر کبھی کوئی انجانے میں وقت سے پہلے افطار کر لے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے جیسے کوئی روزہ کی حالت میں بھول کر کھالے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اسی طرح کا یہ معاملہ ہے۔ روزہ اپنی جگہ درست ہے۔ عمدا افطار سے پہلے کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے سہوا کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

روزہ میں مفسدو غیر مفسد امور سے متعلق مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: ایک بہن سوال کرتی ہیں روزہ کی حالت میں اس سے زنا ہو گیا یعنی یہ بھی واضح کرتی ہیں کہ وہ میاں بیوی نہیں ہیں، روزہ اور زنا کا کفارہ کیا ادا کرنے پڑے گا اور اسے کیا کرنا ہو گا؟

جواب: کیا زمانہ آگیا ہے کہ لوگ رمضان میں بھی زنا کرنے لگے اور روزہ تک کا پاس ولحاظ نہ کیا۔ ذرا اندازہ لگائیں، ایک صحابی سے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع ہو گیا تو سمجھنے لگے میں ہلاک و برباد ہو گیا جبکہ انہوں نے اپنی بیوی سے شہوت پوری کی تھی، بس غلطی یہ تھی کہ انہوں نے روزہ کی حالت میں جماع کیا تھا۔ یہاں تو ایک پرائی لڑکی ایک غیر مرد سے روزہ کی حالت میں زنا کر رہی ہے۔ انااللہ وانا الیہ راجعون

اولا اس لڑکی کو چاہئے کہ اللہ کی طرف رجوع کرے، خوب روئے گڑ گڑائے اور اللہ تعالی سے خلوص قلب سے توبہ کرے، یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے اور اللہ تعالی بہت معاف کرنے والا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس عمل سے روزہ تو باطل ہو ہی گیا، بعد میں اس روزہ کی قضا کرنا ہے ساتھ ہی کفارہ مغلظہ (سخت کفارہ) بھی ادا کرنا ہے۔ سخت کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کا روزہ رکھے اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔

سوال: کیا روزہ کی حالت میں میاں بیوی ایک ہی رضائی میں سو سکتے ہیں ان میں ایسی کوئی فیلنگ نہ آتی ہو تو تب بھی ایک ساتھ سونے کی ممانعت ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں میاں بیوی کا ایک رضائی میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اصل مسئلہ چمٹ کر سونے میں ہے۔ اگر چمٹ کر سونے میں جماع کا خدشہ ہے تو چمٹ کر نہ سوئے اور جماع کا خدشہ نہیں ہے، اپنے اوپر کنٹرول ہے تو پھر چمٹ کر بھی سو سکتے ہیں۔

سوال: روزہ کی حالت میں عورت بلیچ یا فیشیل کر سکتی ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں فیس بلیچ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے،اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ کھانے پینے کا عمل نہیں ہے۔

سوال: نیند میں دانت کا خون لعاب کے ساتھ حلق میں چلا گیا اور اسی طرح جسے دانت سے خون آئے کیا تھوک کی طرح گھونٹ سکتا ہے؟

جواب: آدمی نیند میں مرفوع القلم ہے اس وجہ سے بحالت نیند جو خون حلق سے نیچے اتر گیا اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا تاہم بیداری کی حالت میں دانتوں سے خون نکلنے پر باہر پھینکنا ہوگا، عمدا اسے گھونٹنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا، آپ خود اندر چلا جائے تو اس میں حرج نہیں ہے۔ تھوک کا معاملہ الگ ہے کہ اس کے گھونٹنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

سوال: ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی غیر مسلم کو خون دینے کی نوبت آگئی، ڈاکٹر نے روزہ توڑ کر خون دینے کو کہا ایسی صورت میں کیا کسی کافر کے لئے مسلمان اپنا روزہ توڑ سکتا ہے؟

جواب: ضرورت پڑنے پر مسلمان آدمی کافر کو اپنا خون عطیہ کرسکتا ہے،اس میں شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے یہ انسان ہونے کے تیئں اس کے ساتھ اسلام کا حسن تعامل ہے۔ اگر کسی کافر کو ایمرجنسی میں خون کی ضرورت ہو اور ڈاکٹر کا مشورہ روزہ توڑنے کا ہو تو وہ اپنا روزہ توڑ کر خون عطیہ کرسکتا ہے۔ ویسے علم میں یہ بات رہے کہ بعض علماء حجامہ کو مفسد صوم نہیں خیال کرتے اس صورت میں محض خون کے عطیہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ بات ضرور ہے کہ زیادہ مقدار میں خون نکلنے سے کمزوری محسوس ہوگی۔ اس بناپر وہ اپنا روزہ توڑنے کے لئے معذور ہے، بعض میں اس کی قضا کرے گا۔

سوال: بیوی کے ساتھ مستی کرتے ہوئے منی خارج ہوجائے تو روزہ باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

جواب: روزہ کی حالت میں میاں بیوی کو شہوت کے ساتھ مستی کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے خصوصا نوجوان کو کیونکہ اسے اپنی شہوت پر قابو پانا مشکل ہوتا ہے تاہم جو مرد اپنی شہوت پر قدرت رکھتا ہو وہ روزہ کی حالت میں بیوی سے ہنسی ومذاق کرے اس میں حرج نہیں ہے۔

اگر کسی نے بیوی سے مستی کرتے ہوئے منی خارج کرلیا(بغیر جماع کے)تو اس کا روزہ فاسد ہوگیا۔اس شخص کو اس روزے کے بدلے قضا کرنا ہوگا، ساتھ ساتھ وہ اللہ سے توبہ بھی کرے کیونکہ اس نے روزہ کی حالت میں روزہ توڑنے والا بڑے گناہ کا کام کیاہے اور آئندہ اس عمل سے پرہیز کرے۔

سوال: روزہ کی حالت میں بیوی سے بات کرتے ہوئے مذی نکل جائے تو اس سے روزہ پر کیسا اثر پڑتا ہے؟

جواب : مذی لیس دار پتلا مادہ ہے جو شہوانی خیالات کے وقت شرمگاہ سے نکلتا ہے اس کے نکلنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے یعنی روزہ اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔یہ ناقض وضو ہے۔ایک روزہ دار کو روزہ کی حالت میں شہوت پیدا ہونے والے کام سے بچنا چاہیئے۔

سوال: بہار و یوپی کے بہت سے افراد روزہ کی حالت میں گل منجن کا استعمال کرتے ہیں اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب : گل تمباکو سے تیار کیا ہوا ایک قسم کا نشہ آور منجن ہے۔اس کا وہی نقصان ہے جو سورتی، گٹکھا اور سگریٹ وغیرہ کا ہے۔بالفاظ دیگر اگر سگریٹ دھوئیں والا تمباکو ہے تو گل منجن بغیر دھوئیں والا تمباکو ہے۔

جب یہ منجن ہلاکت خیز ہے تو اس کا استعمال روزہ کی حالت میں اور بغیر روزہ کے دونوں صورت میں حرام ہے، اگر کوئی لاعلمی میں عام منجن سمجھ کر اس کا استعمال کیا کرتا تھا تو وہ آئندہ کے لئے توبہ کے ساتھ ترک کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔بحالت روزہ کسی نے گل منجن استعمال کرلیا اور اس کے ذرات حلق سے نیچے نہیں اترے ہیں، منہ کی اچھی طرح صفائی کرلی ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا تاہم گل منجن کا استعمال جائز نہیں ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔

سوال: کسی نے بغیر کھائے روزہ کی نیت کرلی کیا وہ اپنا روزہ مکمل کرے گا اور اگر کوئی مجبوری آجائے مثلا گرمی کی شدت سے روزہ مکمل کرنا مشکل ہو تو افطار کر سکتے ہیں؟

جواب: جی، وہ اپنا روزہ مکمل کرے گا، روزہ رکھنے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے، ضروری نہیں ہے اور کسی نے سحری نہیں کھائی تھی، اس کو دوران روزہ کمزوری والی غشی لاحق ہوئی یا کوئی دوسری مجبوری درپیش ہوگئی جس سے روزہ توڑنے کی نوبت آجائے جیسے گرمی کی شدت برداشت کرنا مشکل ہوگیا تو ایسی مجبوری میں افطار کر سکتے ہیں، اللہ

تعالی بندوں پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ بہر حال فرض روزہ بغیر شرعی عذر کے نہیں توڑ سکتے ہیں لیکن نفلی روزہ بغیر عذر بھی توڑا جاسکتا ہے ۔عذر کے سبب فرض روزہ توڑا جائے گا تو اس کی بعد میں قضا کرنی ہوگی جبکہ نفلی روزہ توڑنے پر اس کی قضا نہیں ہے۔

سوال: اگر علاج کے باوجود بلغم روزہ کی حالت میں گلے میں جاتا ہو تو کیا اس سے روزہ باقی رہے گا؟

جواب: بلغم پاک ہے اور جسم کے اندر کی چیز ہے وہ حلق میں چلا جائے گا تو اہل علم کے صحیح قول کی روشنی میں اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا تاہم بلغم آنے پر کوشش یہ ہو کہ اسے اندر نہ جانے دیا جائے، اسے باہر پھینکیں کیونکہ بلغم بیماری کے سبب ہے۔

سوال: حالت جنابت میں اذان فجر ہوگئی اور ایک شخص نے روزہ کی نیت پہلے سے کی ہوئی تھی، فجر کے وقت غسل کرکے اس نے نماز بھی ادا کی تو کیا اس سے اس آدمی کا روزہ صحیح ہوگا یا روزے کے وقت ناپاکی میں ہونے کی وجہ سے روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب: روزہ اپنی جگہ درست ہے اور جنابت والی ناپاکی کی حالت میں اذان ہو جانے کی وجہ سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے، فجر سے پہلے رمضان کے روزہ کی نیت تھی، یہ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔

سوال: حاملہ عورت نے روزہ رکھا تھا اور الٹیاں آگئیں، طبیعت بہت خراب ہوگئی، ہسپتال لے کے جانا پڑا ڈرپس بھی لگے اور روزہ بھی افطار کرلیا، اس صورت میں اس افطار کئے ہوئے روزے کی قضا کے ساتھ فدیہ بھی دینا ہوگا یا بس قضا کافی ہے؟

جواب: حاملہ عورت نے مجبوری کے تحت روزہ توڑا تھا اس لئے اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے اور اس صورت میں صرف روزہ قضا کرنا ہے، فدیہ نہیں دینا ہے۔

سوال: روزہ کے دوران نزلہ ہونے کی صورت میں نزلہ و بلغم ناک اور گلے میں آتا ہے کیا اس سے روزہ خراب ہو سکتا ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں ناک سے پانی آئے یا حلق میں بلغم آئے تو دونوں کو باہر پھینکنا چاہئے عمداً گھونٹنا نہیں چاہئے تاہم اگر نزلہ یا بلغم حلق سے نیچے اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ اندر کی ہی چیز ہے، یہاں باہر سے اندر کوئی چیز داخل نہیں کی جارہی ہے۔

سوال: وضو کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا گیا اس کو نکالنے کے لئے منہ میں انگلی ڈالی اور قے آ گیا، کیا اس طرح سے روزہ باقی رہے گا یا یہ روزہ ٹوٹ گیا؟

جواب: اگر وضو کرتے وقت غلطی سے حلق میں پانی چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جہاں تک مسئلہ ہے حلق میں پانی چلے جانے کی وجہ سے اس کو نکالنے کی سبب الٹی ہو گئی تو اس میں تعمد پایا جاتا ہے یعنی آپ خود الٹی نہیں ہوئی بلکہ پانی نکالنے کی کوشش کی گئی، چاہے حلق میں انگلی ڈالی ہو یا نہ ڈالی ہو مگر کوشش تو کی گئی پانی نکالنے کی، یہ اپنے ارادے سے ہے اس لئے اس عمل سے روزہ ٹوٹ گیا، اس روزہ کی قضا کر لی جائے۔

سوال: بعض خواتین کا خیال ہے کہ روزہ کی حالت میں بے پردہ ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیا ایسا خیال درست ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں بے پردہ ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ بے پردگی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ غلط سمجھتے ہیں۔ ہاں جہاں روزہ ایک عظیم عبادت ہے وہیں عورتوں کے حق میں پردہ بھی بہت اہم ہے۔ ایک مسلمان عورت کو گھر سے باہر مکمل پردہ میں نکلنا چاہئے اور گھر میں ہو تو اپنے محارم کے سامنے چہرے کا پردہ نہیں ہے ۔ محرم سے چہرے کا پردہ نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت گھر میں مردوں کے ہوتے ہوئے بالکل چست یا چھوٹے اور شفاف لباس لگائے، عورتوں کو وہاں بھی لباس کا خیال کرنا چاہئے۔ شوہر کے پاس عورت جیسے چاہے رہے، اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: روزہ میں ہونٹوں پر بام لگا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، ہونٹوں پہ بام لگا سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کو اندر نہ نگلا جائے جیسے تھوک نگلتے ہیں۔ زبان کو اس سے بچانا ہے یعنی معمولی مقدار میں گنجائش بھر استعمال کریں اور اس کو زبان سے مس نہ کریں کہ کہیں اس کا ذائقہ حلق کے اندر نہ جائے۔

سوال: ایک بہن کاسوال ہے کہ آج روزہ میں ان کو خود بخود تین سے چار مرتبہ قے آگیااور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ خود بخود قے آئے توروزہ برقرار رہتاہے اسی لئے انہوں نے روزہ قائم رکھا، بعد میں ایک حدیث پر نظر پڑی جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے آنے سے روزہ توڑدیا تھااب وہ پریشان ہے کہ اس کاروزہ ہوا کہ نہیں اور رسول اللہ کا روزہ فرض تھا یا نفل؟

جواب: روزہ کی حالت میں قے کا مسئلہ واضح ہے، اگر جان بوجھ کر قے کیا ہے تبھی روزہ ٹوٹے گا لیکن آپ خود قے آگیاہے تواس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی وجہ سے اپناروزہ توڑدیا تھا، چنانچہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قے ہوا تو آپ نے روزہ توڑ ڈالا(ابوداؤد:2381)

امام ترمذی نے ترمذی کی حدیث نمبر 720 کے تحت رسول اللہ کے اس روزہ سے متعلق ذکر کیاہے کہ ابوالدرداء، ثوبان اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کیا توآپ نے روزہ توڑدیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے سے تھے۔ قے ہوا توآپ نے کچھ کمزوری محسوس کی اس لیے روزہ توڑدیا، بعض روایات میں اس کی تفسیر اسی طرح مروی ہے۔(ترمذی کی بات ختم ہوئی)

گویا رسول اللہ ﷺ کا روزہ نفلی تھااور یہ مسئلہ واضح ہے کہ نفلی روزہ میں روزہ دار کواختیار ہوتاہے، وہ کوئی عذر محسوس کرے توروزہ توڑ سکتاہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی قے کے سبب کمزوری محسوس کی توروزہ توڑدیا۔

بہرکیف! قے کا مسئلہ یہی ہے کہ روزہ نفلی ہو یا فرضی اگرآپ خود قے آئے توروزہ نہیں ٹوٹے گا اور عمدا کوئی قے کرے توروزہ ٹوٹ جائے گا۔

سوال: روزہ کی حالت میں صحبت ہوجائے توکفارہ دونوں میاں بیوی کودیناہوگا یاکوئی ایک دے سکتاہے اور اس کا کفارہ کیاہے؟

جواب: یہ معلوم ہونا چاہئے کہ رمضان میں دن کے وقت مقیم شخص کیلئے جماع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جس کسی سے یہ گناہ سرزد ہوجائے وہ کثرت سے توبہ و استغفار کرے، اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ سے سچے دل سے عہدوپیمان

کرے کہ وہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کرے گا۔ روزہ کی حالت میں رمضان کے دن میں بیوی سے جس نے جماع کیا ہے اس پر کفارہ ہے۔ کفارہ تین قسم کا ہے، یا تو وہ غلام آزاد کرے، غلام نہ ملے تو دو ماہ کا مسلسل روزہ رکھے اور اگر دو ماہ کا مسلسل روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے (ایک مسکین کو ایک وقت کا کھانا دے یا نصف صاع یعنی ڈیڑھ کلو تقریبا اناج دے)۔

رہا بیوی کا مسئلہ تو اگر اس کے ساتھ کوئی شرعی عذر ہو جس کی وجہ سے روزہ نہیں تھی یا شوہر کی طرف سے جبر تھا تو اس میں بیوی کو کفارہ نہیں دینا ہے لیکن بیوی نے بھی رضامندی سے شوہر کا ساتھ دیا تو بیوی کو بھی وہی مذکورہ کفارہ دینا ہوگا۔ اور یہاں یہ معلوم رہے کہ جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، آئندہ اس روزے کی بھی قضا کرنی ہوگی مگر بیوی پر جبر کی صورت میں صرف شوہر کا روزہ ٹوٹے گا بیوی کا روزہ صحیح ہوگا۔

سوال: ایک آدمی بی پی کے مریض ہیں، وہ روزہ رکھنے سے پہلے دوالینا بھول گئے اور روزہ رکھ لیا بعد میں بی پی ہائی ہوا تو دوا کھالی اور روزہ توڑ دیا اب اس کا کفارہ بتادیں؟

جواب: اگر کوئی آدمی روزہ سے تھا اور وہ بی پی کا مریض تھا لیکن سحری کے وقت بی پی کی دوا کھانا بھول گیا تھا، جب اس کی بی پی ہائی ہوگئی تو خطرہ لاحق ہونے کے سبب بی پی کی گولی کھالی اس سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا مگر عذر کی وجہ سے دوا کھانے کے سبب گنہگار نہیں ہوگا۔ اور جو روزہ توڑا ہے اس کا کفارہ اس روزے کی قضا ہے یعنی وہ رمضان بعد اس روزے کی قضا کرے اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں اگر خود سے بار بار قے آئے تو کیا روزہ توڑ سکتے ہیں؟

جواب: آپ خود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لیکن روزہ کی حالت میں بار بار قے آئے تو یہ طبیعت خراب ہونے کی علامت ہے، ایسے میں آدمی غور کرے کہ کیا اسے روزہ رکھنے کی استطاعت ہے یا روزہ توڑنا پڑے گا؟ اگر قے کے باوجود روزہ رکھنے کی استطاعت ہے تو روزہ مکمل کرے لیکن اگر روزہ مکمل کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو اسے اپنا روزہ توڑنے کی رخصت ہے۔

سوال: حاملہ عورت کی طبیعت خراب ہونے پر کیا عورت روزہ توڑ سکتی ہے؟

جواب: حالت حمل میں عورت کے لئے روزہ رکھنے میں آسانی ہو تو وہ بلاشبہ روزہ رکھے گی لیکن اگر روزہ رکھنے میں دقت وپریشانی اور خطرہ ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے ،اللہ تعالی نے اس معاملہ میں حاملہ اور مرضعہ کو رخصت دی ہے۔یہاں یہ بھی یاد رہے کہ حمل کی وجہ سے جتنے روزے چھوڑے گی ان روزوں کی بعد میں قضا کرنی ہے ، بعض علماء نے کہا ہے کہ روزوں کا فدیہ دینا چاہئے مگر یہ موقف قوی نہیں ہے۔

سوال: طبیعت کی خرابی کی وجہ سے اگر یہ نیت کی جائے کہ اگر روزہ مکمل کرنے کی ہمت ہوئی تو ٹھیک ہے ورنہ توڑ دیں گے۔ایسی صورت میں روزہ رکھ کر طبیعت بگڑنے کی وجہ سے روزہ کھولنا پڑا تو کھول سکتے ہیں اور کیا ایسی مشروط نیت کر سکتے ہیں؟

جواب: رمضان کا فرض روزہ ہو تو وقت سحر یہ دیکھا جائے گا کہ کیا روزہ رکھنے والا مریض ہے،روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے؟اگر ایسی صورت حال ہے تو روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے،اسے جوکھم مول نہیں لینا چاہئے۔ہاں روزہ رکھنے کے وقت روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو لازما روزہ کی نیت کرے گا لیکن درمیان روزہ مرض بڑھ جائے اور روزہ توڑنے کی نوبت آجائے تو وہ روزہ توڑ سکتا ہے،بعد میں اس کی قضا کرے گا۔

اور اگر نفلی روزہ ہے تو اس میں وسعت واختیار ہے کہ روزہ رکھنے والا روزہ رکھتے وقت اس نیت سے نفلی روزہ رکھ سکتا ہے کہ اگر مکمل کرنا ممکن ہوا تو مکمل کرلیں گے اور مکمل کرنا ممکن نہ ہوا تو روزہ توڑ دیں گے۔اور نفلی روزہ رکھتے ہوئے روزہ توڑنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے ، بعد میں اس کی کوئی قضا بھی نہیں ہے۔ گویا فرض روزہ میں مشروط نیت نہیں کی جائے گی ، وقت سحر یہ دیکھا جائے گا کہ روزہ رکھا جاسکتا ہے یا نہیں ہے ، اس حساب سے یا تو روزہ رکھ لے یا چھوڑ دے اور نفل روزہ میں مشروط نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ، اس معاملہ میں وسعت ہے کیونکہ یہ نفل روزہ ہے ، فرض نہیں ہے۔

سوال: وضو کرتے ہوئے حلق سے پانی اتر گیا ایسی صورت میں روزہ باقی ہے یا نہیں؟

جواب : اللہ تعالی بندوں سے بھول چوک معاف کردیا ہے اس وجہ سے کلی کرتے وقت پانی کا حلق سے نیچے اتر جانا روزہ کو فاسد نہیں کرے گا۔ حدیث میں بحالت روزہ ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اس وجہ سے روزہ دار کلی کرتے وقت اور ناک صاف کرتے وقت احتیاط کرے۔

سوال: ایک شخص کو فجر کے بعد قے آیا اس نے پھر دوا کھالی اور پانی وغیرہ پی لیا اس کے روزے کا حکم ہے؟

جواب : آپ خود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے مگر یہاں روزہ دار نے قے کرنے کے بعد دوائی کھالی ہے اور پانی پیا ہے اس لئے اس کا روزہ ٹوٹ گیا، رمضان کے بعد وہ ایک روزہ قضا کرے گا۔

سوال: ایک رات آنکھ لگ گئی، فجر کی اذان سے آنکھ کھلی۔ جلدی سے کلی کر کے ایک گلاس پانی پی لیا، کیا میرا وہ روزہ ہو گیا یا اس کی قضا کرنی پڑے گی؟

جواب : شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اگر کسی نے اذان کے وقت معمولی سا کھالیا یا پی لیا تو بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس بات کے ساتھ کہ اسے صبح ہونے کا علم نہ رہا ہو۔ اس لئے آپ کا روزہ صحیح ہے، اس کی قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتے ہیں اور آنکھ و کان کے ایسے قطرات ڈالنا کیسا ہے جو حلق تک پہنچتے ہوں مگر اس کے استعمال کی مجبوری ہو؟

جواب: روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور آنکھ و کان میں قطرات بھی ڈال بھی سکتے ہیں کیونکہ اس کا معدے پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

سوال: روزہ کی حالت میں منگیتر سے بات کرنا کیسا ہے اور کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب : بغیر نکاح کے منگیتر سے فضول بات کرنا جائز نہیں ہے نہ روزہ میں اور نہ ہی بغیر روزہ کے۔ بغیر نکاح کے منگیتر سے بات کرنا، اس سے تعلق قائم رکھنا، اس کے ساتھ گھومنا پھرنا اور اس کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے۔ جب تک نکاح نہ ہو جائے منگیتر کے ساتھ اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھ سکتے ہیں، نہ ملاقات، نہ بات اور نہ ہی کوئی تعلق۔ اور جب رمضان کا مبارک مہینہ ہو، جس مہینہ میں ہمیں کثرت سے عبادت کرنا ہے، کثرت سے خیر و برکت

جمع کرنا ہے اور اپنے گناہ معاف کروانا ہے اس مہینہ میں مزید گناہ کا کام کریں، یہ مومن کو زیب نہیں دیتا ہے۔روزہ کی حالت میں منگیتر سے محض بات کرنے پر روزہ نہیں ٹوٹتا ہے مگر یہ گناہ کا کام تو ہے پھر ہم روزہ جیسی عظیم عبادت کا ثواب کیوں ضائع کریں نیز جب ہم نے اللہ کی رضا کے لئے روزہ میں کھانا پینا ترک کردیا ہے تو منگیتر سے بات کرنے والا گناہ بھی ترک کردیں۔

سوال: کیا منہ بھر کے قے ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: آپ خود قے ہوجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے چاہے منہ بھر کر آئے لیکن اگر عمدا قے کیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزہ سے متعلق طبی مسائل..................

سوال: روزے کی حالت میں گلا خراب ہونے پر کیا سادے پانی کی بھانپ لے سکتے ہیں؟

جواب: مجبوری میں دمہ کے مریض کے لئے انھیلر کا استعمال جائز ہے جو ایک قسم کی اسٹیم ہے، اس طرح کسی کو روزہ کی حالت میں پانی کی بھانپ لینے کی شدید ضرورت پڑ جائے تو گنجائش ہے تاہم بچنے کی کوشش کی جائے، اس عمل کو رات تک کے لئے موخر کیا جائے۔ بھانپ سے رگیں تر ہونے کا امکان ہے۔ شدید مجبوری میں گنجائش ہے، ورنہ عام طور سے نہیں۔

سوال: روزے کی حالت میں بخار کا انجکشن لیے سکتے ہیں کیا؟

جواب: روزہ کی حالت میں بخار کا انجکشن لگا سکتے ہیں، اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ غذائی انجکشن نہیں لگانا چاہئے جیسے گلوکوز ڈرپ۔

سوال: روزہ کی حالت میں کان میں قطرے ڈال سکتے ہیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں کان میں ڈراپ ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

سوال: بیماری کی حالت میں ڈرپ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں ٹوٹے گا؟

جواب: ٹیکہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک میں غذائی مواد ہوتا ہے اس کے لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور دوسرے قسم کا ٹیکہ جس میں غذائی مواد نہ ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اس لئے روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگاتے وقت پہلے ڈاکٹر سے ٹیکہ کے بارے میں غذائی مواد ہونے یا نہ ہونے کا علم حاصل کرلیں۔

سوال: روزہ کی حالت میں توتھ پیسٹ اور برش کر سکتے ہیں؟

جواب: دو قسم کا توتھ پیسٹ آتا ہے، ایک میں ذائقہ زیادہ اور ایک میں کم ہوتا ہے تو معمولی ذائقہ والا توتھ پیسٹ برش کے ساتھ کر سکتے ہیں لیکن تیز اثر والا توتھ پیست سے بچیں۔ روزہ کی حالت میں سب سے افضل مسواک ہے کیونکہ مسواک کرنے کی فضیلت وارد ہے اس سے اجر ملے گا۔

سوال: کھانا بناتے ہوئے بحالت روزہ آنکھوں میں مرچیں لگیں تو آنکھوں میں پانی ڈال سکتے ہیں؟

جواب: آنکھ میں پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح آنکھ کی دوا یعنی قطرات ڈالنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑے گا۔

سوال: روزہ کی حالت میں انٹرنل سونوگرافی کر سکتے ہیں؟

جواب: باہری سونی گرافی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن داخلی سونوگرافی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ حلق یا شرمگاہ کے ذریعہ جو آلات واوزار اندر داخل کئے جائیں اگر ان میں غذائی مواد اور محلول نہ ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر آلات کے ساتھ ان میں غذائی مواد اور محلول شامل ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس بات کو ڈاکٹر سے کنفرم کر سکتے ہیں۔ اور انٹرنل سونوگرافی کے لئے بہتر ہے کہ اس عمل کو رات کے لئے موخر کرلیں۔

سوال: روزے کی حالت میں ناخن کاٹ سکتے ہیں اور انجکشن لگوا سکتے ہیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں ناخن کاٹ سکتے ہیں، اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور وہ انجکشن جس میں غذائی مواد یعنی طاقت و قوت والا مادہ نہ ہو جس کے لگانے سے بھوک مٹتی ہے تو وہ انجکشن لگا سکتے ہیں لیکن جس انجکشن میں غذائی مواد ہو وہ نہیں لگا سکتے ہیں کیونکہ اس کے لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

سوال: روزے کی حالت میں قبض کے علاج کے لئے انیما لیا جا سکتا ہے؟

جواب: جس کو قبض ہو اس کو انجکشن لگایا جاتا ہے یا مقعد کے راستے سے پائپ کے ذریعہ پیٹ تک دوا پہنچائی جاتی ہے ، روزہ کی حالت میں اس عمل کو بعض اہل علم نے مفطر مانا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ انیما سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ چونکہ یہ کھانے پینے کے قبیل سے نہیں ہے اس لئے یہ مفسد صوم نہیں مانا جائے گا۔

سوال: اگر آنکھ میں انفیکشن ہو جائے تو کیا روزے کی حالت میں آنکھ میں قطرے ڈال سکتے ہیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں آنکھ میں ڈراپ ڈال سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے آپ کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

بیمار و معذور اور فدیہ سے متعلق مسائل..................

سوال: اگر حالت حمل میں خون جاری ہو جائے تو اس میں نماز ہو سکتی ہے اور روزہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: حالت حمل میں کسی کو خون جاری ہو جائے تو یہ خون فاسد ہے، اس کو کچھ شمار نہ کریں اور اپنی نماز و روزہ جاری رکھیں۔ ہر نماز کے وقت نیا وضو کریں اور لنگوٹ و پیڈ وغیرہ کا استعمال کریں تاکہ نماز کے دوران خون کے گرنے سے حفاظت ہو۔

سوال: ایک نابینا شخص ہے جو روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے اس کے روزہ کا فدیہ کیا ہو گا جبکہ اس کی حالت یہ ہے کہ خود اس کا گزر بسر دوسروں کے تعاون سے ہوتا ہے؟

جواب: جو آدمی روزہ کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور روزہ کا فدیہ بھی دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے ۔ اللہ کا فرمان ہے: اللہ اپنے بندوں پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ روزہ کے علاوہ جو دوسری عبادت انجام دے سکتا ہے رمضان میں ان عبادات کو انجام دے۔

سوال: روزے کا فدیہ جو روزہ رکھے اسی کو دیا جائے یا کسی کو بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: کسی کو بھی دے سکتے ہیں خواہ روزہ دار ہو یا غیر روزہ دار تاہم اچھا بھلا آدمی ہو، متقی و روزہ دار ہو تو بہتر ہے۔

سوال: گھر کے ایسے بزرگ جن کی یادداشت کمزور ہو اور وہ ذہنی کمزوری کی وجہ سے رمضان کے روزے کی کچھ ان کو سمجھ ہی نہ رہی ہو تو کیا ان کی طرف سے بھی فدیہ صوم دیا جائے گا؟

جواب: جب عقل ماؤف ہو جائے، تمیز کی صلاحیت نہ رہے یعنی جنون لاحق ہو جائے جس کو ہم اپنی زبان میں پاگل بھی کہتے ہیں، یا ذہنی مریض ایسا ہو کہ کسی چیز کی پرواہ نہ ہو جیسے مجنون اور پاگل کو سمجھ نہیں ہوتی ہے، تب اس پہ کوئی روزہ نہیں اور نہ قضا ہے اور نہ ہی فدیہ ہے۔ لیکن سمجھ بوجھ ہو بس کچھ لاشعوری پن ہو مثلا طہارت وغیرہ کا خیال نہ کر پانا اور روزہ کی طاقت بھی ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے لیکن روزہ کی طاقت نہ ہو تو فدیہ دیا جائے گا۔

سوال: والدین بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں تو کیا اولاد روزے کی قضا کر سکتی ہے یا فدیہ دینا ہے؟

جواب: جن کے والدین عمر دراز ہوں یا دائمی مریض ہوں اور روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے ہوں تو ان کی طرف سے کوئی دوسرا روزہ نہیں رکھے گا بلکہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو فدیہ دینا ہوگا۔

سوال: اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی اس کے پاس فدیہ دینے کی استطاعت ہو تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟

جواب: جو آدمی روزہ کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور روزہ کا فدیہ بھی دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ:286)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

سوال: میرے ماں باپ بوڑھے ہیں وہ روزہ نہیں رکھ سکتے تو ان کا فدیہ راشن کی صورت میں ہوگا یا رقم دے سکتے ہیں جیسے کہ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا دینا ہے۔

جواب: آپ کے والدین اگر بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے ہیں تو ہر روزہ کا فدیہ دینا ہوگا اور فدیہ میں اصل اناج دینا ہے، پیسہ نہیں دینا ہے۔ کھانا بھی دے سکتے ہیں اور ایک وقت کا کھانا کافی ہے، دو وقت ضروری نہیں ہے لیکن دو وقت کا دیتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ اس طرح ہر دن دو آدمی یعنی ماں اور باپ کی طرف سے دو روزہ کا فدیہ دینا

ہو گا۔ تیس دن کا رمضان ہو تو مکمل ساٹھ روزے ہوں گے اور انیتس دن کا رمضان ہو تو مکمل اٹھاون روزوں کا فدیہ بنے گا۔اناج تول کر دیتے ہیں تو ایک روزہ کا فدیہ ڈیڑھ کلواناج ہو گا۔

سوال: اگر کسی بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں تو کتنا فدیہ دینا ہے اور فدیہ کن کو دیا جائے گا؟

جواب: جو کسی بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو ہر روزہ کے بدلے ڈیرھ کلواناج دیناچاہئے،پیسہ نہیں دینا ہے، اناج ہی دیناہے اور یہ اناج کسی بھی غریب کو دے سکتے ہیں خواہ وہ روزہ رکھتا ہو یا روزہ رکھنے سے معذور ہو،ہاں یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ وہ آدمی دیندار اور اچھا ہو، شرابی کبابی کو نہیں دینا چاہیے۔ بعض ایسے بھی غریب ہوں گے جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے ہوں گے ان کو روزہ کا فدیہ دے سکتے ہیں۔

سوال: اگر کوئی عارضی بیمار ہے تو کیا وہ بھی روزہ کا فدیہ دے گا؟

جواب: روزہ کا فدیہ دائمی مریض اور اس بوڑھا/ بوڑھی کی طرف سے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھ سکے گویا مسلسل مرض اور بڑھاپے میں روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے روزہ کا فدیہ دیا جائے گا لیکن جو کوئی عارضی مریض ہو، وقتی طور پر مرض لاحق ہوا ہو اس سے جتنا روزہ مرض کی وجہ سے چھوٹے گا بعد میں اس کی قضا کرے گا اور وہ کوئی فدیہ نہیں دے گا۔

سوال: اگر کسی کو ایک ہفتہ سے نزلہ و کھانسی ہو، ناک بہتی ہو اور حلق سے بار بار بلغم بھی آرہا ہو اور وہ اپنا روزہ بچانے کے لیے بار بار واش روم جا رہا ہو بلغم صاف کرنے، کیا ایسے میں اس کا شمار اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں ڈالنے والوں میں سے تو نہیں ہو گا؟

جواب: اللہ تعالی نے دین ہمارے لئے آسان بنایا ہے، کوئی مریض ہو اور روزہ نہ رکھنے کی طاقت ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے ۔ رہا مسئلہ نزلہ اور بلغم کا تو اس بارے میں طبیب سے مشورہ لے خصوصا مسلم طبیب سے کہ اس کنڈیشن میں اس کو دن میں دوا کھانے کی ضرورت ہے یا روزہ رکھا جاسکتا ہے؟ بیماری کے معاملہ میں طبیب کا مشورہ بہتر ہو گا۔

میں ظاہری طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ محض نزلہ اور بلغم کا معاملہ ہے اور جسمانی کوئی دقت نہیں ہے تو ان شاء اللہ روزہ رکھنے میں حرج نہیں ہے اس سے انسان ہلاک نہیں ہو گا ، روزہ کے ساتھ احتیاط بھی برتے ، جس چیز کی روزہ میں

اجازت ہے اس کو بھی استعمال کرے مثلا بھاپ لینے کی ضرورت پڑے تو بھاپ لے اس کی گنجائش ہے اور کام کاج کے لئے گرم پانی استعمال کرے۔زیادہ دقت ہو تو طبیب سے مشورہ لے اوراس کے مشورہ پر عمل کرے۔

سوال: کیا روزے کا فدیہ زکوۃ کے مستحقین کو دے سکتے ہیں اور فدیہ میں قیمت ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: زکوۃ کے آٹھ مصارف ہیں جبکہ روزہ کے فدیہ کا مصرف فقراء و مسکین بتلایا گیا ہے لہذا ہم صرف فقیر و مسکین کو ہی فدیہ دیں گے اور بطور فدیہ بعام یعنی مسکین کو کھانا دینا ہے نہ کہ اس کی قیمت کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ(البقرۃ:184)۔

ترجمہ: اور وہ لوگ جو طاقت رکھتے ہیں وہ بطور فدیہ مسکین کو کھانا کھلائیں۔

اگر ہم اپنے من سے مسکین کو فدیہ کی قیمت دیتے ہیں تو اللہ کے فرمان کے خلاف کرتے ہیں۔

سوال: ایک روزے کا فدیہ پیسوں کی صورت میں بتادیں، پاکستان میں اس کی کتنی رقم ادا کی جائے گی؟

جواب: روزہ کا فدیہ پیسوں میں نہیں دینا ہے بلکہ غلہ اور اناج کی شکل میں دینا ہے۔ایک روزہ کا فدیہ نصف صاع تقریبا ڈیڑھ کلو اناج دینا ہے۔پیسوں میں فدیہ دینا سنت کی خلاف ورزی ہے۔

سوال: اگر نابالغ بچہ بیمار ہو اور وہ روزہ توڑدے تو کیا اس پر بھی کفارہ ہے؟

جواب: نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں ہے اس لئے وہ اگر روزہ بیماری کی وجہ سے یا بغیر عذر کے بھی توڑدے تو کوئی قضا یا کفارہ نہیں ہے۔

سوال: ایک غریب بیوہ بیمار ہے،اسے جگر کی بیماری ہے اور روزہ نہیں رکھ سکتی اوراسے اپنے روزے کا فدیہ دینے کی بھی استطاعت نہیں ہے،ایسی صورت میں کیا ہم زکوۃ دے سکتے ہیں تاکہ وہ روزہ کا فدیہ دے سکے اور کیا مفلسی کی وجہ سے وہی رقم اپنے یتیم بچوں پر خرچ کر سکتی ہے؟

جواب: جو روزہ نہ رکھ سکے اس کو ہر روزہ کے بدلے فدیہ دینا ہے اور جس کو فدیہ دینے کی بھی طاقت نہ ہو تو وہ معذور ہے اس لئے اس بیوہ کو اپنے روزوں کا فدیہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کا سوال ہے کہ کیا زکوۃ کی رقم دے سکتے ہیں تاکہ وہ اپنا فدیہ دے سکے یا اسی فدیہ کو اپنے یتیم بچوں پر خرچ کر سکے؟ جب وہ بیوہ عورت محتاج و غریب ہے تو یقینا اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں بلکہ زکوۃ کے علاوہ صدقات و خیرات سے بھی مدد کرنا چاہیں تو بہتر ہے۔ اور جو عورت خود زکوۃ کا مستحق ہے اس کو فدیہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ زکوۃ و خیرات کا مال اپنے اوپر اور اپنے بچوں پر خرچ کرے۔

سوال: ایک بندہ روزہ نہیں رکھ سکتا اس کا فدیہ کیا ادا کرنا ہے، راشن یا پیسے اور اگر پیسے دینے ہیں تو کتنے پیسے بنتے ہیں؟

جواب: جو روزہ نہیں رکھ سکتا ہے، اس بندہ کی حقیقت وقتی مریض کی ہے یا دائمی مریض یا بوڑھے کی۔ مذکورہ بندہ وقتی مریض ہے یعنی وہ جوان ہے مگر بروقت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا ہے تو اس وقت وہ روزہ چھوڑ دے گا اور مرض کی وجہ سے جتنا روزہ چھوڑے گا بعد میں اتنے روزوں کی قضا کرے گا۔ اور اگر مذکورہ بندہ دائمی مریض ہے یا ایسا معمر وضعیف ہے جو روزہ رکھ نہیں رکھ سکتا ہے تو اس کو روزہ کا فدیہ دینا چاہئے اور فدیہ راشن کی شکل میں دینا ہے، پیسہ نہیں دینا ہے راشن میں اناج وغلہ دینا ہے۔ ایک روزہ کا فدیہ تقریبا ڈیڑھ کلو اناج دینا ہے۔

سوال: کیا فدیہ میں ایک دو روٹی سالن کے ساتھ دینا کافی ہے یعنی ایک روزہ کا فدیہ روزانہ کسی غریب کو اپنے گھر میں پکے ہوئے کھانا سے دے سکتے ہیں اور ایسے مسکن کو فدیہ دے سکتے ہیں جو روزہ رکھے یا نہ رکھے؟

جواب: اگر آپ اپنے بنے ہوئے کھانا سے روزہ کا فدیہ دینا چاہیں تو ہر روزہ کے بدلے ایک وقت کا کھانا کسی کو مسکین کو اپنے گھر کھلا دیں یا اس مقدار میں کھانا سالن کے ساتھ دیدیں جو ایک وقت کھانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اور اگر اناج وغلہ سے فدیہ دینا چاہیں تو نصف صاع تقریبا ڈیڑھ کلو اناج ہر روزہ کے بدلے ادا کریں۔ اور فدیہ نیک آدمی کو دیں تو بہتر ہے تاہم گنہگار کو بھی دے سکتے ہیں اور جو طاقت رکھتے ہوئے روزہ نہ رکھے اس کو نہ دیں بلکہ اس کو نصیحت کریں کہ تم پر روزہ فرض ہے روزہ رکھو، اللہ تعالی تمہاری مدد کرے گا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لا تصاحبْ إلَّا مؤمنًا ، ولا يأكلْ طعامَك إلَّا تقيٌّ(صحيح الترمذي:2395)

ترجمہ: مومن کے سوا کسی کی صحبت اختیار نہ کرو، اور تمہارا کھانا صرف متقی وپرہیزگار ہی کھائے۔

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے ہمیں اپنے کھانوں سے ایسے لوگوں کو کھلائیں جو نیک وپرہیزگار ہو۔

سوال: دودھ پلانے والی عورت اگر روزہ نہ رکھے اور فدیہ دے تو کیا اسے روزہ کی قضا بھی کرنا ہوگی؟

جواب: دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے گی اور اگر کوئی مشقت ہو یعنی بچہ یا خود کو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے اس کے لئے رخصت ہے تاہم بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہے، فدیہ نہیں دینا ہے۔ بعض علماء نے فدیہ دینے کی بات کہی ہے لیکن قوی موقف قضا کرنا ہے، یہی حکم حاملہ کا بھی ہے اور یہ دونوں حاملہ و مرضعہ مریض پر محمول کی جائیں گی یعنی جیسے مریض بعد میں روزوں کی قضا کرتا ہے ویسے حاملہ اور مرضعہ بھی رمضان کے روزے چھوڑے تو بعد میں قضا کرے گی۔

سوال: اگر کوئی مریض روزے کا فدیہ دے تو کیا جس کو دے رہا ہے اسے یہ بتانا ضروری ہے کہ میں یہ رقم روزے کا فدیہ دے رہا ہوں؟

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ روزہ کا فدیہ پیسہ کی شکل میں نہیں دینا ہے بلکہ اناج کی شکل میں دینا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ فدیہ دیتے وقت بتانا ضروری نہیں ہے، بغیر بتائے ویسے ہی دے سکتے ہیں لیکن جسے فدیہ دیں وہ غریب ونادار ہو۔

سوال: میرے شوہر سارے روزے نہیں رکھ سکتے ان کو گردے کا مسئلہ ہے اور اتنی گنجائش نہیں کہ کسی سے روزہ رکھوا سکے تو کیا جو وہ روزے وہ نہیں رکھ پاتے، وہ بعد میں، ان کی طرف سے میں رکھ سکتی ہوں؟

جواب: آپ کا شوہر گردے کا مریض ہے وہ زیادہ روزہ نہیں رکھ سکتا ہے تو جتنا روزہ اس کے لئے رکھنا آسان ہو رکھ لے اور جو مرض کی وجہ سے چھوٹ جائے بعد میں سال بھر حسب سہولت قضا کرلے اور جب رمضان کے روزے رکھنے کی استطاعت رکھتے ہیں تو پھر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا سال بھر میں کرہی سکتے ہیں۔ قضا کے لئے ٹھنڈی کا موسم بہتر ہے، دن چھوٹا ہوتا ہے اور آسانی سے روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ بھی جان لیں کہ اگر کوئی زندہ آدمی دائمی مرض یا بڑھاپا کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا روزہ نہیں رکھے گا بلکہ اس کی طرف سے فدیہ دینا ہے۔ کوئی وقتی مریض ہو تو مرض کی وجہ سے جو روزہ چھوٹ جائے بعد میں حسب سہولت خود ہی قضا کرنا ہے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ اگر میں ایک روزہ کا فدیہ ڈیڑھ کلو اناج ایک دو بندوں کو دوں مثلاً آدھا ایک کو آدھا دوسرے کو تو کیا اس طرح فدیہ تقسیم کر کے دے سکتے ہیں اور کیا ہر روز الگ الگ فدیہ دینا ہے، اگر کوئی مکمل روزہ کا ایک ساتھ راشن دے دے تو یہ درست ہے؟

جواب: ایک روزہ کا فدیہ ایک آدمی کو دیں تاکہ اس آدمی کو صحیح سے فدیہ کفایت کرے اور سارے روزوں کا فدیہ ایک ہی آدمی کو دینا ضروری نہیں ہے، متعدد لوگوں کو دے سکتے ہیں نیز روزہ کا فدیہ روزانہ بھی دے سکتے ہیں یا پھر چند دن کا اکٹھا کر کے ایک ساتھ بھی دے سکتے ہیں، جو سہولت ہو اس پر عمل کر سکتے ہیں۔

سوال: ایک روزے کا فدیہ ایک وقت کا کھانا ہے کیا اس کے لیے مسکین کا روزہ دار ہونا ضروری ہے؟

جواب: ہاں، ایک روزہ کا فدیہ ایک وقت کا کھانا ہے، اگر کوئی دو وقت کا دینا چاہے تو اس کی مہربانی ہے ورنہ ایک وقت کا ہی کافی ہے۔ اور فدیہ روزہ دار و غیر روزہ دار دونوں کو دے سکتے ہیں، ہماری کوشش ہو کہ روزہ دار، متقی اور ضرورت مند آدمی کو دیں۔ گنہگار کو بھی دے سکتے ہیں مگر ایسے لوگوں کو تنبیہ ضرور کریں کہ مسلم ہو کر گناہ نہیں کرنا چاہئے ورنہ اللہ دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور آخرت میں تو سزا دے گا ہی۔

سوال: بھائی کو سفر پر جانا تھا اور روزہ بھی رکھ لیا لیکن صبح چھ بجے ہی ان کی طبیعت خراب ہو گئی اور روزہ توڑ دیا ایسی صورت میں اس کا کیا کفارہ دینا ہو گا؟

جواب: مسافر کے لئے روزہ کی رخصت ہے اس لئے اگر مسافر روزہ رکھ کر توڑ دے تو کوئی کفارہ نہیں ہے اور مسافر سرے سے روزہ رکھے ہی نہیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں طبیعت بگڑنے کی وجہ سے جو روزہ توڑا ہے اس روزہ کی بعد میں قضا کرنا ہے اور آپ کے بھائی کے ذمہ کوئی کفارہ نہیں ہے، بس بعد میں توڑے ہوئے روزہ کی قضا کر لے گا۔

سوال: حاملہ عورت رمضان کے روزے لازمی رکھے یا اس کے لیے کوئی کفارہ ہے یا اپنی جگہ کسی اور کو روزہ رکھا سکتی ہے یا پیسے دے سکتی ہے؟

جواب: حاملہ عورت کو بھی عام لوگوں کی طرح روزہ رکھنا ضروری ہے لیکن اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے پریشانی ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے اتنی اس کے لئے رخصت ہے، جتنا روزہ چھوڑے گی بعد میں اتنا روزہ قضا کرنا ہے اور فدیہ نہیں دینا ہے اور نہ کسی سے اپنے نام پر روزہ رکھوانا ہے۔ اپنا روزہ خود سے رکھنا ہے اور حمل کی وجہ سے روزہ رکھنے میں دقت ہو تو ابھی روزہ چھوڑ دے بعد میں اس کی قضا کرے۔

سوال: ایک خاتون روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتی، وہ یوکے میں رہتی ہے، وہاں اس کے پاس ایسا کوئی نہیں جسے وہ فدیہ دے سکے تو کیا وہ فدیہ کی رقم انڈیا بھیج سکتی ہے اور کیا یہ رقم ایک سے زیادہ لوگوں کو دی جاسکتی ہے؟

جواب: جیسا کہ آپ نے سوال کیا کسی بہن کو روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں ہے اور روزہ کا فدیہ یوکے میں کوئی لینے والا نہیں تو پھر ایسی صورت میں دوسری کسی جگہ اور کسی ملک میں روزہ کا فدیہ بھیج سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ جیسے رمضان کے موقع سے پردیسی لوگ اپنے ممالک میں فطرانہ بھیجتے ہیں اسی طرح یہ خاتون بھی اپنے روزوں کا فدیہ ضرورت والی جگہ پر بھیج سکتی ہے۔ روزہ کا فدیہ کھانے اور اناج کی شکل میں دینا ہے، یوکے سے اناج تو نہیں بھیجا سکتا ہے، فدیہ کے مطابق وہ انڈیا میں پیسہ بھیج دے اور اس پیسے سے اناج خرید کر فقراء و مساکین میں تقسیم کردیا جائے۔ اور یہ فدیہ ایک سے زائد متعین لوگوں کو دے سکتے ہیں بلکہ جتنے لوگوں کو کفایت کرسکے دے سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: سماج میں بہت سی غریب خواتین کسی دوکان سے ادھار راشن لیتی ہیں کیا ایسی خواتین کا ادھار روزے کے فدیہ کی رقم سے دوکاندار کو چکا سکتے ہیں؟

جواب: روزہ کا فدیہ اناج اور غلہ سے دینا ہے اس لئے ہمیں کسی محتاج و مسکین کو روزہ کا فدیہ پیسہ نہیں بلکہ اناج سے دینا ہے، ادھار ایک طرح کا قرض ہے جو رقم کی صورت میں ادا کیا جائے گا جبکہ فدیہ رقم نہیں ہے اس لئے قرض میں فدیہ نہیں دیا جائے گا۔ الگ سے قرض کی ادائیگی کے لئے تعاون کرتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے جیسے صدقہ و خیرات ہو یا پیسوں کی زکوۃ ہو وغیرہ۔ ایک صورت یہ ہے کہ اگر اس غریب خاتون کی دوسرے پیسوں سے مدد کے لئے فدیہ کے علاوہ کوئی چیز نہ ہو تو پھر ضرورت کی بنا پر فدیہ سے رقم کا اندازہ لگا کر ادھار چکا سکتے ہیں۔

سوال: ایک روزے کا فدیہ پاکستان کے حساب سے کتنا دینا ہے اور جس کو فدیہ دینا ہے اس کے بارے میں یہ پتہ لگانا ہے کہ کہیں وہ شرک تو نہیں کرتا ہے؟

جواب: روزہ کا فدیہ اناج وغلہ کی شکل میں سے دینا ہے اور ایک روزہ کا فدیہ تقریباڈیڑھ کلواناج ہے، یہ ہر ملک والوں کے لئے ہے خواہ پاکستان ہو یا کوئی اور ملک اور فدیہ نیک وصالح آدمی کو دینا بہتر ہے تاہم کلمہ پڑھنے والوں میں سے ہو خواہ گنہگار کیوں نہ ہو اسے بھی دیا جاسکتا ہے، جائز ہے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ انہوں نے روزے کا فدیہ راشن کی صورت میں نہیں دیا بلکہ رقم کی صورت میں دیا ہے، فدیہ دینے والے کو یہ نہیں بتایا کہ یہ روزے کا فدیہ ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: روزے کا فدیہ اناج کی شکل میں دینا چاہئے تھا لیکن اگر کسی بہن نے روزے کا فدیہ پیسہ کی صورت میں ادا کر دیا ہے تو کفایت کر جائے گا تاہم آئندہ کوشش یہ ہو کہ ہم اناج سے فدیہ دیں تاکہ سنت رسول پر عمل ہو۔

سوال: عذر کی وجہ سے ایک روزہ چھوڑنے کا کتنا فدیہ ہے؟

جواب: عذر کی وجہ سے ایک روزہ چھوٹا ہے تو بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی، اس کا فدیہ نہیں دینا ہے اور جو دائمی مرض یا بڑھاپا کی وجہ سے روزہ نہ رکھ پائے اس کو ہر روزہ کا فدیہ دینا ہے۔ ایک روزہ کا فدیہ ڈیڑھ کلواناج ہے یا ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

سوال: ایک روزہ کا فدیہ انڈیا میں کتنے روپے دینا چاہیے؟

جواب: ایک روزہ کا فدیہ ڈیرھ کلواناج وغلہ ہے، اور ہر ملک کے لیے یہی ہے، کسی ملک کے لئے الگ نہیں ہے۔ اگر کسی کو فدیہ میں اناج کی بجائے پیسہ دینے کی اشد ضرورت محسوس ہو تو پھر ڈیر کلواناج فی روزہ کے حساب سے اس کی قیمت مسکین کو دے سکتے ہیں۔

سوال: روزہ کے فدیہ اور کفارہ میں کیا فرق ہے، اس کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: فدیہ بدل کو کہتے ہیں، اگر انسان ایک چیز کی طاقت نہیں رکھتا تو بدل کے طور پر دوسرا کام کرتا ہے اسے فدیہ کہتے ہیں جیسے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے وہ روزہ کے بدل کے طور پر فدیہ میں ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو

کھاناکھلائے گا۔ اور کفارہ کا مطلب بھرپائی کرنا، جب انسان سے روزہ میں کوئی غلطی ہوجائے تواس کی بھرپائی کفارہ ادا کرکے کرتا ہے مثلا کوئی آدمی روزہ کی حالت میں دن کے وقت بیوی سے جماع کرلے تواس غلطی کا کفارہ ادا کرناپڑے گا۔ کفارہ یہ ہے کہ یاتوایک غلام آزاد کرے، یا مسلسل دوماہ کے روزے رکھے یاساتھ مسکین کو کھاناکھلائے۔

سوال: میرے بڑے بھائی پانچ ساڑھے پانچ ماہ سے کوما میں ہیں، حالات اور پوزیشن دیکھ کر تو پتہ چلتا ہے کہ ہوش وحواس کے بارے میں کچھ نہیں کہاجاسکتاہے، اس صورت میں ظاہر بات ہے نمازیں تومعاف ہیں لیکن پوچھنا یہ تھا کہ آگے رمضان المبارک آرہاہے توکیاانکی طرف سے روزے کی قضاہے یافدیہ اداکیاجائے گا؟

جواب: جب آپ کا بھائی پانچ ساڑھے پانچ ماہ سے مسلسل کوما میں ہے تو دائمی مریض کے حکم میں ماناجائے گا اور رمضان میں بھی کومامیں ہی رہے توان کی طرف سے ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو فدیہ دیاجائے گا،اس صورت میں قضانہیں ہے،صرف فدیہ ہے۔

سوال: دودھ پلانے والی ماں روزہ نہ رکھے تو فدیہ دے گی اور قضا بھی کرے گی؟

جواب: دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے گی اور اگر کوئی مشقت ہو خواہ بچہ کویاماں کوتوروزہ چھوڑسکتی ہے لیکن بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہے،فدیہ نہیں دیناہے۔

سوال: پچھلے رمضان کو حمل کی وجہ سے روزہ چھوٹ گیا تھا،ابھی رمضان کی آمدہے اور وضع حمل کا وقت ہے۔ کیااس رمضان کا فدیہ دے سکتی ہوں کیونکہ رمضان بعد بھی اگلے رمضان تک بچہ چھوٹاہونے کی وجہ سے روزوں کی قضا مشکل ہے؟

جواب: یہاں پر دومسائل جاننے ہیں، پہلا مسئلہ حاملہ کا اور دوسرا مسئلہ نفساء کا۔ حاملہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگراسے روزہ رکھنے میں دشواری ہے تو وہ روزہ چھوڑسکتی ہے لیکن بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہے،فدیہ نہیں دیناہے۔ نفساء کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ حائضہ کے حکم میں ہے۔ چونکہ رمضان کے قریب وضع حمل ہے تو وضع حمل کے بعد عورت نفاس میں ہوتی ہے۔ نفاس کی وجہ سے جتنا روزہ چھوٹ جائے بعد میں اتنے روزوں کی قضا ہے، فدیہ نہیں دیناہے۔

نفاس سے پاک ہونے پر روزہ رکھنے میں کوئی دشواری نہ ہو تو روزہ بھی رکھ سکتی ہے اور دشواری ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے تاہم رمضان کے جتنے روزے چھوٹیں گے ان تمام کی قضا کرنی ہو گی۔

بچہ چھوٹا ہونے کے سبب رمضان بعد قضا کرنے میں پریشانی ہو سکتی ہے لیکن پورا سال ایک جیسا نہیں ہوتا، اللہ نے آسانیاں بھی پیدا کی ہیں اس لئے عورت کو آسانی کا انتظار کرنا چاہئے اور جب آسانی ہو جائے روزوں کی قضا کر لے، حتی کہ اگلے رمضان تک قضا نہ ہو سکے تو اللہ مجبوری کو جانتا ہے اگلے رمضان کے بعد بھی قضا کر سکتی ہے۔

سفر سے متعلق مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: ایک شخص کانپور کے حساب سے سحری کھایا وہ بہار پہنچ کر اب کانپور کے حساب سے افطار کرے یا بہار کے حساب سے؟

جواب: روزہ دار کے لئے جب اور جس جگہ سورج غروب ہو جائے اس وقت اور اس جگہ کے اعتبار سے افطار کرے۔ اگر سواری پر سوار رہتے وقت سورج غروب ہو رہا ہے تو سواری پر افطار کرے اور سواری سے اتر کر اسٹیشن/بس اسٹاپ یا گاؤں، سڑک، بستی میں سورج ڈوب رہا ہے تو وہاں افطار کرے۔

سوال: جب خلیجی ممالک سے اپنے ملک کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ملک پہنچ جاتے ہیں تو ہمیں وہاں کے حساب سے روزہ رکھنا چاہئے یا گلف کے حساب سے؟

جواب: جب کوئی ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرتا ہے تو وہ اس ملک کے حساب سے روزہ رکھے گا جہاں کا سفر کر رہا ہے یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے **:فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ‌ؕ(البقرة: 185)**

ترجمہ: جو رمضان کا مہینہ پائے وہ روزہ رکھے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: الصَّومُ يومَ تَصومونَ ، والفِطرُ يومَ تُفطِرونَ ، والأضحَى يومَ تُضحُّونَ(صحيح الترمذي: 697)

ترجمہ: روزہ وہ دن ہے جس میں تم سب روزہ رکھتے ہو، اور افطار وہ دن ہے جس میں تم سب روزہ نہیں رکھتے ہو، اور عید الاضحی وہ دن ہے جس میں تم سب قربانی کرتے ہو۔

آیت وحدیث سے صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ آدمی جہاں بھی سفر کرکے جائے وہاں کے لوگوں کے حساب سے روزہ رکھے، افطار کرے اور عید منائے۔

سوال: اگر ہم نے سفر میں روزہ توڑلیا تو کیا اس کی قضا کرنی پڑے گی جبکہ اپنے ملک میں جاکر روزہ رکھنے سے ہمارا روزہ مکمل ہوجاتا ہے، کبھی کبھی زیادہ ہی ہوجاتا ہے؟

جواب: اگر کسی نے سفر کی وجہ سے فرض روزہ چھوڑا تھا تو بعد میں اس کی قضا کرے گا بھلے اپنے ملک کا روزہ ملا کر 29 یا تیس ہوجاتا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے جو روزہ چھوڑا تھا وہ فرض روزہ تھا۔

سوال: اگر کوئی شخص ریاض یا مسقط یا ابوظبی وغیرہ سے سفر کرتا ہے اس نے سحری وہاں کے حساب سے کھائی ہے افطار کا وقت اس کے لئے کیا ہوگا؟

جواب: روزہ دار کے لئے جب اور جس جگہ سورج غروب ہوجائے اس وقت اور اس جگہ کے اعتبار سے افطار کرے ۔اگر جہاز میں رہتے وقت سورج غروب ہورہا ہے تو جہاز میں افطار کرے اور جہاز سے اتر کر ایرپورٹ یا گاؤں، سڑک، بستی میں سورج ڈوب رہا ہے تو وہاں افطار کرے۔

سوال: بعض لوگوں کے ساتھ یہ پیش آتا ہے کہ ادھر سعودی عرب یا دبئی وقطر میں عید منایا اور اپنے ملک سفر کیا، ایک دن میں ملک پہنچ گیا اگلے دن وہاں بھی عید ہے اب وہ عید کی نماز وہاں بھی ادا کرے گا یا نہیں؟

جواب: جس نے رمضان مکمل کیا، عید کی نماز بھی ادا کرلی اب اس کے ذمہ عید کی نماز باقی نہیں ہے تاہم مسلمانوں کے ساتھ ان کی عید اور خوشی میں شریک ہونا اظہار یک جہتی ہے۔

سوال: اگر کوئی رمضان میں سعودیہ سے انڈیا کا سفر کرے تو وہ سعودیہ کے حساب سے روزے پورے کرے گا یا انڈیا کے حساب سے؟

جواب: جب کوئی ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرتا ہے تو وہ اس ملک کے حساب سے روزہ رکھے گا جہاں کا سفر کررہاہے یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: **فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ(البقرة: 185)**

ترجمہ: جو رمضان کا مہینہ پائے وہ روزہ رکھے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: **الصَّومُ يومَ تَصومونَ ، والفِطرُ يومَ تُفطِرونَ ، والأضحَى يومَ تُضحُّونَ(صحيح الترمذي:697)**

ترجمہ: روزہ وہ دن ہے جس میں تم سب روزہ رکھتے ہو، اور افطار وہ دن ہے جس میں تم سب روزہ نہیں رکھتے ہو، اور عید الاضحی وہ دن ہے جس میں تم سب قربانی کرتے ہو۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ روزہ تو اس ملک کے اعتبار سے رکھے گا جہاں کا سفر کیا ہے لیکن اگر اس کے کچھ روزے سفر کی وجہ سے رہ جاتے ہیں تو بعد میں قضا کرنا ہوگا اور اسی طرح آدمی جس ملک میں جارہاہے اس ملک کے حساب سے اگر اس کا روزہ اکتیس دن کا ہوجاتا ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر 29 سے کم ہوجاتا ہے تو کم از کم ایک روزہ بعد میں رکھنا ہوگا کیونکہ قمری مہینے میں کم از کم 29 دن ہوتے ہیں۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے ان کی والدہ پچھلے دوماہ سے وزٹ ویزہ پر ان کے پاس جدہ میں رہ رہی ہیں، پھر ایک ماہ کے لئے اپنے بھائی کے پاس دمام گئیں، وہاں سے جب اپنی بیٹی کے پاس آئیں گی تو رمضان میں عمرہ کا ارادہ ہے۔ وہ دمام سے احرام باندھ کر نہیں آسکتی ہیں، جب ان کو رمضان میں بیٹی، داماد کے ساتھ پرمٹ ملے گا تب عمرہ کریں گی، ایسی صورت میں کیا اس خاتون کو جدہ میں پندرہ دن مقیم کی حیثیت سے مکمل کرنا ہوگا پھر عمرہ کریں گی؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، وہ خاتون جب دمام سے اپنی بیٹی کے گھر آجائیں اور ان کو جب عمرہ کرنے کا ارادہ ہو، پرمٹ مل جائے تو اس وقت جدہ سے ہی احرام باندھ کر عمرہ کریں۔ ان کو پندرہ دن مکمل کرنا کوئی ضروری نہیں ہے

،نہ ہی پندرہ دن والی بات صحیح ہے۔ مسافر جب کسی جگہ کا سفر کرے اور وہاں چار دن سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو اول دن سے ہی مقیم کے حکم میں ہے۔اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مسافر و مقیم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جس وقت کوئی عمرہ کا ارادہ کرے اسی وقت وہ عمرہ کر سکتا ہے۔ عمرہ کا ارادہ کرنے والا حدود حرم میں ہو تو حدود حرم سے باہر نکل کر احرام باندھے، میقات کے اندر ہو تو اسی جگہ سے احرام باندھے اور میقات سے باہر ہو تو میقات سے احرام باندھے۔یہ اصل مسئلہ ہے۔

سوال: میں رمضان میں پاکستان سے سحری کرکے نکلوں گا اور سعودی میں افطار کروں گا۔اس میں سوال یہ ہے کہ جب سحری کرتے ہیں تو سعودی سے دوسوا دو گھنٹے پہلے ہے پھر جب افطار کریں گے تب پاکستانی وقت سے دوسوا گھنٹے بعد میں افطار کریں گے۔اس روزہ میں چار ساڑھے گھنٹے کا فرق ہو رہا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سحری اور افطار میں اس جگہ کا اعتبار ہوگا جہاں پر موجود ہیں، سحری کے وقت پاکستان میں ہیں تو سحری کے لئے پاکستان کا اعتبار ہوگا اور افطار کے وقت سعودی میں ہیں تو افطار کے لئے سعودی کا اعتبار ہوگا اور روزہ کا جو دورانیہ بڑھ جاتا ہے اس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ہاں اگر اس سے مسافر کو روزہ رکھنے میں مشقت ہو تو سفر کی وجہ سے مسافر روزہ چھوڑ سکتا ہے، بعد میں اس کی قضا کرلے گا۔

حیض ونفاس سے متعلق مسائل...............

سوال: حیض سے مکمل پاکی کے بعد وائٹ ڈسچارج بھی آگیا ہو، غسل کرکے دو تین دن کے بعد مٹیالہ یا براؤن کلر کا مادہ پھر خارج ہوا تو ایسی صورت میں نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حیض سے پاکی حاصل ہونے کے بعد اگر براؤن کلر کا کچھ آئے تو وہ حیض نہیں ہے، اس کو کچھ بھی شمار نہیں کریں گے، اس میں آپ کو نماز پڑھنا ہے۔ یہاں پر یہ بھی دھیان رہے کہ بعض عورتوں کو کبھی کبھی مثلا دو دن حیض آیا پھر ایک دن رک کر حیض آیا اس کا معاملہ دوسرا ہے اور آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا معاملہ دوسرا ہے۔آپ کا معاملہ

واضح ہے، سفید پانی کا اخراج حیض سے پاکی کی علامت ہے،جب سفید پانی کا اخراج ہوگیا تو غسل کرکے اب نماز وروزہ کا اہتمام کرتے رہناہے، غسل کے دوتین دن بعد جو مٹیالہ رنگ کا کچھ ظاہر ہوا ہے اس کی طرف کوئی التفات نہیں کرنا ہے۔

سوال:اذان سے پہلے اگرخون کی ایک ہلکی سی جھلی آجائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کیا ایسے میں غسل بھی کرنا ہوتا ہے؟

جواب: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان مغرب کی بات ہے، رہا مسئلہ روزہ کی حالت میں اذان مغرب سے قبل ہلکا خون آنے کا تو جس عورت کو روزہ کی حالت میں ہلکا خون یا اس جیسا کچھ نکلے اس میں دوصورتیں ہیں۔اگرہلکے خون کے ساتھ ماہواری بھی شروع ہوگئی تو وہ روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ وہ ماہواری کا خون مانا جائے گا اور غسل تو پاکی حاصل ہونے پر ہے لیکن اگر صرف اتنا ہی حصہ خون آیا اس کے بعد کچھ بھی نہیں آیا تھا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹا، وہ روزہ صحیح ہے اور اس صورت میں غسل بھی نہیں بنتا ہے۔

سوال: مجھے رات میں حیض آیا ہے اس سے بیحد تکلیف محسوس کررہی ہوں اب کیا عبادت کا کوئی کام نہیں کرسکتی اور کیا مجھے بھی دن میں بھوکا رہنا پڑے گا جیسا کہ میں سنی ہوں؟

جواب: بحالت حیض روزہ اور نماز منع ہے لیکن ذکر قلبی اور ذکر لسانی منع نہیں ہے۔دعاواستغفار کریں،ذکرواذکار کریں اور مصحف کو کسی چیز سے پکڑ کر تلاوت کریں، موبائل سے تلاوت کریں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے،کتب دینی اور مواعظ حسنہ سے مستفید ہوں اور دن میں آپ کو بھوکا رہنے کی ضرورت نہیں ہے،آپ کھاپی سکتے ہیں۔

سوال: حائضہ عورت کب تک اپنا غسل موخر کرسکتی ہے؟اگراسے بخار ہو اور وہ روزہ کی نیت کرکے دوپہر میں پانی گرم ہونے پر غسل کرکے فجر کی قضا نماز پڑھ لے تو صحیح ہے؟

جواب: الحمدللہ آج نئے زمانے کی نئی سہولیات موجود ہیں، اگر پانی میں ٹھنڈک کی وجہ سے غسل کرنے میں دقت ہو تو چند منٹ میں پانی گرم کرکے نہا سکتے ہیں اور کسی کے لئے پانی استعمال کرنا ہی مضر ہو تو وہ تیمم کرلے،اس تیمم سے وضو اور غسل دونوں ہوجائے گا۔

رات میں پاک ہونے والی لڑکی کے لئے غسل حیض کو فجر تک موخر کرنا جائز ہے پھر غسل کرے یا غسل کرنے میں ضرر ہو تو تیمم کرلے اور وقت پر فجر کی نماز ادا کرے۔

اگر کسی سے سہوا غسل موخر گیا اور دن میں نہائی اس حال میں کہ روزہ کی نیت بھی کی تھی تو پہلے فجر کی نماز پھر ظہر کی نماز پڑھے اور اس حالت میں رکھا گیا روزہ بھی درست ہوگا۔ یاد رہے عمدا نماز فجر موخر کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: تین دن سرخ رنگ کا خون آتا ہے اس کے بعد براؤن کلر سے بھی ہلکا رنگ آتا ہے کیا اس میں روزہ رکھا جائے گا؟

جواب: براؤن کلر سے ہلکے رنگ والا خون، سرخ خون سے متصل آئے تو ماہواری کا خون مانا جائے گا یعنی اس کو ایسا سمجھیں کہ کسی عورت کو تین دن سرخ خون آیا اور ابھی عورت کو حیض سے پاکی حاصل نہیں ہوئی یہاں تک کہ تیسرے یا چوتھے دن ہلکے رنگ کا خون آیا تو یہ حیض میں ہی شمار ہوگا، حیض سے متصلا کسی رنگ کا خون حیض میں شمار ہوگا۔

سوال: اگر مغرب سے کچھ وقت پہلے حیض شروع ہو جائے تو کیا روزہ باقی رہے گا یا اس کی قضا کرنی ہوگی؟

جواب: اللہ کا حکم ہے: ثم اتموا الصیام الی اللیل۔۔ روزہ کو رات تک پورا کرو، رات سے یہاں مراد مغرب تک ہے، اگر کسی عورت کو مغرب سے پہلے ماہواری آجائے تو اس کا وہ روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ حیض مفسدات صوم میں سے ہے، بعد میں حیض میں چھوٹے روزوں کی قضا کرنی ہوگی۔

سوال: اگر کسی عورت کو صرف تین دن تک حیض آیا اور پانچ دن میں وہ مکمل پاک ہو گئی تو کیا چھٹے دن سے روزہ رکھ سکتی ہے؟

جواب: بعض عورتوں کو حیض سے پاکی کا علم نہیں ہوتا، سو دھیان دینا چاہیئے کہ دو چیزوں سے حیض سے پاکی سمجھ سکتے ہیں۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ حیض آنے کے بعد سفید پانی کا اخراج ہو تو سمجھ لیں کہ آپ پاک ہو گئی ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ خون آنا بند ہو جائے اور وہ جگہ بھی بالکل خشک ہو جائے۔ اگر وہ عورت تین دن پہ پاک ہو گئی تھی جیسا کہ میں

نے پاکی کی علامت بتائی ہے تو چوتھے دن سے ہی روزہ رکھنا تھا لیکن چوتھے اور پانچویں دن بھی تھوڑا تھوڑا خون آیا پھر پاکی حاصل ہوئی تو چھٹویں دن سے روزہ رکھنا ہے۔

سوال: ایک بہن سوال کرتی ہیں کہ فاسد خون اور ایسے ہی لیکوریا کا مرض مسلسل رہنے سے کیا کپڑے پاک رہیں گے یا ناپاک؟ان کا کہنا ہے کہ مسلسل روزہ رکھنے کی وجہ سے انہیں لیکوریا کی بیماری ہوگئی ہے، یہ بات انہیں ایک لیڈی ڈاکٹر نے بتائی ہے کہ روزوں کی وجہ سے کافی کمزوری ہوگئی ہے۔ان کا اصل سوال یہ ہے کہ وہ نماز کے لئے کیسے پاکی حاصل کرے جبکہ نماز میں بھی ڈسچارج ہوجاتا ہے،زیادہ نہیں مگر تھوڑا تھوڑا وقفہ سے ہوتا ہے اور اس حالت میں پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: استحاضہ کا خون نجس ہے اور لیکوریا(رطوبت) پاک ہے۔ جس عورت کو استحاضہ کا خون آتا ہو وہ ہر نماز کے وقت وضو کرے، وضو سے پہلے جس جگہ خون لگا ہے اس کی صفائی کرلے یعنی کپڑا اور شرمگاہ کو اور پیڈ لگالے یا لنگوٹ باندھ لے تاکہ نماز میں خون نہ نکلے اور پھر وضو کرکے نماز پڑھے۔ لیکوریا کا حکم پاکی کا ہے اس لئے اس کی صفائی کی ضرورت نہیں ہے تاہم لیکوریا ناقض وضو ہے، ہر نماز کے وقت وضو کریں گے اور ایک وضو سے ایک وقت کی نماز مستحاضہ اور لیکوریا والی پڑھ سکتی ہے، نماز کے دوران کچھ نکلے تو اس سے نماز پر اثر نہیں پڑے گا۔اور پہلے جو نماز اس حالت میں پڑھی گئی ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے۔ آئندہ کے لئے جس طرح صفائی اور وضو کا حکم بتایا گیا ہے اس پر عمل کرے۔

سوال: ایک خاتون جن کی عمر ترپن سال ہے، پانچ سال سے انہیں حیض ریگولر نہیں آتا یعنی اس کے حیض کے نظام میں گڑبڑی پیدا ہوگئی ہے۔دو مہینے حیض نہیں آتا پھر دو مہینے حیض آتا ہے پھر ایک مہینہ نہیں آتا پھر آتا ہے، اس وقت رمضان میں بھی انہیں پانچ روزوں میں حیض آیا پھر انہوں نے پاک ہونے کے بعد غسل کیا اور فجر وظہر کی نماز بھی پڑھی مگر عصر کے وقت پیشاب میں انہیں دھبے یا تھوڑی سی لالی نظر آئی اس کے بعد کچھ بھی نہیں آیا، اس میں وہ بو بھی نہیں تھی جو حیض کے خون میں ہوتی ہے۔اب کیا ان کا روزہ ہے یا نہیں؟ کیا یہ نماز اور قرآن پڑھ سکتی ہیں اور انہیں اب کیا کرنا چاہیے؟

جواب: بڑی عمر ہونے کے بعد حیض دھیرے دھیرے ختم ہونے لگتا ہے اور اس میں بد نظمی پیدا ہو جاتی ہے پھر ایک وقت آتا ہے جب پوری طرح حیض بند ہو جائے گا وہ تقریباساٹھ سال کے آس پاس ہوتا ہے۔اس بہن کو جب اور جس ماہ میں حیض آئے گا اسی وقت حیض مانا جائے گا اور پاکی میں نماز پڑھے گی یعنی کسی ماہ حیض نہ آئے پاک ہو تو پورے ماہ نماز پڑھے گی۔اور جب یا جس ماہ حیض آئے اور مسلسل خون جاری رہے تو پندرہ دن تک ہی حیض مانے، اس کے بعد غسل کر کے نماز کی پابندی کرے کیونکہ ایک ماہ میں کسی عورت کو پندرہ دن سے زیادہ حیض نہیں آئے گا، اگر آتا بھی ہے تو پندرہ دن بعد دم فاسد مانا جائے گا۔دم فاسد کے وقت استحاضہ والی عورت کی طرح ہر نماز کے لئے وضو کرے، لنگوٹ باندھے تاکہ خون نہ گرے اور نماز ادا کرے۔دوسری بات یہ ہے ابھی رمضان کا جو معاملہ آپ نے ذکر کیا کہ اس کو حیض آیا اور پانچ دن کے بعد پاک ہو کر غسل کر کے دو وقت کی نماز بھی پڑھی مگر پیشاب کے ساتھ خون کے دھبے دکھے جو حیض جیسے نہیں تھے۔اس صورت میں آپ کو بتادوں کہ پاک ہونے کے بعد ایک دو دن بعد اگر کچھ دھبے وغیرہ دکھائی دے تو وہ حیض نہیں ہے، اس وقت نماز جاری رکھنا ہے اور اس دن روزہ بھی رکھنا ہے اور اس ماہ کا حیض ختم ہو گیا ہے اس لئے اب رمضان کے بقیہ روزے بھی رکھنا ہے۔

سوال: کیا رمضان کے آخری عشرے میں حیض کو روکنے کے لیے دوا لے سکتے ہیں؟

جواب: اگر طبیب کے مشورہ سے صحیح گولی مل جائے جس سے حیض کو روکا جاسکے اور آخری عشرہ میں عبادت کر سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور مانع حیض گولی نہ کھا کر عورت اپنے حال پہ باقی رہتی ہے تو یہ فطرت ہے اور یہ زیادہ بہتر ہے۔دوا کھانے سے عموما ماہواری کے نظام میں گڑ بڑی پیدا ہو جاتی ہے لہذا اس بارے میں طبیب کے مشورہ پر عمل کرے تاہم مانع حیض گولی کھانے میں حرج نہیں ہے بشر طیکہ اس میں ضرر نہ ہو۔

سوال: حیض کے ساتویں دن غسل کیا لیکن کپڑوں پر براؤن ٹیکہ تھا تو کیا اس حالت میں عورت روزہ رکھ سکتی ہے یعنی ساتویں دن غسل طہارت کے بعد براؤن ٹیکہ دکھے پھر بھی عورت نماز، روزہ اور تلاوت کر سکتی ہے؟

جواب: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بہن کو پاکی حاصل ہو گئی تھی اس کے بعد انہوں نے غسل کیا ہے۔تو جب ماہواری سے پاکی حاصل ہو جائے، اس کے بعد کچھ دکھے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔پاکی حاصل ہونے کا طریقہ

معلوم ہی ہو گا۔ یا تو سفید پانی کا اخراج ہو جائے یا پھر مقام مخصوص بالکل خشک ہو جائے اس طرح کہ روئی داخل کرنے سے کچھ نظر نہ آئے۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اگر حیض سے پاکی حاصل نہیں ہوتی تھی، یہ براؤن ٹیکہ حیض سے متصلاً آیا تھا تو یہ حیض میں ہی شمار ہو گا۔

سوال: اگر کوئی عورت حیض کی حالت میں ہو تو وہ تراویح دو تین دن بعد پڑھ سکتی ہے؟

جواب: ظاہر سی بات ہے جو حیض کی حالت میں ہے وہ تراویح نہیں پڑھے گی، حیض والی کے لئے نماز بھی منع ہے اور روزہ بھی منع ہے، جب وہ حیض سے پاک ہو گی تب سے رمضان کا روزہ رکھے گی، فرض نماز پڑھے گی اور تراویح کا اہتمام کرے گی۔

سوال: اگر روزہ رکھا ہے اور بارہ بجے حیض شروع ہو جائے تو کیا روزہ کھول سکتے ہیں یا شام تک روزے کو پورا کرنا ہو گا اور اگر روزہ کھول لیا تو کیا اس سے گناہ ہو گا؟

جواب: کسی عورت نے روزہ رکھ لیا تھا، بارہ بجے دن میں ماہواری شروع ہو گئی تو اب اس کا روزہ ختم ہو گیا، وہ عورت بالکل کھا پی سکتی ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، اور اب اسے شام تک سہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سہنا تو روزہ کی حالت میں ہوتا ہے، جب روزہ ہی نہیں تو سہنے کی ضرورت نہیں رہی۔

سوال: کچھ خواتین رمضان کے روزے پورے رکھنے کے لیے دوا کھاتی ہیں کیا ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی کا باعث ہے؟

جواب: میرا جو ذاتی تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ حیض روکنے کے لئے جو گولی کھائی جاتی ہے اس میں جسمانی نقصان ہوتا ہے، عموماً حیض میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس وجہ سے بہتر یہ ہے کہ عورت اپنی فطری حالت پر باقی رہے اور جتنا روزہ رکھنا میسر ہو روزہ رکھے اور جو حیض کی وجہ سے چھوٹ جائے، بعد میں اس کی قضا کرے۔ تاہم جو دوا آپ کے تجربہ اور اچھے ڈاکٹر کے مشورہ سے استعمال کرنا نقصان دہ نہ ہو تو اس کو کھانے میں حرج نہیں ہے، اس دوا کو کھا کر رمضان کے مکمل روزے رکھ سکتے ہیں تو رکھ لیں، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اس میں اللہ کی ناراضگی والی بات نہیں ہے۔

سوال: کسی عورت کو حیض سے پہلے گندگی آتی ہے لیکن حیض نہیں آئے ابھی تک تو کیا وہ روزہ رکھے گی یا روزہ چھوڑ دے گی؟

جواب: اگر کسی عورت کو حیض سے قبل اور منفصل طور پر شرمگاہ سے رطوبت یا گدلے/مٹیالے رنگ کا خون نکلے تو یہ حیض نہیں ہے، اس میں عورت کو روزہ رکھنا ہوگا۔ہاں یہیں پر یہ بھی مسئلہ جان لیں کہ کسی عورت کو مثلا ایک دن مٹیالے رنگ کا خون آیا، ابھی یہ خون جاری ہی ہے کہ متصلا دوسرے دن حیض آنا شروع ہوگیا تو پہلے دن سے ہی حیض شمار ہوگا۔اور حیض شروع ہوتے ہی روزہ ممنوع ہے۔

سوال: ایک عورت حیض کے دنوں میں روزہ نہیں رکھتی ہے مگر وہ اپنے بھائی یا ابو کے سامنے اس طرح ظاہر کر رہی ہوتی ہے کہ وہ روزہ سے ہے تو کیا ایسا کرنے میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ عورتوں کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ کوئی یہ جانے وہ روزہ سے نہیں ہے ۔اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی عورت کھاپی کر اس بات کو ظاہر کردیتی ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: اگر نفاس سے داغ لگ جائے تب بھی غسل واجب ہے اور کیا اس سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: سوال واضح نہیں ہے ۔ نفاس ایک خون ہے جو بچہ کی پیدائش پر عورت کی شرمگاہ سے جاری ہوتا ہے، جو عورت حالت نفاس میں ہو وہ ناپاکی کی حالت میں ہوتی ہے،اس حالت میں وہ روزہ اور نماز ادا نہیں کرے گی۔

نفاس کے داغ کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد یہ ہو کہ اگر کوئی عورت نفاس کی حالت میں ہو تو اس کے خون کا دھبہ کسی دوسری عورت کے کپڑے میں لگ جائے ؟ اگر یہی سوال ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عورت کے خون کا دھبہ کسی دوسری عورت کے کپڑے یا جسم کو لگ جائے تو اس سے نہ وہ عورت پاک ہوگی، نہ اس کا کپڑا ناپاک ہوگا اور نہ ہی اس کا روزہ ٹوٹے گا۔ وہ صرف اس جگہ کو دھل لے جہاں خون کا دھبہ لگا ہے،بس یہی کافی ہے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ انکو حیض چار دن چلتا ہے اس کے بعد ریشہ سا خارج ہوتا ہے جو سات آٹھ دن تک رہتا ہے تو اس حالت میں وہ رمضان کا روزہ کب سے رکھے گی یا پھر پورے سات آٹھ دن تک روزہ نہیں رکھے گی اور بعد میں قضا کرے گی؟

جواب: چار دن حیض کے بعد جو چھ سات دن تک ریشہ آتا ہے اس کی دو صورت ہو سکتی ہے۔ایک صورت تو یہ ہے کہ چار دن حیض آنے کے بعد پاکی حاصل ہو جائے اور پاکی حاصل ہونے کی علامت شرمگاہ بالکل خشک ہو جانا یا سفید پانی جاری ہو جانا ہے۔ اگر اس طرح چار دن پر پاکی حاصل ہو جائے تو غسل حیض کر کے پانچویں دن سے روزہ رکھا جائے گا اور بعد میں جو ریشہ ظاہر ہو اس کو کچھ بھی شمار نہیں کرنا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ چار دن حیض آئے پھر پاکی حاصل نہ ہو بلکہ متصلا چوتھے دن سے یا پانچویں دن سے ریشہ جس میں خونی رنگت ہو جاری ہونے لگے تو یہ بھی حیض میں ہی شمار ہو گا اور جب چھ دن یا سات دن پر پاکی حاصل ہو تب غسل کر کے اگلے روز سے روزہ رکھنا ہے۔ اور حیض کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جائیں بعد میں ان کی قضا کرنا ہے۔

سوال: ایک بہن کا حمل ساقط ہوا اور اسے وقفے وقفے سے خون آرہا تھا مگر اب خون آنا بند ہو گیا ہے، ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ابھی الٹرا ساونڈ کریں گے پھر پتہ چلے گا کیونکہ ابھی سارا خون اندر سے نہیں نکلا ابھی اندر کچھ باقی ہے، کیا اندرونی معاملے کی وجہ سے وہ نماز روزہ نہیں کریں گی یا وہ شروع کر سکتی ہیں؟

جواب: اگر یہ حمل چار ماہ سے کم کا تھا اور وہ ساقط ہو گیا ہے تو آنے والا خون نفاس کا نہیں مانا جائے گا، اس حالت میں وہ نماز پڑھے گی اور روزہ بھی رکھے گی لیکن اگر چار ماہ سے زائد کا حمل تھا تو آنے والا خون نفاس کا مانا جائے گا۔ اور چونکہ ابھی خون بند ہو گیا ہے تو وہ پاک مانی جائے گی، غسل کر کے اسے نماز پڑھنا ہے اور روزہ رکھنا ہے۔ اور چیک اپ کے حساب سے جو کچھ اندرونی معاملہ ہے اس سے نماز و روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہاں چالیس دن کے اندر دوبارہ خون آجائے تو نفاس کا ہی مانا جائے گا لیکن چالیس دن کے بعد والا نفاس نہیں کہلائے گا۔

سوال: اگر روزہ کی حالت میں صبح کے وقت ہی سرخی مائل بھورے رنگ کا مادہ خارج ہو جبکہ ماہواری کے دن کا امکان نہیں، وہ بھی تھوڑے وقت کے لئے ہو، دن بھر میں نظر نہیں آئے وہ شاید ہمبستری کی وجہ سے ہوا ہو تو کیا روزہ ٹوٹ گیا؟

جواب: سوال سے واضح ہے کہ ماہواری کے ایام نہیں تھے اور روزہ کی حالت میں صبح کے وقت بھورے رنگ کا مادہ خارج ہوا جبکہ اس کے بعد دن بھر بھی حیض کے کوئی آثار نہیں رہے تو اس کو کچھ بھی شمار نہیں کریں گے، ممکن ہے جماع کے سبب کچھ خارج ہوا۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ جماع کا غسل کرنا باقی ہو تو وہ غسل کر لیں اور نماز باقی ہو تو نماز بھی ادا کریں اور یاد رہے کہ غسل جنابت فجر تک ہی مؤخر کیا جائے گا تاکہ نماز فجر وقت پر ادا کی جائے۔

سوال: آپ کی ایک ویڈیو جو خواتین کے لئے تھی اس میں آپ نے بتایا تھا کہ حائضہ عورت دستانہ لگا کر مصحف سے تلاوت کر سکتی ہے یا پھر موبائل وغیرہ سے۔ آپ کی وہ ویڈیو میں نے اپنی ایک عزیزہ کو بھیجی کہ وہ اس سے استفادہ کرے تو انہوں پوچھا کہ حائضہ کے قرآن پڑھنے کی کوئی دلیل ہے تو بتا دیجیئے کیونکہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے تو وہ اپنی تسلی کرنا چاہتی ہے، ان کا کہنا ہے کہ نماز میں بھی تو ہم قرآن اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں تو ایسی حالت میں نماز منع ہے، روزہ بھی منع ہے، جب یہ عمل نہیں کر سکتے تو قرآن کیسے پڑھ سکتے ہیں یہ بھی تو اللہ سبحان و تعالی کے لئے ہی پڑھتے ہیں، ان کا کہنا ہے احناف کے یہاں منع کرتے ہیں ان کے اپنے دلائل ہیں تو ہم کیسے مطمئن ہوں اس کی رہنمائی کی ضرورت ہے؟

جواب: کسی بھی صحیح حدیث میں حائضہ کو قرآن پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہے جیسے اس کے لئے نماز اور روزہ ممانعت وارد ہے۔ حائضہ کے لئے روزہ اور نماز کی ممانعت کی دلیل ملتی ہے تو وہ نماز نہیں پڑھے گی اور روزہ نہیں رکھے، باقی دین کے وہ سارے کام کر سکتی ہے جن کے لئے ممانعت وارد نہیں ہے۔ سوال میں نماز کی مثال دی گئی ہے کہ اس میں قرآن اور تسبیح پڑھتے ہیں اس لئے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، اس جگہ ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ کیا کسی عالم نے یہ کہا ہے کہ عورت حیض کی حالت میں تسبیح نہیں کر سکتی ہے؟ کسی عالم نے نہیں کہا ہے۔ یہ مسئلہ واضح ہے کہ حیض والی عورت تسبیح اور ذکر واذکار کر سکتی ہے۔ صبح و شام اور سونے کے اذکار میں قرآن کی سورتیں بھی ہیں اور مسنون واذکار

ودعائیں بھی شامل ہیں۔ایک حیض والی عورت حیض کی حالت میں یہ سوتے جاگتے ،اور صبح وشام کے اذکار کے طور پر قرآنی سورتیں بھی پڑھ سکتی ہے اور اذکار ودعائیں بھی کر سکتی ہے۔ٹھیک اسی طرح حیض کی حالت میں عورت قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے ، اس کی ممانعت کی کوئی خاص دلیل نہیں ہے ،زبانی تلاوت کرنے یا موبائل وکمپیوٹر سے تلاوت کرنے پر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن جب مصحف سے تلاوت کرے تو ہاتھ میں دستانہ لگالے۔اصل بات سمجھنے کی یہ ہے کہ تلاوت بھی ذکر ہی ہے اور یہ ہمہ وقت مشروع ہے۔

سوال :ایک عورت کو چھ دن ماہواری آتی ہے مگر رمضان میں آٹھ دن ہو گئے ہیں بلکہ آٹھ سے زیادہ دن ہو گئے تو کیا وہ روزہ رکھے یا انتظار کرے؟

جواب :اگر کبھی ماہواری کا خون عادت سے ایک دو دن زیادہ آجائے تو حیض ہی ہو گا اس شرط کے ساتھ کہ خون لگاتار آئے ، ٹھہر کر نہ آئے۔جیساکہ سوال میں مذکور ہے ماہواری چھ آتی تھی مگر رمضان میں آٹھ دن یا اس سے زیادہ ہو گئے۔اگر یہ آٹھوں دن لگاتار ماہواری آئی ، چھ دن پر پاکی حاصل نہیں ہوئی تو یہ سارے ایام حیض کے ہیں،ان دنوں میں نماز وروزہ سے رکنا ہے جب تک پاکی حاصل نہ ہو جائے۔دوسری صورت یہ ہے کہ چھ دن ماہواری کی عادت تھی، چھ دن ماہواری آئی پھر پاکی حاصل ہو گئی ، پاک ہونے کی علامت یہ ہے کہ خون آنا بالکل بند ہو جائے اور شرمگاہ بالکل خشک ہو جائے یا سفید پانی نکلنے لگے ، یہ پاکی کی علامت ہے۔اگر چھ دن میں پاکی حاصل ہو گئی اس کے بعد پھر اگلے دن یعنی ساتویں سے خون آنا شروع ہو گیا تو بعد والا خون حیض میں شمار نہیں ہو گا، یہ دم فاسد ہو گا جس کو استحاضہ کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں چھ دن پر غسل کر کے نماز پڑھنا تھا اور روزہ رکھنا تھا۔اگر آپ کے ساتھ یہ دوسری کیفیت تھی تو اس کا مطلب ہے کہ چھ دن کے بعد والا روزہ آپ سے چھوٹا ہے اس کی بعد میں قضا کرنی پڑے گی۔

سوال :ہمارے یہاں پاکستان میں یہ مشہور ہے کہ بارہ بجے دن کے بعد پیریڈ آئے تو اس کا روزہ صحیح ہے،اس بات کو دلیل سے بتائیں کہ یہ صحیح ہے؟

جواب :اللہ تعالی نے سورہ بقرہ کی ایک سو ستاسی نمبر کی آیت میں روزہ کا دورانیہ بتایا ہے۔اس آیت میں اللہ بتاتا ہے کہ صبح صادق سے پہلے کھاپی کر روزہ رکھ لو اور سورج ڈوبتے وقت افطار کر لو۔(ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ) پھر رات تک

روزے کو پورا کرو یعنی رات ہوتے ہی (غروب شمس کے فوراً بعد) روزہ افطار کرلو۔اس آیت کی روشنی میں صبح صادق سے لے کر غروب شمس تک جماع، کھانے پینے اور اس قسم کے تمام مبطلات صوم سے پرہیز کرنا ہے۔اگر کسی عورت کو صبح صادق اور غروب شمس کے درمیان حیض آجائے اس حال میں کہ اس نے روزہ رکھا تو اس کا روزہ باطل ہو جائے حتی کہ افطار سے چند منٹ پہلے بھی حیض آجائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اس لئے آپ کے یہاں جو مانا جاتا ہے وہ غلط ہے، اگر کسی عورت کا اس طرح کا روزہ کبھی ٹوٹا ہو اور اس نے لاعلمی میں قضا نہ کی ہو تو اس کو قضا کرنا چاہئے۔

سوال: اذان سے دس منٹ پہلے بلڈ کی جھلی سی آجائے جو ایک ڈراپ بھر بھی نہ ہو تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا اور غسل بھی کرنا ہوگا؟

جواب: مغرب کی اذان سے دس منٹ قبل جو خون آیا ہے کیا اس کے بعد متصلا ماہواری شروع ہوگئی؟ اگر اس خون کے ساتھ ہی ماہواری شروع ہوگئی تو روزہ ٹوٹ گیا، اب جب پاکی حاصل ہوگی اس وقت غسل کرنا ہے، تب تک نماز و روزہ بھی منع ہے۔اور اگر مغرب سے پہلے جو خون آیا اس کے ساتھ ماہواری کا خون نہیں آیا صرف وہی بلڈ کی جھلی سی ظاہر ہوئی تھی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹا اور غسل بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: اگر پیریڈز سے ہفتہ دن پہلے دھاگہ نما مواد آتا ہو پھر ہفتہ کے بعد پیریڈز شروع ہوتے ہوں تو کیا ان دنوں میں عورت روزہ نماز کا اہتمام کرسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی عورت کو حیض آنے سے کچھ دن پہلے یا یا ہفتہ دن پہلے دھاگہ نما براؤن یا لال کلر کا کچھ مواد نکلے اس حال میں کہ یہ حیض سے منفصل ہو تو یہ دھاکہ نما مواد حیض نہیں مانا جائے گا، حیض سے ہفتہ دن قبل مواد کا آنا یہ لمبا وقفہ ہے، اس کا حیض سے تعلق معلوم نہیں ہوتا ہے۔اس صورت میں عورت کو نماز بھی ادا کرنا ہے اور روزہ بھی رکھنا ہے۔

سوال: اگر کوئی عورت تین دن میں پاک ہو جائے تو کیا نماز پڑھنا شروع کرسکتی ہے اور روزہ رکھ سکتی ہے یا سات دن گزارنا ضروری ہے؟

جواب: جب کسی عورت کو تین دن حیض آئے اور وہ پاک ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا ہے، سات دن نہیں رکنا ہے۔ جس کو سات دن حیض آئے وہ سات دن رکے یا کسی کو سات دن سے زیادہ حیض آتا ہے تو جب تک حیض آئے اسے نماز وروزہ سے رکنا ہے اور جب حیض بند ہو جائے غسل کر کے نماز پڑھنا ہے۔

سوال: ایک عورت کو افطار سے دس منٹ پہلے بلغم کی طرح دھبہ آیا مگر کلیر طور پر افطار کے بعد حیض آیا تو کیا یہ حیض ہو گا یا روزہ صحیح ہے؟

جواب: چونکہ بلغم کی شکل میں دھبہ کا آنا حیض سے متصل ہے اس لئے یہ حیض ہی مانا جائے گا، یہ روزہ نہیں ہوا اس روزہ کے بدلے ایک روزہ اس کو قضا کرنا ہے۔

سوال: اگر روزہ کی حالت میں حیض آجائے تو کیا روزہ پورا کرنا پڑے گا اور اگر پورا نہ کریں تو گنہگار ٹھہریں گے؟

جواب: روزہ کی حالت میں حیض آجائے تو روزہ اسی وقت فاسد (ختم) ہو جاتا ہے۔ جب روزہ رہا ہی نہیں پھر روزہ پورا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بھی اگر کوئی عورت نہ کھائے نہ پیئے، افطار تک سہہ جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کسی عورت کے حیض کی وجہ سے گزشتہ رمضان کے چند روزے چھوٹے ہوں تو کیا ان روزوں کو ایک ساتھ رکھنا ضروری ہے یا الگ الگ بھی رکھ سکتی ہے؟

جواب: رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ایک ساتھ کرنا ضروری نہیں ہے، ان روزوں کی قضا الگ الگ بھی کر سکتے ہیں اور ایک ساتھ قضا کرنا چاہیں تو ایک ساتھ بھی کر سکتے ہیں، دونوں طریقے جائز ہیں۔

سوال: رمضان المبارک کے موقع پر کیا عورتیں قرآنی دعائیں بورڈ پر لکھ کر حیض کی حالت میں یاد کر سکتی ہیں؟

جواب: یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ حیض والی عورت قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے کہ نہیں ہے اور اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ حیض والی عورت قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے اس لئے بحالت حیض کوئی عورت قرآن کی تلاوت کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ اور رمضان تو مختصر وقت کے لئے آتا ہے، اس ماہ کے ایک ایک لمحہ سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ حیض کی حالت میں عورتوں کے لئے روزہ اور نماز منع ہے تاہم وہ ذکر واذکار، تلاوت قرآن، توبہ واستغفار اور دعائیں کرتی

رہیں۔اس حالت میں قرآنی دعائیں یاد کرنی ہو تو دعا کی کتاب سے یاد کر سکتی ہیں، بورڈ پر لکھ کر یاد کر سکتی ہیں، ویڈیو وغیرہ سن کر یاد کر سکتی ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

نماز، روزہ اور صدقہ وزکوۃ سے متعلق مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھتا ہو مگر روزہ رکھتا ہو کیا اس کا روزہ قبول ہو گا؟

جواب: جیسے روزہ ارکان اسلام میں ایک رکن ہے ویسے ہی نماز بھی ایک رکن ہے بلکہ روزہ سے بھی اہم رکن نماز ہے۔ نماز کے بغیر روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو نماز کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نبی ﷺ فرمان ہے:

العَهدُ الَّذي بيننا و بينهم الصَّلاةُ ، فمَن ترَكَها فقد كفرَ (صحيح الترمذي: 2621)

ترجمہ: ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا عہد ہے، جس نے نماز کو چھوڑا پس اس نے کفر کیا۔

اس وجہ سے تارک صلاۃ کا روزہ قبول نہیں ہو گا بلکہ نماز چھوڑنے کی وجہ سے اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے اور نماز نہ پڑھنے لگ جائے۔

سوال: کیا گرمی میں روزہ رکھنے کی کوئی خاص فضیلت ہے؟

جواب: روزہ کا مقصد خود کو تکلیف پہنچانا نہیں ہے، ہاں عبادت کرتے ہوئے نفس عبادت میں تکلیف محسوس ہو تو یقینا اللہ اس کا اجر لکھتا ہے مگر اس طرح کی کوئی صحیح حدیث میری نظر میں نہیں کہ گرمی میں روزہ رکھنا افضل ہے یا گرمی کا روزہ خاص فضیلت رکھتا ہے۔ شیعہ کی کتابوں میں اس طرح کی احادیث ملتی ہیں جیسے الصوم فی الحر جهاد یعنی گرمی میں روزہ رکھنا جہاد ہے۔ شیعی روایت کا ہمارے یہاں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

سوال: میں ہر سال رمضان میں سونے چاندی کی زکوۃ نکالتا تھا اس سال میری تنخواہ نہیں آئی میں بہت پریشان ہوں اوپر سے قرض بھی ہے میرے لئے کیا حکم ہے؟

جواب : زکوۃ کے لئے رمضان خاص نہیں ہے ، آپ کے خیال سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ رمضان میں ہی زکوۃ نکالنا ضروری سمجھتے ہیں ۔ جب سونا چاندی پر سال گزرے تب زکوۃ ہے ۔ اگر ہمیشہ رمضان میں ہی ان کی زکوۃ دیتے آئے ہیں توامسال بھی رمضان میں زکوۃ نکالیں بشرطیکہ آپ کے پاس 85 گرام سونا اور 595 گرام چاندی یا اس سے زیادہ مقدار میں ہو۔ اس سے کم میں زکوۃ فرض نہیں ہے۔ سونا اور چاندی کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ڈھائی فیصد نفس سونا اور چاندی زکوۃ میں ادا کردیں یا اس میں سے کچھ حصہ بیچ کر اس کی قیمت زکوۃ کے طور پر ادا کریں یا پھر دوسرے مال سے ۔ ان تین صورتوں میں سے جو ممکن ہو اختیار کرلیں ۔ آپ روزگار والے ہیں اور قرض چکانا آسان ہو توقرض بھی لے کر زکوۃ ادا کر سکتے ہیں۔

سوال : ابھی رمضان آنے میں ایک ماہ باقی ہے اور ہمارے زکوۃ نکالنے کا وقت رمضان ہے تو کیا ہم ایک ماہ پیشگی زکوۃ نکال سکتے ہیں کیونکہ جن کو زکوۃ دینا ہے ان کو فوری ضرورت ہے ؟

جواب : ہاں، اگر زکوۃ کا وقت نزدیک ہو یا کچھ مہینے باقی بھی ہو تو ضرورت اور مصلحت کے پیش نظر وقت سے پہلے زکوۃ ادا کر سکتے ہیں، اس میں حرج نہیں ہے۔

سوال : ایک بہن کا سوال ہے کہ اسے رمضان میں زکوۃ دینا ہوتا ہے مگر ابھی زکوۃ دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں، کہیں سے آنے کی امید ہے تو کیا زکوۃ کو دو ماہ کے لئے مؤخر کر سکتے ہیں، جیسے پیسے مل جائیں گے زکوۃ ادا کردیں گے ؟

جواب : اگر زکٰوۃ کا وقت رمضان میں ہو رہا ہے تو رمضان میں ہی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے، دو ماہ تاخیر کرنا جائز نہیں ہے ۔ تاہم سوال میں عذر پیش کیا گیا ہے کہ ابھی پیسے نہیں ہیں، دو ماہ بعد آئیں گے پھر زکوۃ دے سکیں گے ۔ یہاں ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ جو چیز موجود ہوتی ہے اسی کی زکٰوۃ دینی ہوتی ہے، اگر پیسے کی زکٰوۃ ہے تو پیسہ موجود ہوگا اور زیورات کی زکٰوۃ ہوگی تو زیورات موجود ہوں گے ۔ نقد پیسوں کی زکوۃ دینی ہے تو ظاہر سی بات ہے اسی پیسے سے زکوۃ دینی ہے جو اپنے پاس موجود ہے لیکن سوال سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زیورات کی زکوۃ ہو سکتی ہے۔

زیورات کی زکوۃ کے لیے شاید پیسے نہ ہوں تو اس میں سے کچھ حصہ بیچ کر زکوۃ دی جاسکتی ہے یا پیسہ آنے والا ہے تو کسی سے ادھار لینے کی کوشش کی جائے، یہ بھی میسر نہ ہو تو پھر دو ماہ بعد ہی سہی زکوۃ ادا کریں، عذر کی وجہ سے معمولی تاخیر میں حرج نہیں ہے۔

سوال: ہم لوگ سید ہیں میرے شوہر جس جگہ کام کرتے ہیں، ان کی کمپنی نے سب ملازموں کو رمضان کے لئے راشن پیکٹ فری میں گفٹ دیا ہے تو کیا ہمارے لیے وہ لینا جائز ہے کیونکہ کمپنی بھی تو صدقہ ہی سمجھ کر دے رہی ہے اور کیا وہی پیکٹ ہم اپنے خاندان کے غریبوں کو دے سکتے ہیں؟

جواب: کمپنی کا اپنے ملازم کو عید وغیرہ کے موقع سے کچھ دینا صدقہ کے قبیل سے نہیں ہوتا ہے بلکہ تحفہ کی شکل میں ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں تو خوشی کے طور پر انہیں دیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نفلی صدقہ سید لے سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جو واجبی صدقہ ہے جس کو زکوۃ کہتے ہیں وہ سید نہیں لے گا۔ اور اگر اس پیکٹ کو کسی دوسرے رشتے دار کو دینا چاہیں تو ان کو بھی دے سکتے ہیں خواہ وہ امیر ہو یا غریب اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: میری والدہ باحیات ہیں، ان کی خدمت پر مامور ملازم کو رمضان میں اس نیت سے نفلی صدقہ دینا چاہتی ہوں کہ اس کا اجر والدہ کو بھی ملے اور میرے وفات یافتہ والد کو بھی پہنچے، کیا اس طرح دونوں کو اجر ملے گا؟

جواب: ہاں بالکل یہ نیت کرکے کہ اس کا اجر والد اور والدہ دونوں کو پہنچے، ان دونوں کی طرف سے نفلی صدقہ کر سکتے ہیں جیسے ہم لوگ اپنی زندگی میں اپنی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اسی طرح زندہ اور وفات یافتہ دونوں کی طرف سے صدقہ کر سکتے ہیں۔

سوال: کسی کا سوال ہے کہ زکوۃ اس مال پر ہے جو آپ کے پاس ہو اور اس پر سال گزر جائے، ہم ہر سال یکم رمضان کو زکوۃ کا تعین اس طرح کرتے ہیں کہ سیونگ میں کل جتنی رقم موجود ہے اس پر زکوۃ واجب ہے، اس میں وہ تنخواہ یا آمدنی بھی شامل ہوتی ہے جو ابھی پچھلے ایک، دو یا تین مہینے کی ہے اور اس پر سال نہیں گذرا اس بارے میں رہنمائی کی

ضرورت ہے کہ اس صورت میں زکوٰۃ کا تخمینہ کیسے لگائیں؟ الحمدللہ اب تک تو یہی کیا ہے کہ اس تمام کو سالانہ بچت سمجھتے ہوئے زکوٰۃ ادا کی ہے؟

جواب: ماہانہ تنخواہ کی زکوۃ اس طرح دی جائے گی کہ ہم ہر ماہ تنخواہ کی بچت کو لکھا کریں گے مثلا جنوری میں کتنی تنخواہ بچت ہوئی، فروری میں کتنی تنخواہ بچت ہوئی، اس طرح پورے سال ماہ بماہ بچت لکھیں گے۔ اور اگلے سال جنوری میں جنوری کی جتنی بچت تھی (جنوری میں کوئی اور بھی مال آیا ہو وہ بھی ملایا جائے گا) وہ اگر نصاب کو پہنچی ہو تو اس میں زکوۃ دیں گے، اسی طرح فروری کی بچت کو دیکھیں گے وہ نصاب کو پہنچ گئی ہو تو اس میں زکوۃ دیں گے، اسی طرح مارچ اور دوسرے ماہ کا مسئلہ ہے۔

یہ تو ماہانہ تنخواہ کی بات بتایا، اس کے علاوہ بنک میں جو رقم جمع ہو یا گھر میں یا کاروبار یا لوگوں کو دیا ہو، ان سب کو اس ماہ کی زکوۃ کے ساتھ ملا کر زکوۃ ادا کریں گے جن ماہ بنک میں پیسہ جمع ہوا یا کاروبار میں یا کسی کو دیا۔ گویا زکوۃ کے لئے نصاب مکمل ہونے کے ساتھ پیسوں پر سال مکمل ہونا بھی ضروری ہے اور جتنے پیسوں پر سال مکمل ہوا ہے وہ اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی زکوۃ دینی ہے اور جس پیسے پر سال نہیں گزرا اس پر زکوۃ نہیں ہے۔

سوال: ہمارے ہمسائے سید ہیں اور بہت زیادہ غریب ہیں، وہ لوگ اپنی مرضی سے زکوۃ کے پیسے اور فطرانہ لینے کے لیے تیار ہیں کیا ہم انہیں فطرانہ اور زکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: ہندوپاک میں اکثر سید کہلانے والے دعوی والے سید ہیں یعنی اصلی سید بہت کم ہوں گے تاہم دعویدار بہت ہیں خاص طور پر بریلوی کے یہاں سید بہت مشہور ہے، ہر کوئی خود کو سید کہلاتا ہے۔ آپ اپنے غریب ہمسائے کو فطرانہ اور زکوۃ دے سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کوئی حقیقی سید بھی ہو اور وہ غریب و مسکین ہو، اس کی مدد کے لئے زکوۃ کے علاوہ کوئی رقم نہ ہو تو ایسی صورت میں زکوۃ دے سکتے ہیں۔

سوال: کیا زکوٰۃ و فطرانہ اہل تشیع کو دیا جاسکتا ہے جبکہ وہ مجبور حالات ہیں؟

جواب: زکوٰۃ اور فطرہ مسلمان کا حق ہے اس لئے صرف مسلمان کو ہی زکوۃ اور فطرانہ دیں البتہ صدقات وعطیات سے ضرورت منداہل تشیع کی مدد کر سکتے ہیں۔

سوال: تراویح پڑھانے والے امام کے لئے جب آخرماہ میں پیسے جمع کئے جاتے ہیں تو کیا اس میں زکوۃ کی رقم بھی شامل کرکے دے سکتے ہیں؟

جواب: زکوۃ الگ چیز ہے، اور تراویح کے لئے پیسے جمع کرنا الگ چیز ہے۔ تراویح کے لئے جو پیسے جمع کئے جاتے ہیں وہ امام کی اجرت ونذرانہ ہے اور اس میں سے بچنے والے زائد پیسے سے کھانے پینے کی چیزیں بھی خریدی جاتی ہیں اس لئے تراویح کے لئے جمع کئے جانے والے پیسوں میں زکوۃ کی رقم شامل نہ کریں، زکوۃ مستحق کو ادا کریں اور تراتح کے لئے عام پیسہ دیں۔

سوال: لوگ کہتے ہیں کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: نہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ دراصل ایک حدیث میں اس قسم کی بات آتی ہے جس کی وجہ سے لوگ بولتے ہیں مگر لوگوں کو یہ نہیں معلوم کہ وہ حدیث ضعیف ہے۔ وہ حدیث اس طرح ہے۔

نومُ الصائمِ عبادةٌ، وسكوتُه تسبيحٌ، ودعاؤُهُ مُستجابٌ، وعملُه مُتَقَبَّلٌ۔

ترجمہ: روزہ دار کا سونا عبادت ہے، اس کی خاموشی تسبیح ہے، اس کی دعا مقبول اور اس کا عمل مقبول ہے۔

اس حدیث کو شیخ البانی نے ضعیف کہا ہے۔(السلسلۃ الضعیفۃ:4694)

مختلف الفاظ کے ساتھ کئی رواۃ سے یہ حدیث مروی ہے مگر کوئی صحیح نہیں ہے۔

سوال: کیا رمضان کے مہینے میں یا رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں بطور خاص جمعہ کے دن انتقال ہونے کی کوئی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب: لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ جو رمضان میں مرجاتا ہے اس کا کوئی حساب وکتاب نہیں ہوتا، وہ سیدھا جنت میں چلا جاتا ہے، وہ عذاب قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ ان باتوں کی حقیقت نہیں ہے تاہم جمعہ کے دن یا رمضان میں روزہ کی حالت میں موت کو حسن خاتمہ کی علامت کہہ سکتے ہیں مگر بغیر حساب کے جنت میں چلا جائے گا، یا رمضان میں مرنے والا جنتی ہے ایسا کہنے کی دلیل نہیں ہے۔ اللہ کے یہاں اصل چیز ایمان وعمل صالح ہے۔ رمضان میں مرنے والا ایمان وعمل والا ہو تو یہ خیر کی بات ہے لیکن ایمان وعمل سے دور ہو تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

یہاں مزید دو باتیں جان لیں کہ جمعہ رمضان کا ہو یا غیر رمضان کا، اس دن وفات پانے والے کو فتنہ قبر سے حفاظت ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں روزہ رکھنے کے بڑے فضائل ہیں، جو شخص زندگی میں خالصۃ لوجہ اللہ روزہ رکھا کرتا تھا تو وفات کے بعد اس کو روزے کے انعامات ضرور ملیں گے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بارے میں وضاحت کر رہی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن قال: لا إلهَ إلا اللهُ خُتِمَ له بِها دخل الجنةَ ، و من صامَ يومًا ابْتغاءَ وجهِ اللهِ خُتِمَ له به دخلَ الجنةَ ، ومَن تصدَّقَ بصدقةٍ ابْتغاءَ وجهِ اللهِ خُتِمَ له بِها دخل الجنةَ(صحيح الترغيب:985)

ترجمہ: جو شخص (رضاءالٰہی کے لئے) لاالہ الااللہ کا اقرار کرے اور اس کی زندگی اسی اقرار پر ختم ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو شخص رضاءالٰہی کے لئے ایک دن روزہ رکھے اور اسی پر اس کا اختتام ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہو گا اور جو شخص رضاءالٰہی کے لئے صدقہ کرے اور اسی پر اس کا اختتام ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔

اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ اصل چیز دنیا میں لاالہ الااللہ پر عمل کرنا ہے اور جو کلمہ کا تقاضہ پورا کرے گا، اللہ کی توفیق سے اس کا خاتمہ بھی کلمہ پر ہو گا اور دراصل ایسے ہی لوگوں کے لئے خاص فضیلت ہے۔

سوال: ایک شخص ہر سال رمضان میں سونا کی زکوٰۃ نکالتا رہا ہے اس سال وہ سونا بیچ کر حج کو جا رہا ہے تو پہلے زکوٰۃ نکال کر سونا بیچ دے کیا کرے؟

جواب: حج تو رمضان کے بعد ذوالحجہ میں ہوتا ہے اور سونے کی زکوۃ کا وقت رمضان میں ہی ہو جاتا ہے اس صورت میں اگر رمضان کی آمد سے پہلے سونا بیچ دیتا ہے تو پھر سونا کی زکوۃ نہیں نکالنی پڑے گی کیونکہ وہ چیز ہی نہیں بچی جس کی زکوۃ دینی ہے لیکن اگر رمضان کے بعد سونا بیچتا ہے تو رمضان میں سونا کی زکوۃ ادا کرے گا کیونکہ زکوۃ کا وقت ہو گیا ہے ۔ گویا زکوۃ کے لئے وقت کو دیکھنا ہو گا یعنی زکوۃ دینے کا وقت آنے سے پہلے سونا بیچا جائے تو زکوۃ نہیں دینی ہو گی اور زکوۃ کا وقت آنے کے بعد سونا بیچا جائے تو وقت پر سونے کی زکوۃ دینی ہو گی ۔

سوال: ایسی کون سی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا حالانکہ باقی سارے اعمال بھی اللہ کے حکم پر ہی ادا کئے جاتے ہیں؟

جواب: اصل میں یہاں روزہ کے بے پناہ اور لامحدود بدلہ کو بیان کرنا مقصود ہے ورنہ یہ صحیح ہے کہ تمام اعمال کا اللہ ہی بدلہ دیتا ہے اور اللہ نے مختلف اعمال کا بدلہ متعین کر رکھا ہے، روزہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کا بدلہ متعین نہیں کیا ہے۔ اللہ جسے چاہے روزہ کا جتنا بدلہ عطا کرے، یہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس سے ایک طرف روزہ کی اہمیت وفضیلت بھی واضح ہوتی ہے کہ کس قدر عظیم اجر والی عبادت ہے تو دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس عبادت عظیم کا اجر اللہ نے متعین نہیں کیا ہے، اس کا بدلہ بلا حد وحساب ہے۔ مذکورہ فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

تلاوت اور دعا سے متعلق مسائل...............

سوال: ترجمہ کے ساتھ قرآن شروع کیا تھا مگر اب رمضان میں بغیر ترجمہ کے قرآن شروع کر دیا ہے کیا ایسا کرنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھیں یا بلا ترجمہ کے اور رمضان کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے کے لئے بلا ترجمہ پڑھتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ الحمدللہ بغیر ترجمہ بھی قرآن پڑھنے میں اجر وثواب ہے۔ تاہم نزول قرآن کا اصل مقصد ہمیشہ ذہن میں رہے کہ قرآن عمل کرنے کے لئے نازل ہوا ہے اس لئے سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ ممکن ہو تو رمضان میں تلاوت کے لئے الگ اور قرآن سمجھنے کے لئے الگ وقت متعین کر لیں یا پھر رمضان بعد ہی سہی ترجمہ وتفسیر کے ساتھ قرآن پڑھیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: رمضان کریم میں کیا ایک دن میں قرآن مکمل کر سکتے ہیں یا کم از کم تین دن میں؟

جواب: نبی ﷺ نے کم از کم تین دن میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرنے کی اجازت دی ہے لیکن رمضان کے مبارک مہینہ کے پیش نظر اسلاف سے ایک دن میں بھی ایک ختم کرنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ رمضان کی برکت وفضیلت

کے تئیں کوئی اس ماہ میں تین دن سے کم میں بھی قرآن ختم کرتا ہے تو حرج نہیں ہے تاہم تین دن کا وقفہ رکھتے ہیں اور سمجھ کر قرآن پڑھتے ہیں تو افضل ہے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ تراویح کے بعد ہر روز عورت کا درس کرنا درست ہے اور اگر سنت سے ثابت نہیں تو کیا ایسا کرنا درست ہوگا؟اور درس کے آخر میں اجتماعی دعا کر سکتے ہیں؟ سائلہ کا کہنا ہے کہ پہلے دیوبندی ایسا کرتے تھے اب بہت اہل حدیث کے ہاں بھی تراویح کے بعد درس اور اجتماعی دعا ہوتی ہے؟

جواب: تراویح کے بعد عورتوں کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے درس یا تفسیر کا اہتمام کرنے میں حرج نہیں ہے، زیادہ طویل نہ ہو تاکہ دیگر کاموں میں رکاوٹ نہ بنے۔ رہا اجتماعی دعا کا معاملہ تو عورتیں اس معاملہ میں عموما مصر ہوتی ہیں کہ وہ اجتماعی دعا کریں جبکہ اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں ہے۔

عورت جب دیگر عورتوں کو درس دے تو اسی درس کے آخر میں سب کے لئے دعا کر دے، اس درس میں شریک سبھی اس پہ آمین بھی کہہ سکتی ہیں دعا کے لئے یہ کافی ہے اور اس دعا میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ دعا عبادت ہے اور عبادت میں اپنی مرضی سے بچنا چاہئے۔

سوال: اگر ہم رمضان کے پہلے سے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے، ابھی سات پارے باقی تھے کہ رمضان آگیا ایسی صورت میں ہم اب شروع قرآن سے تلاوت کریں گے اور باقی شدہ سات پارے بعد میں تلاوت کر لیں گے؟

جواب: جب آپ رمضان کے پہلے سے تلاوت کر رہے ہیں اور صرف سات پارے ختم ہونے باقی بچ گئے ہیں اس حال میں کہ رمضان آگیا تو پھر شروع سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ وہیں سے آگے تلاوت کریں گے جہاں تک پہنچے ہیں، رمضان میں اصل مقصد تلاوت ہے، شروع اور آخر کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ رمضان بھر میں جس قدر چاہیں قرآن ختم کریں اس قدر ثواب ہے مثلا ایک ختم، دو ختم، تین ختم۔

سوال: رمضان کے تین عشرے سے متعلق اکثر لوگ کہتے ہیں کہ پہلا عشرہ رحمت کا دوسرا مغفرت کا تیسرا بخشش کا اور ان تینوں عشروں میں الگ الگ مخصوص دعائیں بھی کی جاتی ہیں، کیا یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: رمضان کے تین عشروں کی مختلف دعائیں لوگوں میں بہت مشہور ہیں اور رمضان کے موقع پر یہ زیادہ گردش کرتی ہیں۔

پہلے عشرے کی دعا: یاحي یاقیوم برحمتک استغیث

دوسرے عشرے کی دعا: استغفر اللہ ربي من کل ذنب واتوب الیہ

تیسرے عشرے کی دعا: اللھم اجرني من النار

کوئی تیسرے عشرہ کی دعا یہ کہتا ہے: اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا۔

ان دعاؤں کی حقیقت یہ ہے کہ سنت میں ایسی کوئی دلیل نہیں کہ تینوں عشروں کی یہ الگ الگ دعا ہے۔ یہ لوگوں کی ایجاد ہے، سنت سے ثابت نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک ضعیف حدیث آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا، یہ حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہو کہ رمضان کا ایک ایک لمحہ رحمت ومغفرت اور جہنم سے آزادی کا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ تین عشروں کی مذکورہ دعائیں معنی کے اعتبار سے صحیح ہیں اور رمضان دعا کی قبولیت کا مہینہ ہے اس لئے ان دعاؤں کو بھی پڑھ سکتے ہیں حرج نہیں ہے مگر عشروں میں تقسیم کرکے الگ الگ عشرہ میں مخصوص دعا پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ آخری عشرہ سے متعلق یہ دعا "اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عني "ثابت ہے مگر شب قدر کی دعا ہے نہ کہ آخری عشرہ کی دعا۔

سوال: ایک بہن ہے اس نے کہا ہے کہ جو آخری عشرہ ہے وہ مغفرت کا عشرہ ہے اور وہ حدیث سے ثابت ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: آخری عشرہ مغفرت کا ہے ایسی کوئی خاص دلیل نہیں ہے، صحیح دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ پورا رمضان مغفرت کا ہے۔ اس سلسلے میں متعدد دلائل ہیں۔ صرف دو دلیلوں پر غور کرلیں کافی ہے۔ ایک وہ حدیث جس میں

کہا گیا ہے کہ جو ایمان واحتساب کے ساتھ روزہ رکھے اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ اور ایک دوسری حدیث ہے کہ جو رمضان میں ایمان واحتساب کے ساتھ قیام اللیل کرے اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ رمضان کا روزہ اور قیام اللیل تو شروع رمضان سے ہے یعنی شروع رمضان سے ہی روزہ رکھنے والوں اور قیام اللیل کرنے والوں کی مغفرت شروع ہوجاتی ہے۔ اور یہاں یہ بھی مراد ہے کہ جو رمضان کا مکمل روزہ رکھ لیتا ہے اور قیام اللیل کرلیتا ہے تو اللہ آخر میں اس کے سارے گناہ معاف کردیتا ہے تاہم مغفرت کی شروعات ابتدائے رمضان سے ہی ہوجاتی ہے۔

سوال: میں اپنی تراویح گھر میں پڑھتی ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ دن میں قرآن سے جو تلاوت کرتی ہوں، کیا تراویح کی نماز میں جہاں تک تلاوت کرچکی ہوں اس کے بعد سے تلاوت کرسکتی ہوں؟

جواب: نماز کی تلاوت الگ ہے اور ہم جو قرآن سے تلاوت کرتے ہیں وہ الگ چیز ہے، نماز میں قرآن کی تلاوت سے متعلق اللہ کا فرمان ہے: فاقرءوا ما تیسر من القرآن یعنی جو تمہیں میسر ہو وہ پڑھو۔ نماز کے علاوہ عام تلاوت جتنی مرضی کریں کیونکہ یہاں دیکھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں اور نماز میں میسر کا حکم اس لئے ہے کہ زبانی پڑھنی ہے۔

تاہم اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ جسے قرآن زیادہ یاد نہ ہو وہ تراویح میں مصحف دیکھ کر تلاوت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ اگر آپ دن میں کچھ صفحات تلاوت کرتی ہیں، اور اس سے آگے تراویح میں پڑھنا چاہتی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے تاہم روزانہ ایسا کرنا ایک قسم کا تکلف معلوم ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ عام تلاوت کو تلاوت رہنے دیں اور تراویح کی نماز میں حسب سہولت تلاوت کیا کریں۔

سوال: کیا یہ پوسٹ صحیح ہے؟

رمضان المبارک کے تین گھنٹے بہت قیمتی ہیں، پس اگر آپ انکی حفاظت کریں تو یہ تین گھنٹے ماہ رمضان کے آخر تک نوے گھنٹے ہوجائیں گے۔

یہ تین گھنٹے:

(1)افطار کا گھنٹہ: افطاری جلدی تیار کیجئے اور دعا کیلئے وقت نکالئے کیونکہ روزہ دار کی دعا اسوقت رد نہیں ہوتی لہذا خود اپنے لئے، عزیزوں اور مرحومین کیلئے دعا کریں۔

(2)دوسرا گھنٹہ: رات کا آخری گھنٹہ پس خداوند عالم سے خلوت کریں کہ اللہ آواز دیتا ہے آیا کوئی درخواست کرنے والا ہے کہ میں قبول کروں آیا کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اسکو معاف کردوں پس اسوقت تم استغفار کرو۔

(3) تیسرا گھنٹہ: صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک مصلے پر بیٹھے رہنا اور ذکر خدا کرنا۔

یہ نوے گھنٹے ہیں ان اوقات پر مداومت کریں, ذکر خدا کریں اور غیبت سے دوری، نماز پنجگانہ اور نافلہ بجا لائیں کہ صرف تیس دن ہیں اور بہت جلدی گزر جائیں گے۔

تین دعائیں اپنے سجدوں میں پڑھنے کیلئے ابھی سے یاد کرلیں:

(1)اللھم إنی أسائلک حسن الخاتمة

(2)اللھم ارزقني توبة نصوحه قبل الموت

(3)یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا مقلب القلوب ثبّت قلبي علي دینک

جواب: افطار کے وقت دعا کی فضیلت ہے اس وقت بلاشبہ خصوصی دعا کرنا چاہئے اور رات کا آخری پہر بھی بہت قیمتی ہے اس وقت بھی عبادت اور دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، یہ دو اچھے اوقات ہیں مگر رمضان رمضان ہے، اس مہینہ کا ہر پل اور ہر لمحہ قیمتی اور فضیلت واجر والا ہے اس لئے ہمیں صرف تین ہی اوقات میں نہیں محنت کرنا ہے بلکہ رمضان کے تمام لمحات سے فیوض وبرکات حاصل کرنا ہے۔ یہ پوسٹ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں رمضان سے فضیلت حاصل کرنے کے لئے صرف تین اوقات بیان کئے گئے ہیں اور صرف 90 گھنٹوں کی دعوت دی گئی ہے جبکہ رمضان کی فضیلت پورے ماہ اور ہر لمحہ کو شامل ہے۔اس پوسٹ پر عمل کرنے کا مطلب رمضان سے نوے گھنٹے کا فائدہ لینا اور کسی کو یہ پوسٹ بھیجنے کا مطلب صرف 90 گھنٹہ کی دعوت دینا ہے جو بڑی غلطی ہے۔ پھر تیسرے وقت میں بتایا گیا ہے کہ مصلی پہ بیٹھے ذکر کرتے رہیں، اس میں اشراق کی نماز کی تعلیم ہی نہیں دی گئی ہے، صرف ذکر کرنے کو کہا گیا ہے۔ پھر سجدہ کے لئے تین دعائیں اپنی طرف سے مخصوص کرکے تعلیم دی گئی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ

کے لئے ایسی دعا خاص نہیں فرمائی ہے، اپنی طرف سے کسی وقت کے لئے کوئی دعا خاص کرنا بدعت ہے۔ لہذا نہ اس پوسٹ پر عمل کریں اور نہ ہی اس کو کہیں شیئر کریں۔

سوال: جورڈن کا ایک گروپ ہے جو ایک استانی کی نگرانی میں زوم پہ رمضان میں قرآن کریم کا ختمہ کراتے ہیں اس کی شکل یہ ہے کہ روزانہ کئی طالبات استانی کی نگرانی میں ایک ایک صفحہ پڑھتی ہیں اور اس طرح ایک دن میں ایک سپارہ پڑھا جاتا ہے؟

جواب: شاید آپ کا سوال یہ ہے کہ ایک استانی کی موجودگی میں زوم پر کئی طالبات مل مل قرآن کی تلاوت اجتماعی شکل میں کرتی ہیں کیا اس طرح قرآن ختم کر سکتے ہیں؟ اگر یہی سوال ہے تو یہ بدعت ہے جیسے احناف میں مروجہ قرآن خوانی ہے اسی کی دوسری شکل ہے۔ اس طرح سے اجتماعی شکل میں قرآن کی تلاوت زوم پر یا گھر میں یا کہیں اور جائز نہیں ہے۔ آپ اپنی تلاوت اپنے گھر کریں، اس کے لئے زوم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کی تلاوت عبادت ہے اور یہ انفرادی چیز ہے۔

سوال: رمضان میں کیا یہ عصر و مغرب کے درمیان کی دعا ہے: ((اللهمَّ إني أسألك برحمتِك، التي وسَعَتْ كلَّ شيءٍ، أن تغفرَ لي))؟

جواب: صحابی رسول عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ افطار شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے مگر اس کی سند ضعیف ہے اس لئے افطار کی یہ دعا ثابت نہیں ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ". قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: إِذَا أَفْطَرَ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، أَنْ تَغْفِرَ لِي.

ترجمہ: روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی"۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو سنا کہ جب وہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے: «اللهم إني أسألك برحمتك التي وسعت كل شيء أن تغفر لي»

”اے اللہ! میں تیری رحمت کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جو ہر چیز کو وسیع ہے کہ مجھے بخش دے“۔(دیکھیں: ضعیف ابن ماجہ: 345)

سوال: رمضان میں قرآن کا دورہ کرایا جاتا ہے، آخر میں جب قرآن ختم ہوتا ہے تو اجتماعی دعا کی جاتی جبکہ اھلحدیث کے نزدیک اجتماعی دعا نہیں ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس دورہ میں دوسرے مسلک کے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو اجتماعی دعا کرنے پر زور دیتے ہے تو کیا ایسی صورت میں اجتماعی کیا دعا کر سکتے ہیں؟

جواب: آپ جانتے ہی ہیں کہ اہل حدیث قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں اس لئے فتوی بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں قرآن ختم کرنے پر دعا کرنے کی کوئی دلیل نہیں اور اس موقع سے اجتماعی دعا کرنا بھی خلاف سنت ہے۔ قرآن کریم کا دورہ کرنا اچھی بات ہے، اس دورہ میں مدرس اپنے درس کے آخر میں دعائیہ کلمات کہہ دے جیسے آپ خطیب کو خطبہ کے آخر میں دعا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اس میں حرج نہیں ہے اور مجلس میں شریک لوگ دعائیہ کلمات پر آمین کہہ دیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے تاہم اجتماعی دعا سے پرہیز کریں۔ کیا افسوس کا مقام نہیں ہے کہ جس قرآن کا درس دیا جارہا ہے اسی درس میں قرآن وسنت کی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔

سوال: عبقری سائٹ کے حوالے سے مجھے ایک امیج ملا ہے جس میں مذکور ہے کہ رمضان میں 3 سکنڈ میں 14 کروڑ نیکی کمائیں۔ اس میں لکھا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡکَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ وَلَمۡ يَکُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کلمات کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے بیس لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ (مشکوٰۃ) چونکہ رمضان المبارک میں ہر عمل کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے تو ایک دفعہ پڑھنے سے چودہ کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس قدر زیادہ پڑھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب پائیگا۔ (عبقری کی بات ختم ہوئی) اس کی کیا حیقت ہے؟

جواب: جن دو احادیث کو بنیاد بنا کر چودہ کروڑ نیکیوں کی بات کی جارہی ہے وہ دونوں ناقابل اعتبار ہیں۔ پہلی روایت جو سوال میں درج ہے وہ موضوع و من گھڑت ہے۔ روایت اس طرح ہے۔

من قال (لا إله إلا اللهُ وحده لا شريك له ، أحدًا صمدًا ، لم يلدْ ولم يولدْ ، ولم يكن له كفُوًا أحدٌ) ؛ كتب اللهُ له ألفَي ألفِ حسنةٍ(ضعيف الترغيب: 936)

ترجمہ: جو "لا إله إلا اللهُ وحده لا شريك له ، أحدًا صمدًا ، لم يلدْ ولم يولدْ ، ولم يكن له كفُوًا أحدٌ" کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے بیس لاکھ نیکیاں لکھے گا۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الترغیب میں اس روایت کو موضوع یعنی گھڑی ہوئی کہا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ذکر ملتا ہے کہ رمضان میں ایک فریضہ کا ثواب دیگر مہینوں کے ستر فرائض سے بہتر ہے۔

اس روایت کو شیخ البانی نے سلسلہ ضعیفہ میں منکر کہا ہے(دیکھیں،السلسلہ الضعیفہ : 871)

ایک گھڑی ہوئی حدیث کو بنیاد بنا کر اس کو ایک دوسری ضعیف حدیث میں مذکور تعدد سے ضرب دے کر چودہ کروڑ نیکی ثابت کرنا جہالت در جہالت ہے۔ جب دونوں احادیث ضعیف و ناقابل اعتبار ہیں تو دین میں ان ضعیف احادیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی کئی بار بتایا کہ عبقری والے، لوگوں میں بہت گمراہیاں پھیلا رہے ہیں اس نام سے ہوشیار رہیں اور اس کے فریب میں نہ آئیں۔

تراویح سے متعلق مسائل................

سوال: کیا تراویح میں مقتدی ہاتھ میں قرآن پکڑ کر تلاوت سن سکتا ہے؟

جواب: امامت کا حق کسے ہے اس بات کو سمجھیں تو اس سوال کا جواب بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

يَؤُمُّهُمْ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ(صحیح البخاری:692)

ترجمہ: لوگوں کی امامت وہ کرے جو اللہ کی کتاب کو زیادہ پڑھنے والا ہو۔

یہاں قرآن زیادہ پڑھنے سے مراد قرآن زیادہ یاد ہو بلکہ بعض روایت میں اکثر کا لفظ آیا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لیؤمکم اکثرکم قرآنا(صحیح النسائی:788)یعنی تم میں سے جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرائے۔

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں وضاحت کے ساتھ اس بات کا ذکر ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب پہلے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے بھی پہلے قباء کے مقام عصبہ میں پہنچے تو ان کی امامت ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔آپ کو قرآن مجید سب سے زیادہ یاد تھا۔**(صحیح البخاری:692)**

اس حدیث کی روشنی میں ہمیں بطور خاص رمضان کے لئے ایسے آدمی کو امام کے لئے متعین کرنا چاہئے جو حافظ قرآن ہو اور وہ بہتر طریقے سے پڑھتا بھی ہو اور بہتر یاد بھی ہو۔اس طرح امام متعین کرنے پر امام کے پیچھے کسی مقتدی کو اپنے ہاتھ میں مصحف اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور امام کے پیچھے مقتدی کا اپنے ہاتھ میں مصحف اٹھانے کی کوئی دلیل بھی نہیں ملتی ہے، ظاہر سی بات ہے اس عمل کی وجہ سے مقتدی کا ایک ہاتھ سینے سے اٹھ جائے گا جبکہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر بندھا ہونا چاہئے ،اسی طرح نظر سجدے کی بجائے قرآن پر ہوگی،اور دھیان بھی قرآن سے سننے اور ورق پلٹنے میں سمٹ جائے گا۔اگر کہیں مجبوری میں کسی امام کو تراویح کے لئے قرآن دیکھنے کی ضرورت پڑ جائے تو امام خود اپنے ہاتھ میں مصحف لے سکتا ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر امامت کرتا تھا۔**(بخاری)**

گویا اس معاملہ میں اصل یہی ہے کہ بغیر دیکھے نماز میں قرآن کی تلاوت کی جائے تاہم ضرورت کے وقت امام کے لئے اس کی گنجائش ہے۔

سوال:ہم نے سنا ہے کہ مقتدی تراویح کے دوران ہاتھ میں مصحف پکڑ کر امام کی تلاوت سن سکتا ہے جبکہ بعض منع بھی کرتے ہیں،اس میں کیا صحیح ہے؟

جواب: امام کے لئے گنجائش ہے کہ اگر اس کو زیادہ قرآن یاد نہ ہو تو ہاتھ میں مصحف لے کر تلاوت کرے،یہ عمل بھی بہتر نہیں ہے تاہم مجبوری میں اس کی گنجائش ہے لیکن جماعت میں موجود کوئی مقتدی اپنے ہاتھ میں مصحف اٹھائے

رہے اور مصحف میں دیکھتا رہے، نماز کے قبیل سے یہ عمل صحیح نہیں ہے اس لئے کسی مقتدی کو ایسا نہیں کرنا چاہئے بس امام کے لئے مجبوری میں گنجائش ہے وہ بھی اس لئے کہ ہمیں اس بابت دلیل ملتی ہے جو صحیح بخاری میں ہے۔

سوال: اگر کوئی خاتون تراویح کی نماز جماعت سے پڑھائے تو قرات سے پہلے بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھنا چاہئے یا آہستہ سے بھی پڑھ سکتی ہے؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جہاں چند عورتیں جمع ہو سکیں وہاں کوئی عورت تراویح کی جماعت کرادے اور نماز پڑھانے والی عورت درمیان صف میں کھڑا ہو گی۔

تراویح کی نماز میں عورت جہرا قرات کر سکتی ہے تاہم پاس پڑوس میں غیر محرم ہوں تو قرات کی آواز کچھ دھیمی کرلے تاکہ مردوں تک آواز نہ جائے یا ایسی جگہ نماز پڑھی جائے جہاں سے قرات کی آواز مردوں تک نہ جائے۔ اور سورت سے پہلے بسم اللہ کو آہستہ پڑھا جائے، بسم اللہ جہرا نہیں پڑھا جائے گا، اس مسئلہ میں راجح قول یہی ہے۔

سوال: اگر اکیلے میں کوئی تراویح میں قرآن پڑھ رہا ہو، وہاں کوئی لقمہ دینے والا موجود نہ ہو اور کسی آیت پر مشابہ لگ جائے یا بھول جائے تو کیا وہ پاس رکھے قرآن سے دیکھ سکتا یا پھر وہاں ہی اینڈ کردے اور باقی نماز پڑھے اور بعد میں وہاں سے دیکھ کے اگلی رکعت میں پڑھ لے؟

جواب: اگر نماز میں قرآن پڑھتے ہوئے قرآن بھول جائیں تو قرآن کھول کر نہیں دیکھنا ہے کیونکہ اس میں قرآن اٹھانے کے لئے آگے پیچھے چلنا پڑے گا اور قرآن کھول کر اس میں ڈھونڈنا پڑے گا۔ وہ وہیں سے تلاوت بند کرکے رکوع کرلے اور آخر میں سجدہ سہو کرلے۔ حالت قیام میں قرآن پڑھنا مسنون ہے، واجب نہیں ہے اس لئے اس جگہ سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہے فقط مسنون ہے۔ سلام پھیر کر قرآن دیکھنا ہو تاکہ اس سے آگے کی تلاوت کر سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہاں یہ بھی مسئلہ واضح رہے کہ اس جگہ اگر ایسا آدمی موجود ہو جو نماز میں شامل نہ ہو اور وہ قرات بھولنے پر لقمہ دینا چاہے تو وہ لقمہ دے سکتا ہے اور نمازی اپنی قرات درست کر سکتا ہے۔

سوال: ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے جسے ہم سب نے مل کر بنائی ہے اور ماہانہ پیسے بھی دیتے ہیں مگر اس مسجد کی کمیٹی کا سربراہ خواتین کو تراویح یا نماز عید وغیرہ کے لئے مسجد آنے سے روکتا ہے۔ اگر مؤذن وامام خواتین کے لئے

بندوبست کردیں توان کی تنخواہ کاٹ لیتا ہے۔کل متوقع تراویح ہوسکتی ہے اور ابھی سے عورتوں کو منع کیا جارہا ہے جبکہ کافی مردوں نے اسے سمجھایا مگر ماننے کو تیار نہیں، کیا یہ جائز ہوگا کہ خواتین کل مسجد چلی جائیں اور اپنے مخصوص ہال میں نماز شروع کردیں جیسا کہ ہر سال پڑھتی ہیں؟

جواب : اگر مسجد میں عورتوں کے لئے انتظام ہے تو کسی بھی ذمہ دار کو حق نہیں ہے کہ وہ عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکے، یہ اس کا گھر نہیں ہے، یہ اللہ کا گھر ہے اور اس گھر میں مردوں کی طرح عورتیں بھی آسکتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر عورتوں کے مسجد میں جانے سے کوئی فساد برپا ہوسکتا تو پہلے اس مسئلہ کو حل کرلیا جائے تاکہ عبادت کے نام پہ عورتوں سے جانے انجانے کوئی غلطی نہ ہوجائے اور اللہ کے گھر میں شور وہنگامہ نہ ہو۔عورتوں کو چاہئے کہ اپنی طرف سے کچھ مردوں کو منتخب کریں جو مسجد کمیٹی کے ساتھ مل کر اس مسئلہ کو خاموشی سے حل کریں اور شرعی دلائل سے روکنے والے کو مطمئن کریں۔ یہ بہتر رہے گا۔ظاہر سی بات ہے مسجد کسی کا ذاتی گھر نہیں ہے جہاں کوئی اکیلا فیصلے کا حق رکھے، محلے والوں کے مشورہ سے مسجد کا کام ہونا چاہئے۔

سوال: تراویح کے بعد اگر ہم رات میں اور نوافل پڑھنا چاہتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ کتنے پڑھ سکتے ہیں اور کم از کم کتنے؟

جواب : تعداد کے اعتبار سے اگر رات میں عبادت کرتے ہیں تو گیارہ رکعت مسنون ہے جیسا کہ نبی ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعات قیام کیا کرتے تھے لیکن اگر آپ اس سے زیادہ بھی قیام اللیل کرتے یا اس سے کم بھی کرتے ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے جس قدر سہولت ہو آپ کم یا زیادہ قیام کرسکتے ہیں۔آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔اس لئے آپ رات میں دو دو رکعت کرکے جتنی رکعت پڑھنا چاہیں آپ پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ یاد رکھیں کہ وتر سب سے آخر میں ادا کریں۔

سوال: نماز تراویح کی دعا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نماز تراویح کی دو رکعت کے بعد کوئی دعا پڑھنی ہوتی ہے؟

جواب : نماز تراویح کے بعد کوئی دعا ثابت نہیں ہے، دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیریں گے، اپنی طرف سے کچھ ذکر کرلیتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن تراویح کی کوئی مخصوص دعا نہیں ہے۔ حنفی لوگ تسبیح تراویح کے نام سے ایک

مخصوص تسبیح "سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ،،"پڑھتے ہیں، یہ حنفیوں کی اپنی ایجاد ہے، قرآن وحدیث میں اس ذکر کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

سوال: عشاء کی نماز کے بعد اگر چاند نظر آئے تو کیا اس وقت تراویح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: چاند عشاء کے بعد نظر نہیں آتا ہے بلکہ رویت ہلال کی تصدیق کرنے میں تاخیر ہوتی ہے جس کے سبب عشاء کے بعد چاند کا اعلان ہوا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں ایک ہی نماز ہے جو آپ پورے سال یعنی ہر دن پڑھ سکتے ہیں، اس لئے رمضان کا چاند ہو یا نہ ہو اس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ قیام اللیل کرنا چاہیں تو بالکل کر سکتے ہیں اور یہ عظیم عبادت ہے۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ قیام اللیل کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر فجر تک ہے ،آپ جس قدر تاخیر سے قیام کریں گے بہتر ہی ہے۔

سوال: تراویح کے لیے روزانہ مسجد تبدیل کرنا کیسا ہے؟

جواب: تراویح کے لئے روز مسجد بدلنا صحیح عمل نہیں ہے، نماز تو ہو جائے گی مگر یہ عمل صحیح نہیں ہے۔ جہاں بھی آپ کے قریب تراویح ہو رہی ہے اس میں شریک ہو کر تراویح پڑھیں، تراویح سے مقصد اللہ کی بندگی ہے پھر کس لئے مسجد بدلنا ہے۔ بہت سے لوگ اچھی اچھی تلاوت یا ہر جگہ کا لطف لینے کے لئے ایسا کرتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ آپ کتنی مسجد بھی بدل لیں جب تک آپ کی عبادت میں اخلاص اور خشوع و خضوع نہ ہو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بہتر ہے ایک جگہ رہ کر شوق وجذبہ سے عبادت کریں۔ کبھی کسی جگہ ضرورت سے گئے اور وہیں تراویح پڑھ لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن عمدا جگہ بدل بدل کر روز نئی جگہ تراویح پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

کسی مسجد میں امام کی تلاوت صحیح نہ ہو، یا حفظ قوی نہ ہو، یا سنت کے مطابق امام نماز نہ پڑھاتا ہو، یا نمازی سے مسجد بھر جاتی ہو، جگہ نہ ہو تو اس قسم کی مجبوری میں کسی دوسری مسجد جائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: ایک بات پوچھنی تھی کہ صلاۃ التراویح میں قرآن کو دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں اگر ہاں تو پلیز اس کا ریفرینس سینڈ کر دیں؟

جواب: اولا نماز پڑھانے والا قرآن کا حافظ ہوتا کہ وہ تراویح میں زبانی قرآن کی تلاوت کرے تاہم اس بات کی گنجائش ہے کہ اگر کہیں حافظ قرآن میسر نہ ہو، یا اکیلے پڑھنے والا حافظ قرآن نہ یا پھر گھر کی عورتیں جنہیں زیادہ قرآن یاد نہ ہو وہ لوگ ایسی صورت میں قرآن دیکھ کر تراویح پڑھ سکتے ہیں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام کو تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا جو قرآن سے دیکھ کر سیدہ عائشہ کو تراویح پڑھاتے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔

سوال: کیا تراویح کے بعد بیٹھنا اور دعا کرنا ضروری ہے؟

جواب: تراویح کی ہر دو رکعت یا چار رکعت پہ دعا کرنا مسنون نہیں ہے، یہ لوگوں کی اپنی ایجاد ہے، تراویح قیام اللیل ہے جو دو دو کرکے پڑھیں گے، ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں گے، اطمینان و سکون سے پڑھیں گے۔احناف کے یہاں چار چار رکعت پر کچھ دیر کے لئے بیٹھا جاتا ہے اور ایک تسبیح تراویح کے نام سے مخصوص ذکر کیا جاتا ہے، یہ دونوں باتیں غیر ثابت ہیں یعنی ان کا ثبوت نہیں ہے، بیہقی کی ایک مرفوع روایت میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ ہر چار رکعت پر ترویحہ یعنی وقفہ کیا کرتے تھے، یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ انکے گھر کے قریب تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھائی جاتی ہے، کیا اس نماز میں شامل ہو سکتے ہیں اور شامل ہونے کی صورت میں پوری نماز پڑھنا چاہیے یا آٹھ رکعت پڑھ کر لوٹ جانا چاہئے؟ وہ بہن گھر پر اکیلے رہتی ہے اور آٹھ رکعت تراویح دور مسجد میں پڑھائی جاتی ہے جہاں جانا مشکل ہے ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب: تراویح کم زیادہ پڑھنے میں حرج نہیں ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ احناف بیس رکعت کو سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ تعداد کے اعتبار سے گیارہ رکعت تراویح سنت ہے جیساکہ سیدہ عائشہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کا اسوہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ بیس رکعت والی مسجد تو احناف کی ہوتی ہے اور حنفی مسجد میں عورتوں کا جانا منع ہوتا ہے پتہ نہیں اس مسجد میں عورتوں کے لئے کیسے اجازت ہے؟

بہر کیف! اگر وہ بہن حنفی مسجد میں تراویح پڑھنے جانا چاہتی تو جاسکتی ہے،ان لوگوں کے ساتھ آٹھ رکعت پڑھ کر واپس آجائے اور کبھی زیادہ بھی پڑھ لیتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے تاہم بیس رکعت تراویح سنت سمجھ کر پڑھنا غلط ہے۔اس

جگہ میں اس بہن کے لئے افضل یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر اکیلے اطمیان وسکون سے لمبی قرات کے ساتھ تراویح پڑھے اور عورت کی نماز گھر میں افضل ہے۔احناف کے یہاں نماز میں جلد بازی کے ساتھ سنت کی خلاف ورزی بھی پائی جاتی ہے اور تراویح اطمینان وسکون اور لمبی قرات کے ساتھ پڑھنے والی نماز ہے جو اس بہن کے لئے اپنے گھر میں ہی ممکن ہے۔

سوال: نبی ﷺ کا فرمان: لاتمنعوا نساءکم من المساجد وبیوتھن (ابوداؤد: 567) (تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو البتہ ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں) کی روشنی میں عورتوں کی نماز تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہوگا یا مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے؟ ظاہر ہے عورتوں کو گھروں میں اتنا قرآن یاد نہیں ہوتا اور اسی طرح عورتیں عمرہ کرنے جائیں تو فرض نمازیں اور تراویح حرمین میں پڑھنا افضل ہوگا یا ہوٹل میں جہاں قیام ہے کیونکہ ظاہر ہے زیادہ ثواب کے حرص میں عورتوں کو بھی مسجد میں جانے کا شوق ہے؟

جواب: بلاشک وشبہ دیندار عورتوں میں اس بات کا شوق ہوتا ہے کہ وہ مسجد جاکر عبادت کرے خصوصا جمعہ کی نماز، تراویح کی نماز اور حرمین کی زیارت کے وقت۔اور مسجد میں عورتوں کا نماز پڑھنا قطعا ممنوع نہیں ہے لیکن جہاں تک افضیلت کی بات ہے تو عورتوں کی نماز گھر میں افضل ہے جیساکہ حدیث رسول سے واضح ہے۔ایک عورت نے خواہش ظاہر کی کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی خواہش کرتی ہوں تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر تمہاری نماز گھر میں افضل ہے اور وہ عورت اپنے گھر میں اپنی وفات تک نماز پڑھتی رہی۔(دیکھیں: صحیح الترغیب والترہیب: 340/1)

ہمیشہ اور پنج وقتہ نمازوں کے لئے تو نہیں لیکن مخصوص اوقات میں عورتوں کے لئے مسجد جانے میں حرج نہیں معلوم ہوتا ہے بلکہ اس سے ان کے اندر عمل کا زیادہ شوق پیدا ہوگا مثلا جمعہ کی نماز اور تراویح کے لئے۔اور جو عورتیں حرمین کی زیارت پہ ہیں ان کے لئے حرمین میں نماز پڑھنے کا سنہرا موقع ہے وہ ان میں نماز پڑھے کیونکہ وہ اسی مقصد سے زیارت پر آئی ہیں اور انہیں بھی مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا وہی اجر ملے گا جو مردوں کو ملتا ہے،اسی طرح مسجد نبوی اور

مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا اجر بھی مردوں جیسا ملے گا۔ ان خاص مواقع پر ان مساجد میں عورتوں کا بھی نماز پڑھنا مستحسن ہے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ ہم پہلے گھر میں تراویح پڑھتے تھے اور قرآن ہاتھ میں پکڑ کر پڑھتے تھے کیونکہ ہمیں زبانی قرآن یاد نہیں مگر ہمارے محلے والوں کا کہنا ہے کہ جو عالم ہو اور جسے قران یاد ہو بس وہی تراویح پڑھ سکتا ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: مسجد میں عورتوں کا جانا اور مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے اس لئے اگر کسی محلے کی مسجد میں عورتوں کی نماز کے لئے مخصوص جگہ متعین ہے تو محلے کی عورتیں مسجد کی تراویح میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اور جہاں مسجد میں عورتوں کی نماز کے لئے علاحدہ انتظام نہ ہو وہاں کی عورتیں ایک جگہ جمع ہو کر یا پھر ایک گھر کی ساری عورتیں جمع ہو کر تراویح پڑھ لے اور جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ تراویح پڑھائے۔ اگر کسی کو زیادہ قرآن یاد نہ ہو تو مجبوری میں قرآن دیکھ کر بھی تراویح پڑھ سکتا ہے تاہم بہتر وافضل صورت نماز میں بلادیکھے قرآن پڑھنا ہے۔ جس نے یہ کہا کہ جو عالم یا حافظ ہو وہی تراویح پڑھ سکتا ہے یا پڑھا سکتا ہے غلط بات ہے، آپ اکیلے بھی تراویح پڑھ سکتے ہیں، زیادہ قرآن یاد نہ ہو تو نماز میں قرآن دیکھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں، صحیح بخاری میں اس کی دلیل موجود ہے اس لئے محلے والوں کی غلط بات کا اعتبار نہ کریں، آپ اکیلے تراویح پڑھتے رہیں، اس نماز کو قیام اللیل بھی کہتے ہیں جو سال بھر پڑھنا مسنون ہے اور اصل میں یہ نماز اکیلے ہی پڑھی جانے والی ہے۔

سوال: تراویح میں بعض مساجد میں امام شروع قرآن سے تلاوت کرتے ہیں وہاں مکمل قرآن ختم ہوتا ہے، کہیں پر قرآن کی تکمیل نہیں ہوتی، کسی مسجد میں شروع سے کچھ سپارے ترتیب سے پڑھے جاتے ہیں پھر کہیں سے بھی پڑھ کر تراویح پڑھاتے ہیں یعنی تسلسل نہیں رہتا اور اخیر رمضان میں عم پارہ ترتیت سے پڑھا کر انیتس رمضان کو تراویح ختم کی جاتی ہے اور دعا کرتے ہیں، اس میں پوچھنا یہ ہے کہ تراویح میں تو ترتیب سے پڑھنا چاہئے مگر لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟

جواب: تراویح ایک نماز ہے اور اللہ تعالی نے نماز میں قرآن پڑھنے سے متعلق فرمایا ہے کہ جو میسر ہو وہ پڑھو یعنی تمہیں جو قرآن سے زبانی یاد ہو، تمہارے لئے قرآن سے جو پڑھنا آسان ہو وہ پڑھا کرو۔ گویا نماز میں قرآن کی تلاوت کی قید نہیں ہے کہیں سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ رمضان کی تراویح میں قرآن ختم کرنے کا حکم نہیں ہے، تراویح قیام اللیل ہے جس قدر قیام اللیل کرنا اور اس میں قرآن پڑھنا آسان ہو اتنا عمل کرنا چاہیئے، چاہے قرآن ختم ہو یا نہیں اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی رمضان میں قیام اللیل کرنے کا اجر لکھتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں جو رمضان میں ایمان و اجر کی نیت سے قیام اللیل کرے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

اگر تراویح کے لئے حافظ قرآن میسر ہو جو رمضان میں پورے قرآن کو ختم کر سکے تو اچھی بات ہے، ورنہ جس قدر بھی قرآن پڑھ سکیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ قیام اللیل کا اجر لینا چاہتے ہیں تو رمضان میں قیام اللیل ناغہ نہ کریں تاہم یہ بھی نفلی عبادت ہے، فرض نہیں ہے۔ جہاں تک عام تلاوت قرآن کی بات ہے تو آپ الگ سے بغیر نماز کے جس قدر ممکن ہو مصحف سے قرآن کی تلاوت کیا کریں، پورا قرآن ختم کریں یا رمضان بھر میں کئی بار ختم کریں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: مسجد میں جب تراویح کا قرآن ختم ہوتا ہے تو اس کی خوشی میں لوگ کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں کیا وہ کھانا درست ہے؟

جواب: ویسے ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے رب کی بندگی کی ہے تو بندگی کے بعد اس کی قبولیت کے لیے دعائیں کرنی ہے تاکہ بندگی رائیگاں نہ ہو، نہ کہ بندگی کرنے پر خوشیاں منانی ہیں اور تقریب منعقد کرنی ہے۔

مومن کی زندگی ہی بندگی والی ہوتی ہے، اسے تو ہمیشہ تلاوت اور قیام اللیل کرنا چاہیے، ایک ماہ کے قیام سے قیام اللیل ختم نہیں ہو جاتا ہے، یہ تو ہر روز کی عبادت ہے یعنی آپ پورے سال قیام اللیل کر سکتے ہیں پھر ایک ماہ کے قیام اللیل پر کس لئے خوشی منائی جائے اور کیوں کھانے کی دعوت کی جائے؟

اس عمل سے بچنا بہتر ہے کیونکہ ایسا کرنے سے بعد میں لوگ اس کو دین کا حصہ بنا لیتے ہیں اور آج ایسا ہو بھی رہا ہے۔

امام صاحب کو اکرامیہ دیتے وقت معمولی مٹھائی وغیرہ بچوں کے واسطے تقسیم کردی جائے تو میں سمجھتا ہوں اس میں حرج نہیں ہے مگر اس موقع سے باقاعدہ دعوت کا اہتمام قطعا مناسب نہیں ہے، اس دعوت کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی ہے۔امامت وتراویح کے سلسلے میں جمع کیا گیا فنڈ کا پیسہ بچا ہوا ہے تو بہتر ہے اس دعوت کے پیسے کو گاؤں کے فقیر ومسکین کو دیا جائے تاکہ وہ بھی عید کے دن اچھی طرح خوشی مناسکے۔

سوال: تراویح کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے کیا وہ سنت سے ثابت ہے؟

جواب: تسبیح تراویح کے نام سے جو دعا عوام میں مشہور ہے وہ مسلک احناف والوں نے مشہور کئے ہیں، سلفی لوگوں میں یہ دعا رائج نہیں ہے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کرلیا ہے۔جو چیز ایجاد کردہ ہو وہ بدعت ہے اور ہمیں بدعت سے بچنا ہے۔اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ہر چار رکعت پر دعا وذکر کے لئے بیٹھا جائے بلکہ دو دو رکعت کرکے تراویح کی نماز ادا کی جائے گی۔

اور دعا کا باب وسیع ہے، آپ نماز کے سجدے میں یا نماز کے بعد یا بغیر نماز کے دعائیں کرسکتے ہیں، دعا پکارہے اپنی زبان میں دعا بھی کرسکتے ہیں اور نبی ﷺ نے ہمیں پیاری پیاری دعائیں سکھائی ہیں وہ مسنون دعائیں بھی ہمیں یاد ہوں تاکہ وہ بھی پڑھتے رہیں۔دعا کی مشہور کتاب "حصن المسلم" کہیں سے دستیاب کریں اور اس سے استفادہ کریں، پی ڈی ایف میں انٹرنیت سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

سوال: جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مسنون ہے، نبی ﷺ نے تین دن صحابہ کرام کو جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی ہے، جماعت والی نماز اکیلے پڑھنے سے ستائیس گنا بہتر ہے تاہم تراویح جسے تہجد بھی کہتے ہیں اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں، جماعت سے پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

سوال: تکمیل تراویح پر دعوت کرنا اور ختم شریف کرنا کیسا ہے؟

جواب: تراویح کی تکمیل پر دعوت کرنا اور ختم کرنے کی کوئی رسم ادا کرنا بدعت مروجہ ہے، اس عمل سے پرہیز کیا جائے۔ ہم نے اللہ کی عبادت کی ہے اس کی قبولت کے لئے کثرت سے دعا کرنا چاہئے تاکہ اللہ ہماری عبادت قبول

کرے۔ امام مسجد کو آخری دن اکرامیہ دیتے وقت اگر بچوں اور نمازیوں کے درمیان بھی مٹھائی تقسیم کر دیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن رسم و رواج اور مخصوص طور و طریق سے بچنا ہے جس کا ثبوت کتاب و سنت میں نہیں ہے۔

سوال: جو خواتین گھر میں عشاء کی نماز پڑھتی ہیں ان کے لئے آٹھ رکعات نوافل عشاء کی نماز کے ساتھ بطور تراویح پڑھنا زیادہ افضل ہے یا وہ عشاء وقت پر ادا کریں اور آٹھ رکعات نوافل مؤخر کر کے ایک یا ڈیڑھ بجے پڑھیں پھر لگ بھگ تین بجے سے سحری کا انہیں انتظام کرنا ہوتا ہے؟

جواب: میں نے پہلے عورتوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ سحری کے وقت سحری کا انتظام کرنے اٹھتی ہی ہیں تو کچھ دیر مزید پہلے اٹھ جائیں جتنی دیر میں تراویح پڑھ سکتے ہیں اور اٹھ کر پہلے قیام اللیل ادا کر لیں پھر سحری کی تیاری کریں، اس میں خواتین کے لئے آسانی ہے لیکن جن کے یہاں مساجد میں تراویح ہوتی ہے اور عورتوں کے لئے علاحدہ انتظام ہے تو وہ جماعت سے مسجد میں پڑھ لیں اس میں بھی حرج نہیں ہے۔

بہر کیف! اس مسئلے میں عورتوں کے حق میں وہی افضل ہے جس پر آسانی سے عمل کر سکیں، عشاء کے فورا بعد پڑھنے میں آسانی ہو تو اسی وقت پڑھ لیں اور سحری سے قبل اٹھ کر پڑھنے میں آسانی ہو تو اس وقت پڑھیں۔

سوال: اپنی تسلی کے لئے دوبارہ پوچھ رہی ہوں، اصل میں، میں سعودی عرب میں رہتی تھی، وہاں کئی سالوں سے مساجد میں حتی کہ حرمین میں بھی تراویح ادا کرتی رہی ہوں لیکن جب سے پاکستان آئی ہوں، بے چین ہوں، یہاں پر کہیں مساجد میں تراویح کا انتظام نہیں ہے اور عورتوں کو مسجد جانا معیوب سمجھا جاتا ہے تو کیا میں اپنے گھر میں عشاء کے وقت عشاء کی نماز اور سنت وغیرہ پڑھ کر سو جاؤں اور رات کو دیر سے آٹھ رکعات نفل پڑھ لوں تو زیادہ بہتر رہے گا کیا آپ یہی مشورہ دے رہے ہیں؟

جواب: اس مسئلے میں، میں نے بتایا ہے کہ جس وقت آسانی کے ساتھ تراویح پڑھنا بہتر ہو، نشیط ہو کر اور اطمینان و سکون سے تراویح پڑھ سکیں وہ وقت بہتر ہے۔ اگر دیر رات روزانہ اٹھنا اور سکون سے عبادت کرنا آسان ہو تو دیر

رات کو قیام کریں لیکن اگر سستی کا خوف ہو تو عشاء کے بعد ہی تراویح پڑھ لینا افضل ہوگا تاکہ آپ کا قیام اللیل کہیں رہ نہ جائے۔

سوال: تراویح سنت عبادت ہے یا نفل؟

جواب: عموماً سنت اور نفل دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی جو فرض و واجب نہ ہو اور کبھی سنت تاکیدی ہوتی ہے اس صورت میں نفل اور سنت میں تاکید اور غیر تاکید کا فرق ہوگا۔ عمومی معنی میں تراویح سنت ہے یعنی نفلی عبادت ہے۔

سوال: نماز تراویح کی کیا حقیقت ہے اور کس طرح پڑھی جاتی ہے؟

جواب: نماز تراویح رات کی نماز ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: رات کی نماز دو دو رکعت ہے، اسی کو قیام اللیل بھی کہتے ہیں۔ اور یہی قیام اللیل جب رمضان میں کرتے ہیں تو تراویح سے موسوم کرتے ہیں گویا تہجد، تراویح اور قیام اللیل یہ سب ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ اوپر والی حدیث میں ہے کہ ہم دو دو رکعت کرکے وتر سمیت گیارہ رکعت ادا کریں۔

سوال: ایک شخص تراویح کی نماز پڑھ رہا تھا کہ دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور قرات کرنے لگا ایسی صورت میں کیا کیا جائے گا؟

جواب: مقتدی کو چاہئے کہ امام کو یاد دلائے اور امام قرات چھوڑ کر لازمی طور پر بیٹھ جائے کیونکہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ پھر امام تشہد کرے اور سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے کیونکہ یہاں نماز میں زیادتی ہوگئی تھی، سجدہ سہو کرکے پھر سے سلام پھیرے۔

سوال: حافظ قرآن کا تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرنا کیسا ہے؟

جواب: بنیادی بات یہ سمجھیں کہ رمضان میں قرآن پڑھنے کی اور قیام کرنے کی بڑی فضیلت ثابت ہے اس وجہ سے عہد نبوی سے لیکر آج تک مومن بندے رمضان میں قرآن کی تلاوت اور تراویح کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کے لئے باقاعدے امام متعین کئے۔ بذات خود نبی ﷺ نے تین دن

باجماعت تراویح پڑھائی۔ ایسا نہیں ہے کہ عہد نبوی میں صرف تین دن تراویح ہوئی بلکہ آپ ﷺ نے کہیں امت پر فرض نہ کردی جائے اس خوف سے جماعت کے ساتھ تین دن سے زیادہ تراویح نہیں پڑھائی۔ صحابہ کرام منفردا ،رمضان بھر تراویح پڑھتے رہے یہاں تک کہ عہد عمر میں جماعت کی شکل دی گئی۔

أنه سأل عائشة رضي الله عنها : كيف كانت صلاة رسول الله صلَّى اللهُ عليه وسلَّم في رمضان ؟ . فقالتْ : ما كان يزيدُ في رمضانَ ولا في غيرِهِ على إحدى عشرة ركعةً ،يُصلِّي أربعًا ، فلا تَسَلْ عَن حُسْنِهِنَّ وطولِهِنَّ ، ثم يُصلِّي أربعًا ، فلا تَسَلْ عنْ حُسْنِهِنَّ وطولِهِنَّ ، ثم يصلي ثلاثًا . فقُلْت : يا رسولَ اللهِ ، أتنامُ قبلَ أن توتِرَ ؟ . قال : (يا عائشةُ ، إنْ عَيْنَيَّ تناماَنِ ولا ينامُ قَلْبي) .(صحيح البخاري:2013)

ترجمہ :راوی حدیث ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تراویح یا تہجد کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے ؟ تو انہوں نے بتلایا کہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی چار رکعت پڑھتے ، تم ان کے حسن وخوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے ،ان کے بھی حسن وخوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا، یارسول اللہ ! کیا اپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عائشہ ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

اس حدیث میں جہاں اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی ﷺ رمضان بھر تراویح (قیام اللیل) کیا کرتے تھے وہیں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ آپ کا قیام بہت لمبا ہوا کرتا تھا۔ رمضان میں قیام کی فضیلت کا بیحد ثواب ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے نبی ﷺ نے یا صحابہ کرام نے رمضان میں قیام اللیل چھوڑ دیا ہو ؟

زیاد بن علاقہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا:

إنْ كان النبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ ليقومُ لِيُصلِّي حتى تَرِمُ قدماهُ ، أو ساقاهُ . فيُقالُ لهُ ، فيقولُ : أفلا أكونُ عبدًا شكورًا .(صحيح البخاري:1130)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم یا (یہ کہا کہ) پنڈلیوں پر ورم آجاتا، جب آپ سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو فرماتے "کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"۔

اس کیفیت سے رمضان بھر قیام کیا جائے تو بالیقین قرآن ختم ہو جائے گا۔مزید برآں نبی ﷺ سے رمضان میں مکمل قرآن ختم کرنا بھی ثابت ہے، گو کہ یہ قیام اللیل کے طور پر نہیں تھا تاہم اس سے رمضان میں تلاوت قرآن کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

كان يَعرِضُ على النبي صلَّى اللهُ عليه وسلَّم القرآنَ كلَّ عامٍ مرَّةً، فعرَضَ عليهِ مرَّتينِ في العامِ الذي قُبِضَ فيه، وكان يَعْتَكِفُ كلَّ عامٍ عَشرًا، فاعْتَكَفَ عِشرينَ في العامِ الذي قُبِضَ فيهِ.(صحيح البخاري:4998)

ترجمہ: جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے لیکن جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو مرتبہ دورہ کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

بہر کیف ! تراویح میں قرآن ختم کرنا ضروری نہیں ہے مستحسن ہے۔ ختم کرنے کے چکر میں بہت سارے حفاظ بہت ساری غلطیاں کرتے ہیں۔ کتنے تو صفحات کے صفحات چھوڑ دیتے ہیں۔ جو بہترین حافظ قرآن ہو اور تراویح میں شامل لوگ لمبے قیام کی طاقت رکھنے والے ہوں تو اچھا ہے کہ ختم کر لیا جائے اور تراویح میں قرآن ختم نہ ہو سکے تو اس میں

کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اور پھر قرآن ختم کرنے کے لئے تراویح کی نماز ہی شرط نہیں ہے انفرادی طور پر نماز سے باہر جتنا ممکن ہو ایک دو ختم الگ سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

سوال: تراویح میں قرآن سنانے کو بطور پیشہ اختیار کرنا کیسا ہے اور امام کا طے کرکے تراویح پہ اجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: تراویح میں قرآن سنانے پہ اجرت لینا جائز ومباح ہے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنَّ أحقَّ ما أخَذْتُمْ عليهِ أجرًا كتابُ اللهِ(صحيح البخاري:5737)

ترجمہ: بے شک بہت ہی لائق چیز جس پر تم مذدوری حاصل کرو، اللہ کی کتاب ہے۔

ائمہ ومحدثین نے بھی قرآن کی تعلیم، اذان، خطابت وغیرہ پہ اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے اس لئے تراویح کی نماز کے لئے بھی اجرت لے سکتے ہیں لیکن کوئی حافظ تراویح میں قرآن سنانے کو اس طور پیشہ بنالے کہ جہاں سب سے زیادہ اجرت ملے وہیں تراویح پڑھائے گا، یہ بیحد افسوسناک ہے۔اجرت طے کرنے تک تو معاملہ ٹھیک ہے مگر اس طرح حرص مال کی پیشہ وری قیام اللیل جیسی عظیم نفلی عبادت میں خشوع وخضوع پر منفی اثر ڈالنے والی ہے۔ساتھ ہی عوام کے ساتھ ظلم وزیادتی بھی ہے۔اس میں اس بستی کا نقصان ہے جہاں اہل توحید کم ہوں یا جس بستی میں غریب لوگ رہتے ہوں اور زیادہ پیسہ نہ دے پائیں تو کوئی حافظ نہ پائیں گے۔اس لئے خدارا تراویح پر اجرت کے معاملہ میں تقوی اختیار کریں اور تراویح کی امامت میں بغیر اجرت طے کئے ہوئے تراویح پڑھائیں، یہ زیادہ بہتر ہے۔

سوال: حفاظ کا تراویح میں قرآن نہ سنانا کیسا ہے؟

جواب: گوکہ تراویح نہ پڑھانے سے حافظ قرآن گنہگار نہیں ہوگا لیکن سارے حفاظ ایسا ہی سوچ لے تو پھر تراویح کون پڑھائے گا بلکہ اکثر جگہ حفاظ نہیں ملتے رہتے ہیں اس لئے کوشش ہو کہ تراویح پڑھائے۔اللہ تعالی نے مال ودولت دے رکھی تو غریب بستیوں پر احسان کرے۔بہت ساری غریب بستیاں ایسی ہیں جنہیں حافظ قرآن میسر نہیں ہوتا تو مجبورا سورہ تروایح(تراویح میں چھوٹی چھوٹی سورت پڑھنے کو لوگ سورہ تراویح کہتے ہیں)پڑھتے ہیں ایسی جگہوں کو تلاش کرکے تطوعا تراویح پڑھانا نہایت اجر والا کام ہے۔

اور تراویح پر اجرت بھی لینا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے، اجرت طے کئے بغیر تراویح پڑھائے، رمضان میں غریب سے غریب فیاضی کرتے ہیں اور وہ حافظ قرآن کو ضرور نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

حفاظ کرام سے ایک دو باتیں یہ عرض کرنی ہے کہ قرآن کے حفظ کو صرف تراویح تک محدود نہ رکھیں بلکہ اگر امام مسجد ہیں تو نمازوں میں پورے قرآن سے تلاوت کرتے رہا کریں، اگر امام نہیں ہیں تو عام حالات میں تلاوت کا معمول بنانے کے ساتھ اپنی سنت، نفل، قیام اور دیگر تلاوت میں پورے قرآن سے تھوڑا تھوڑا پڑھا کریں اس طرح سے آپ کا حفظ ہمیشہ تازہ رہے گا اور قرآن بھولنے سے بچیں گے۔ ساتھ ہی قرآن کا معنی ومفہوم بھی جاننے کی کوشش کریں تاکہ آپ مسجد میں نماز وتراویح کے ساتھ لوگوں کو قرآن کا درس بھی دے سکیں اور اگر آپ کو کوئی امام سمجھ کر قرآن اور دین کے بارے میں کچھ سوال کرے تو اس کا جواب بھی دے سکیں۔

سوال: بوقت ضرورت تراویح میں قرآن دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے دلائل سے اس کو واضح کریں جبکہ کچھ لوگ منع کرتے ہیں اور منع والی روایات پیش کرتے ہیں جیسے امام ابو حنیفہؒ قرآن دیکھ کر پڑھنا منع کرتے ہیں؟

جواب: ضرورت کے وقت قرآن دیکھ کر تراویح پڑھانا جائز اور صحیح ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام کو تراویح پڑھانے کو حکم دیا اور وہ قرآن سے دیکھ کر سیدہ عائشہ کو تراویح پڑھاتے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ سیدہ عائشہ دین کی بڑی عالمہ وفاضلہ تھیں، ان سے صحابہ اور صحابیات دین سیکھتے اور مسائل دریافت کرتے تھے، ظاہر سی بات ہے کہ ان کی فقاہت کے سامنے، بعد والے یا ائمہ اربعہ کی فقاہت کچھ بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی صحابی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل کی مخالفت وارد نہیں ہے حتی کہ عمومی طور پر بھی کسی صحابی نے مصحف دیکھ کر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے۔ تین صحابہ کرام کا نام ذکر کیا جاتا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصحف دیکھ کر پڑھنا صحیح نہیں ہے مگر اس بارے میں صحابی کا کوئی اثر ثابت نہیں ہے مندرجہ سطور میں ان کا خلاصہ پڑھیں۔

(1)((عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا برا سمجھتے اور اسے اہل کتاب کا طریقہ بتاتے))۔یہ اثر تاریخ بغداد میں موجود ہے اور تاریخ بغداد کے محقق دکتور بشار عواد معروف نے المیزان(507/4) کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اس کی سند میں ابو بلال اشعری ضعیف راوی ہے۔

(2)((حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو قرآن دیکھ کر پڑھتے دیکھا تو ان کا قرآن لیکر الگ رکھ دیا))۔سوید بن حنظلہ نام سے صحابی گزرے ہیں،ان سے حدیث بھی مروی ہے مگر یہاں نام میں تحریف ہوگئی ہے۔ المصاحف لابن ابی داؤد 7054 میں سلیمان بن حنظلہ البکری ہے جبکہ یہ نام بھی صحیح نہیں ہے، صحیح نام سلیم بن حنظلہ البکری السعدی الکوفی ہیں۔یہ صحابی نہیں تابعی ہیں۔

(3)((حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں کو حالت نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے سے قطعا منع فرمادیا تھا))۔یہ روایت کنزالعمال اور اعلاء السنن میں ہے مگر وہاں اس کی سند نہیں ہے۔صاحب المصاحف نے اس کی سند ذکر کی ہے اس سند میں نہشل بن سعید نیساپوری نام کا کذاب ومتروک راوی ہے،امام بخاری اور امام نسائی نے اس پر حرج کی ہے۔

ان تینوں میں دوسرا قول صحابی کا نہیں ہے اور باقی بچے صحابی کے دو اقوال ضعیف ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی بنیاد پر ضرورت کے تحت نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔صحابی کا قول وعمل تابعی پر مقدم ہے اس لئے بعد والوں کے اقوال نہیں ذکر کررہا ہوں البتہ ائمہ اربعہ کی بات کریں تو امام ابوحنیفہ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ نے نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی رخصت دی ہے حتی کہ امام ابوحنیفہ کے دو شاگرد ابویوسف اور محمد کہتے ہیں کہ نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے سے نماز مکمل ہوجاتی ہے اور امام ابوحنیفہ کا مسئلہ کہ نماز میں قرآن دیکھنے نماز باطل ہوجاتی ہے یہ فتوی بلادلیل اور ناقابل اعتبار ہے یہی وجہ ہے ان کے شاگردوں نے اس مسئلہ میں اپنے استاد کی مخالفت ہے۔امام زہری سے کسی نے سوال کیا کہ رمضان میں قرآن دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے تو انہوں نے بہترین جواب دیا:

كان خيارنا يقرؤون في المصاحف(المدونة الكبرى1/288 289والمغني لابن قدامة 1/335) کہ ہم میں سے بہتر لوگ قرآن دیکھ کرپڑھتے تھے۔

سوال: اگر کسی کوامام کے ساتھ بعض رکعت پڑھنے کا موقع ملے تواس کوکتنا اجر ملے گا؟

جواب : رات کی نماز جو جس قدرپڑھے گااس قدر ثواب ملے گا۔ دو، چار، چھ، آٹھ وغیرہ اور رمضان المبارک میں قیام اللیل کا ثواب گیارہ رکعت (مع وتر) پڑھنے سے حاصل ہوجاتاہے جس پہ گزشتہ سارے گناہوں کی مغفرت کاوعدہ کیاگیاہے نیز امام کے ساتھ مکمل رات قیام اللیل کا اجر اس وقت ملے گا جب آخر وقت تک امام کے ساتھ قیام میں شریک رہے۔اور جو امام کے ساتھ بعض رکعات میں شریک ہواتواسے اسی قدر اجر ملے گاجس قدر شریک ہوکر نمازادا کیاہے۔

سوال: تراویح میں ختم قرآن پر مٹھائی تقسیم کرنا کیساہے؟

جواب : ختم قرآن پر مٹھائی تقسیم کرنے کا عمل کتاب وسنت میں موجود نہیں ہے اس لئے اس سے بچنااولی وافضل ہے۔اگر کہیں تکلف اور کسی خاص رسم ورواج سے بچتے ہوئے یونہی سادہ انداز میں کسی نے نمازیوں کے درمیان مٹھائی تقسیم کردی تواس میں کوئی حرج نہیں ۔بعض جگہوں پر ختم قرآن پہ تقریب، کھانے پینے میں افراط اور مختلف قسم کے طور طریقے رائج ہیں،ان چیزوں کی شرعاگنجائش نہیں ہے۔

سوال: کیاجماعت کے ساتھ تراویح میں پیچھے سنے والے بھی قرآن اٹھاکرامام کی تلاوت سن سکتے ہیں تاکہ وہ لقمہ دے سکے؟

جواب: صرف امام کے لئے یااکیلے نماز پڑھنے والے منفرد کے لئے گنجائش ہے کہ وہ مجبوری میں قرآن دیکھ کر تراویح پڑھے لیکن امام کے پیچھے مقتدی کے لئے امام کی قرات کی سماعت کرنادرست نہیں ہے۔

سوال: اگرمیری عشاء کی نماز چھوٹ گئی اور میں اس وقت مسجد پہنچاجب تراویح شروع ہوچکی تھی توفرض کی نیت سے اس میں شامل ہوسکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی کی عشاء کی نماز چھوٹ گئی ہو اور وہ مسجد میں اس وقت آئے جب تراویح شروع ہوگئی ہو تو فرض کی نیت سے وہ آدمی تراویح میں شامل ہو سکتا ہے، جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو وہ سلام نہ پھیرے بلکہ اٹھ کر مزید دو رکعت پڑھے تب سلام پھیرے تاکہ چار رکعت عشاء کی مکمل ہو جائے۔

سوال: اگر مسجد میں آٹھ رکعت امام کے ساتھ تراویح پڑھ لئے تو کیا گھر آخر تہجد پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: ہاں، کوئی امام کے ساتھ تراویح پڑھ لے اور وہ بعد میں بھی قیام کرنا چاہے تو امام کے ساتھ وتر نہ پڑھے، پھر رات میں جس قدر قیام کرنا چاہے دو دو رکعت کرکے قیام اللیل کرے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور سب سے آخر میں وتر کی نماز پڑھے کیونکہ وتر رات کی آخری نماز ہے۔

سوال: کیا رمضان کے علاوہ بھی قیام اللیل میں مصحف سے دیکھ کر تلاوت کر سکتے ہیں؟

جواب: ہاں، رمضان کے علاوہ دیگر ماہ میں بھی قیام اللیل میں مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں تاہم افضل عمل بغیر قرآن دیکھے تہجد پڑھنا ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا معمول رہا ہے۔ بنا دیکھے پڑھنے میں خشوع وخضوع زیادہ ہوتا ہے۔

سوال: امام تراویح پڑھا رہا ہو تو پیچھے بغیر جماعت کے ہم الگ سے اپنی تراویح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جب مسجد میں امام تراویح پڑھا رہا ہو تو اس کو چھوڑ کر الگ سے تراویح پڑھنا صحیح نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اکیلے تراویح پڑھنے والے کو قرات کرنے اور اذکار پڑھنے میں امام کی قرات کی وجہ سے تشویش لاحق ہوگی، دوسری بات یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کا اجر ستائیس گنا زیادہ ہے وہ اجر نہیں ملے گا۔ امام کے ساتھ ہی تراویح پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہے اگر کوئی زیادہ اطمینان وسکون سے الگ سے تراویح پڑھنا چاہتا ہے تو اکیلے پڑھ سکتا ہے اس کے لئے وہ گھر میں یا امام سے الگ وقت میں مسجد میں پڑھے تاہم جماعت سے تراویح پڑھنا اجر کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔

سوال: ایک شخص تہجد کی نماز گھر پر مسلسل پڑھتا آرہا ہے، وہ رمضان میں کیا کرے لوگوں کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھے یا ویسے ہی گھر پر تہجد پڑھے اس کے لئے کیا بہتر ہے؟

جواب: جماعت سے نماز پڑھنے میں ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اس لئے ایسے شخص کو مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھنا چاہئے ،اس سے جماعت کا اجر بھی ملے گا اور مسلمانوں کی دعا میں بھی شامل ہونے کا موقع ملے گا تاہم اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی اکیلے گھر پر تراویح پڑھے ۔ نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام اکیلے اکیلے ہی رمضان میں قیام اللیل کرتے تھے ،آپ ﷺ نے صرف تین دن جماعت سے نماز پڑھایا ہے۔

سوال: ہمارے یہاں اہل حدیث کی کوئی مسجد نہیں ہے، دیوبندی کی مسجد ہے تو کیا اس کے ساتھ ہی بیس رکعت پڑھ لیں یا آٹھ پڑھ کر نکل جائیں؟

جواب: تراویح کی نماز نفل ہے اور جماعت سے پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے، اس نماز کو اکیلے گھر میں بھی پڑھ سکتے ہیں یا اگر چاہیں تو وہاں موجود جتنے سلفی اخوان ہیں ایک جگہ جمع ہو کر جماعت سے پڑھیں اور احناف کی مسجد میں پڑھتے ہیں تو آٹھ پڑھ کر بھی نکل سکتے ہیں تاہم ان کے یہاں نماز میں خشوع و خضوع نہیں ہوتا ساتھ ہی نماز کی ادائیگی کا طریقہ بھی سنت کے مخالف ہوتا ہے، رکوع و سجود کی ادائیگی کا حق نہیں ادا کیا جاتا۔

سوال: کیا تراویح کی نماز میں ہر تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء استفتاح پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ احناف وغیرہ کا موقف ہے کہ تراویح کی ساری رکعت ایک ہی نماز ہے؟

جواب: تراویح کی دو دو رکعت کی ہر پہلی رکعت میں استفتاح پڑھنا جائز ہے اس لئے پڑھ سکتے ہیں اور چھوٹ جائے یا چھوڑ دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے، نبی ﷺ سے قیام اللیل میں مختلف قسم کی دعائے استفتاح پڑھنا ثابت ہے مگر اس کا ثبوت نہیں ہے کہ ہر دو رکعت پر پڑھتے، غالب گمان یہ ہے کہ شروع میں ہی پڑھتے اس لئے شروع میں ہی نبی ﷺ سے منقول قیام اللیل کی کوئی دعائے استفتاح پڑھ لیتے ہیں کافی ہے اور چھوٹ جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ، صحیح بخاری میں مذکور ہے: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

كان النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم إذا قام منَ الليلِ يتهَجَّدُ قال : اللهم لك الحمد، أنت نور السموات والأرض ومن فيهن،.....(صحيح البخاري:1120)

ترجمہ: نبی ﷺ جب رات کے وقت تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اللھم لک الحمد، أنت نور السموات والأرض ومن فیھن،،،،،

سوال: کیا تراویح پڑھنا مرد وعورت دونوں پر واجب ہے اور بغیر تراویح پڑھے روزہ نہیں ہوتا؟

جواب: تراویح مرد اور عورت دونوں کے حق میں سنت ہے، فرض نہیں ہے۔اس لئے اگر کوئی تراویح نہ پڑھے صرف روزہ رکھے تو اس کا روزہ اپنی جگہ صحیح ہے۔ چونکہ رمضان بہت خیر کا مہینہ ہے، یہ دوبارہ ایک سال کے بعد ہی آئے گا، اور یہ مہینہ نیکی کمانے کے لئے آیا ہے اس لئے افضل ہے کہ تراویح بھی پڑھیں، تلاوت بھی کریں، صدقہ وخیرات بھی کریں، توبہ واستغفار بھی کریں، غرض یہ کہ ہر قسم کی عبادات زیادہ سے زیادہ کریں تاکہ اس ماہ مبارک کی خیر وبرکت کثرت سے حاصل ہو۔سال بھر ہم نے گناہ کیا ہے ان کی معافی تلافی کا بہترین مہینہ ہے، اس ماہ میں ہر طرح سے عبادت کرکے رب کو راضی کرلیں اور اپنی مغفرت کروالیں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں دوری ہو اس کے لئے جس نے رمضان پایااور وہ نہیں بخشا گیا۔ (صحیح الترغیب:1677)

سوال: نقشبندی کی مسجد میں یعنی روحانی مرکز میں نماز، جمعہ، تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: شاید آپ کا سوال خانقاہ/آستانہ کے بارے میں ہے تو عرض ہے کہ یہ صوفیت کی آماجگاہ ہے،ایسی جگہوں پر اسلام نہیں صوفیت کی تعلیم دی جاتی ہے، رمضان میں عموما یہاں شبینہ تراویح ہوتی ہے جو قیام اللیل کا مذاق ہے، قرآن کے ساتھ کھلواڑ ہے۔اللہ نے قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور نماز کو سکون واطمینان سے ادا کرنے کو کہا ہے۔یہ صوفیت کی جگہ ہے۔ نقشبندی یہ چار مشہور صوفی سلسلوں میں سے ایک سلسلہ ہے۔صوفیت کی تعلیم اسلام مخالف ہے، آپ اس جگہ سے بھی اور ایسے لوگوں سے بھی دور رہیں جو صوفیت کی تعلیم دیتے ہیں۔

سوال: کیا کوئی عورت بیٹھ کر تراویح کی امامت کرا سکتی ہے اور باقی لوگ کھڑے ہوکر نماز پڑھیں گے؟

جواب: بہتر وافضل تو یہی ہے کہ جو صحت مند ہو وہی امام بنے اور کھڑے ہوکر امامت کرائے لیکن مجبوری میں کوئی دوسرا آدمی جسے بیٹھ کر امامت کرنے کی مجبوری ہو بیٹھ کر امامت کرا سکتا ہے۔اس میں ایک دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کیسے کھڑا ہو، اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ مقتدی کھڑے ہوکر

نماز پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھے۔ دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے تاہم مقتدی کھڑے ہو کر بھی پڑھے تو جائز ہے۔

سوال: ایک ویڈیو میں جاوید غامدی کہتے ہیں کہ تراویح سرے سے کوئی نماز نہیں ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: ہاں میں نے وہ ویڈیو دیکھی ہے اس ویڈیو پہ عنوان لگایا ہے کہ تراویح کوئی نماز ہی نہیں ہے، اور غامدی صاحب کا یہی نظریہ ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے بھی ہیں کہ تراویح سرے سے کوئی نماز نہیں ہے۔ غامدی صاحب کی اس حقیقت کو جاننے کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت دیکھتے ہیں اور پھر غور کرتے ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک بہت مشہور حدیث جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی عبادت رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں تھی۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ کی کتاب اور باب دیکھیں۔

آپ ذکر کرتے ہیں **"كتَاب صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ"** یعنی کتاب: نماز تراویح پڑھنے کے بیان میں، اس پر باب قائم کرتے ہیں ""

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ"

یعنی باب: رمضان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت کے بیان میں۔ آپ دیکھیں کہ کتاب ہے تراویح کے بارے میں اور باب ہے قیام اللیل کے بارے میں۔ گویا تراویح اور تہجد دونوں ایک ہی نماز ہے۔ رمضان میں اسی کو تراویح کہہ دیا جاتا ہے۔ حدیث کے معاملہ میں امام بخاریؒ کے سامنے جاوید غامدی کی کیا حیثیت ہے؟ دراصل غامدی صاحب بہت ہی گمراہ انسان ہیں، یہ دین کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، یہ سلف صالحین کی فہم کے مطابق دین نہیں سمجھتے ہیں اس لئے یہ متعدد احادیث کا انکار بھی کرتے ہیں، قرآن وحدیث میں من مانی تاویل کرتے ہیں اور دین کو اپنی خاص عقل و فہم سے دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر داڑھی رکھنے کو رسول اللہ ﷺ کا حکم نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ کا اپنا شعار تھا، کوئی رکھے، کوئی نہ رکھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ معروف و منکر کا تعین فطرت کرتی ہے یعنی انسان اپنی عقل سے معروف اور منکر کو طے کرے گا، عورت مردوں کی امامت کر سکتی ہے، غیر مسلم مسلمانوں کا وارث ہو سکتا ہے، سور کی چربی اور کھال وغیرہ کی تجارت جائز ہے، عورت کے لئے دوپٹہ شرعی حکم نہیں، عیسی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، موسیقی اور گانا بجانا جائز ہے، زکوۃ کا نصاب متعین نہیں ہے، شراب نوشی کی کوئی حد نہیں ہے اور جہاد

کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔اس طرح ان کی بڑی بڑی گمراہیاں ہیں۔لہذا ایک مسلمان کو غامدی فکر سے ہوشیار رہنا چاہئے بلکہ میں کہتا ہوں کہ ایک عام آدمی کو ان کے بیانات بالکل بھی نہیں سننا چاہئے، یہ زبان واسلوب کے اعتبار سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر سکتا ہے۔

سوال: امام کے پیچھے اگر تراویح پڑھ رہے ہیں تو کیا ہمیں بھی سورۃ الفاتحہ الگ سے پڑھنی ہے یا خاموش رہنا چاہیے اور امام جو سورۃ فاتحہ پڑھ رہے ہیں اسکو ہی سنا جائے تو کافی ہوگا؟

جواب: سورہ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے، اس کو پڑھے بغیر نماز نہیں ہوگی حتی کہ اگر کسی رکعت میں یہ چھوٹ گئی تو وہ رکعت ہی شمار نہیں ہوگی اور پوری رکعات میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی تو پوری نماز نہیں ہوگی اس لئے امام، منفرد، مقتدی سب کو سورہ فاتحہ لازما پڑھنا ہے خواہ وہ نماز سری ہو یا جہری اور وہ نماز فرض ہو یا سنت ہو یا تراویح ہو۔امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔امام سے پہلے پڑھ لیں یا امام کے ساتھ ساتھ وقفہ میں پڑھیں یا امام کے پڑھنے کے بعد سکتہ میں پڑھیں، ان میں سے حسب سہولت کوئی صورت اپنا سکتے ہیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے، اہم بات یہی ہے کہ مقتدی کو بھی نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا ہے۔

سوال: سری تلاوت قرآن کر سکتے ہیں کہ نہیں نیز تراویح کے بعد رات میں نفلی نماز پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں براہ کرم جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں؟

جواب: جیسے سری نماز میں سری تلاوت کرتے ہیں اسی طرح عام حالت میں بھی سری تلاوت کر سکتے ہیں تاہم تلاوت کے لئے ہونٹ ہلنا چاہئے یعنی معلوم ہو کہ تلاوت کی جارہی ہے۔اور تراویح کے بعد رات میں نفلی نماز ادا کر سکتے ہیں۔جب آپ کو تراویح کے بعد رات میں پھر سے نفل پڑھنے کا ارادہ ہو تو تراویح کے بعد وتر نہ پڑھیں، جب دوبارہ رات میں نفل پڑھیں تو سب سے آخر میں وتر ادا کریں کیونکہ وتر رات کی سب سے آخری نماز ہے۔

سوال: کیا قیام اللیل میں کوئی خاتون دوسری خواتین کو موبائل سے باجماعت نماز پڑھا سکتی ہے؟

جواب: تراویح کی نماز میں جس کو قرآن زیادہ یاد نہ ہو وہ قرآن دیکھ کر تلاوت کر سکتا ہے، عورت بھی ضرورت پڑنے پر تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھ سکتی ہے، نماز میں موبائل سے دیکھ کر قرآن پڑھنا صحیح نہیں ہے، مصحف سے ہی

پڑھنا بہتر ہے کیونکہ موبائل تو ایک ڈیوائس ہے، یہ مصحف کے حکم میں نہیں ہے اور پھر اس میں متعدد چیزیں اور مختلف اپلیکیشنز ہوتی ہیں جن پہ نوٹیفیکیشنز آتی رہتی ہیں اس سے دھیان ادھر ادھر جائے گا اس لئے کسی عورت کو دوسری عورتوں کی جماعت کرانی ہو اور اسے زیادہ قرآن یاد نہ ہو تو وہ مصحف سے دیکھ کر پڑھے۔

سوال: خواتین مسجد میں عشاء کے بعد تراویح پڑھتی ہیں اور نصف شب میں بھی مقنطرین کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے لمبی نماز حسب سہولت کبھی چار تو کبھی چھ رکعت پڑھتی ہیں، سوال یہ ہے کہ عورتیں اس طرح قیام کر سکتی ہیں کیا ان کو اجر ملے گا؟

جواب: فرض نماز کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے یعنی رات کی نفلی نماز، اس لئے کوئی عورت رات کو کثرت سے قیام اللیل کرتی ہے، خشوع وخضوع کے ساتھ اور انتہائی سکون سے قرات، قیام، رکوع وسجود کرتی ہے تو یہ بڑے اجر کا کام ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من قامَ بعشرِ آياتٍ لم يُكتب منَ الغافلينَ ومن قامَ بمائةِ آيةٍ كتبَ منَ القانتينَ ومن قامَ بألفِ آيةٍ كتبَ منَ المقنطرينَ(صحيح أبي داود:1398)

ترجمہ: جس شخص نے دس آیتوں سے قیام کیا وہ غافلوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور جو سو آیتوں سے قیام کرے وہ « قانتین » (عابدین) میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو ہزار آیتوں سے قیام کرے وہ « مقنطرین » (بے انتہا ثواب جمع کرنے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔

اس حدیث میں رات کی عبادت کے مختلف درجات بتائے گئے ہیں۔ ان میں ایک درجہ مقنطرین کا ہے۔ یہ قنطار سے بنا ہوا ہے۔ سورہ نساء میں یہ لفظ وارد ہے، اس سے مراد کثیر مال اور خزانے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کوئی رات کے قیام میں ہزار آیات کی تلاوت کرے گا تو جس قدر اس کی قرات لمبی ہوگی، نماز میں خشوع وخضوع ہوگا، سکون اور اعتدال ہوگا اسی قدر قنطار (بے پناہ) جیسا اجر ملے گا۔

اس لئے کوئی عورت تراویح پڑھ کر پھر سے رات میں مذکورہ حدیث کا اجر حاصل کرنے کی غرض سے اٹھتی ہیں اور حسب سہولت رکعات ادا کرتی ہیں اور اللہ سے اجر کی امید کرتی ہیں، یہ بہتر اور فضل والا کام ہے۔اور عورت نے پہلے جو تراویح کی نماز پڑھی ہے وہ بھی قیام اللیل ہی ہے، مذکورہ حدیث تراویح کو بھی شامل ہے۔

سوال: امام کے ساتھ پوری نماز پڑھنے سے ساری رات عبادت کا اجر ملتا ہے تو کبھی کسی کی کچھ رکعت رہ جاتی ہے تو کیا اس کو یہ اجر نہیں ملے گا؟

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ اسلام نے ہمارے لئے اجر و ثواب کے ایک سے ایک دروازے کھولے ہیں، اگر کسی ایک موقع سے ہمیں کوئی خاص اجر نہ ملے تو دوسرے متعدد دروازے کھلے ہیں جہاں سے بے پناہ اجر وثواب لے سکتے ہیں ۔ معمولی معمولی اذکار پڑھ کر جنت کے درجات بلند کر سکتے ہیں اور وہاں درخت لگا سکتے ہیں اس لئے ہمیں قطعا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہماری نیت کسی اجر کے حاصل کرنے کی ہو اور اس کے لئے کوشش بھی کریں مگر کسی عذر کی وجہ سے وہ عمل انجام نہ دے سکیں تو اللہ صرف نیت سے اس کا اجر ہمیں عطا فرمادیتا ہے۔تیسری بات جو اصل سوال سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ جو امام کے ساتھ شروع سے آخر تک قیام کرے گا اس کو حدیث میں مذکور خاص فضیلت حاصل ہوگی۔جو اس خاص فضیلت کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس کے لئے پوری کرشش کرے اور اول وقت میں مسجد میں حاضر ہو اور آخری وقت تک نماز میں شامل رہے۔

سوال: جب تراویح اور قیام اللیل ایک ہی ہے تو رمضان میں عشاء کے بعد کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب: تراویح اور قیام اللیل دونوں ایک ہی عبادت کے مختلف نام ہیں اور قیام اللیل جسے عموما رمضان میں تراویح سے موسوم کرتے ہیں، اس کی ادائیگی کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر فجر تک ہے، عشاء اور فجر کے درمیان کسی بھی وقت اس کو ادا کر سکتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ رمضان کا مہینہ ہے تو عشاء کے بعد ہی قیام کر سکتے ہیں؟ نہیں، آپ رمضان میں بھی فجر سے پہلے کسی بھی وقت ادا کر سکتے ہیں ۔ رمضان میں عشاء کے بعد قیام اللیل کی وجہ یہ ہے کہ محلے کے سارے لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں، اگر قیام اللیل کو رات کے آخری پہر میں ادا کیا جائے تو اس میں محلے کے کچھ ہی لوگ شامل ہو سکتے ہیں، اکثر لوگ سوئے رہیں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں عشاء کے فورا بعد ہی

تراویح پڑھ لی جاتی ہے۔اور نبی ﷺ نے اول وقت، درمیانی وقت اور آخر رات، تینوں وقت میں قیام اللیل کیا ہے اور آپ ﷺ سال بھر قیام کرتے تھے جس میں گیارہ رکعت ادا کرتے، رمضان میں بھی گیارہ رکعت ادا کرتے۔ نبی ﷺ کے سال بھر کا قیام، قیام اللیل ہے تو رمضان کا قیام، قیام اللیل کیوں نہیں ہے؟ آپ ﷺ رمضان میں تراویح اور قیام اللیل الگ الگ نہیں کرتے تھے۔ اور رمضان میں تراویح کی فضیلت سے متعلق جو احادیث آتی ہیں وہ سب قیام اللیل کے بارے میں ہیں جیسے یہ حدیث: من قام رمضان ایمان واحتسابا۔۔۔الخ یعنی جو رمضان میں ایمان واجر کی نیت سے قیام کرے۔۔یہ حدیث بھی بتاتی ہے کہ رمضان میں جو تراویح پڑھتے ہیں وہ قیام اللیل ہی ہے۔

سوال: عشاء کے ساتھ چار رکعات نفل ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کا اجر کیا تہجد میں نوافل پڑھنے سے بھی زیادہ ہے؟ فضیلت کس کی زیادہ ہے عشاء پڑھ کر دو سنتیں ادا کرکے رات کے پچھلے پہر تہجد پڑھنا یا عشاء کے بعد چار رکعات نفل پڑھنا؟

جواب: تہجد کی نماز نبی ﷺ سے متعدد احادیث سے ثابت ہیں اس لئے تہجد کے افضل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو چار رکعت والی نماز ہے وہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے، صحابہ کے آثار سے منقول ہے، یہ بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کی بھی اپنی جگہ فضیلت ہے اور کوئی یہ بھی عشاء کے بعد پڑھ لے اور رات میں مزید تہجد کی بھی نماز پڑھے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔رات کی نفل نماز میں وسعت ہے جس قدر چاہیں پڑھیں۔

سوال: غیر مسلم محلے میں چند مسلمان رہتے ہوں، وہاں کوئی مسجد نہ ہو تو کیا کسی گھر کو مخصوص کرکے وہاں لوگ جمع ہو کر اور ایک حافظ رکھ کر تراویح کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جی، بالکل پڑھ سکتے ہیں، جو چند مسلمان کسی غیر مسلم محلے میں رہتے ہیں وہ اپنے محلے میں کوئی مناسب جگہ نماز کے لئے مخصوص کرلیں اور کسی حافظ قرآن کو رکھ کر ایک ساتھ تراویح پڑھیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے تاہم بہتر ہے کہ ایک مصلی قائم کیا جائے تاکہ وہاں پنج وقتہ نماز بھی پڑھی جائے اور تراویح بھی پڑھی جائے، صرف تراویح کے لئے جماعت بنائی جائے اور بقیہ نمازوں کے لئے جماعت نہ ہو صحیح نہیں ہے کیونکہ تراویح تو نفل نماز ہے جس کے لئے جماعت بھی ضروری نہیں ہے اکیلے بھی پڑھ سکتے لیکن پانچ اوقات کی نمازیں تو فرض ہیں اور ان کو جماعت سے ادا

کرنا بھی فرض ہے اس لئے اگر اس جگہ کے مسلمان مسجد تعمیر نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم مصلی قائم کر لیں جہاں پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام ہو نیز یہ بھی خیال میں رکھیں کہ آج کل ہندوستان کے حالات خراب ہیں اس لئے نماز پڑھنے کے واسطے بالکل مناسب جگہ منتخب کریں۔

سوال: تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہے اور وتر تین رکعت ہے، یہ ہم کو پتہ ہے لیکن جو لوگ بیس رکعت پڑھتے ہیں کیا ان کو گناہ ہو گا؟

جواب: تراویح نفلی عبادت ہے، کم یا زیادہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کوئی ساری رات پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کوئی بیس رکعت یہ سمجھ کر نہ پڑھے کہ بیس رکعت تراویح نبی ﷺ کی سنت ہے، ایسی صورت میں سنت کا مخالف مانا جائے گا اور بہت سارے نصوص میں سنت کی خلاف ورزی پہ وعید آئی ہوئی ہے۔ نفلی عبادت کی حیثیت سے کم زیادہ پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم بیس رکعت متعین کر کے اس کو سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں تو اس میں حرج ہے کیونکہ آپ نے وہ چیز سنت مان لی ہے جو سنت نہیں ہے اس پر گناہ ملے گا، اس کو مثال سے یوں سمجھیں کہ کوئی عید کی دو رکعت کو چار رکعت سنت سمجھ کر پڑھے تو اس کی نماز ہی نہیں ہو گی بلکہ الٹا اسے سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ ملے گا۔

سوال: تراویح کی ہر طاق رکعت کے آغاز میں ثناء، تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر نماز کی پہلی رکعت میں ثنا پڑھنا مستحب و مسنون ہے اور چھوٹ جائے تو اس سے نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور سورہ فاتحہ سے قبل تعوذ و بسملہ کہنا ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور جب سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت، ابتداء سے پڑھیں گے تو سورت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ہے لیکن ابتدائے سورت سے قرات شروع نہ کریں، درمیان سورت سے قرات شروع کریں تو پھر بسم اللہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور تعوذ صرف ابتدائے نماز کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل ہو گا، تراویح کی بعد والی رکعتوں میں تعوذ نہیں کرنا ہے۔

سوال: ایک آدمی امام کے ساتھ تراویح پڑھتا ہے مگر وہ وتر چھوڑ دیتا ہے اس نیت سے کہ رات میں مزید کچھ نفلی عبادات کر سکے ایسے میں سوال یہ ہے کہ کیا وہ آدمی اس حدیث کے مطابق (مَنْ قَامَ مَعَ الإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ) پوری رات عبادت کرنے کا ثواب پا سکتا ہے؟

جواب: مذکورہ حدیث کی فضیلت اس صورت میں حاصل ہوگی جب کوئی امام کے ساتھ آخری وقت تک نماز میں شامل رہے، جو امام کے ساتھ تراویح نہیں پڑھتا ہے خواہ اس کی نیت کچھ بھی ہو اسے مذکورہ حدیث کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ جو شخص حدیث میں مذکور فضیلت کو حاصل کرنا چاہے وہ امام کے ساتھ آخر تک نماز میں شامل رہے، امام وتر پڑھائے تو وہ وتر بھی پڑھے۔ ایسا شخص جو امام کے ساتھ وتر پڑھ لیا ہے اگر کبھی رات میں اٹھ کر دوبارہ قیام کرتا ہے تو اس میں حرج نہیں ہے، بس وہ دوبارہ وتر نہ پڑھے۔ یا چاہے تو امام کے ساتھ وتر پڑھتے ہوئے اس کو جفت بنا لے یعنی جب امام سلام پھیرے تو وہ اٹھ کر مزید ایک رکعت ادا کرلے اس طرح اس کی نماز وتر نہیں ہوگی۔ بعد میں جب دوبارہ قیام کرے تو آخر میں وتر پڑھ لے۔

سوال: اگر عورتیں ایک جگہ جمع ہو کر تراویح کی نماز پڑھیں اور قرآن سے دیکھ کر نماز پڑھیں اور پھر نماز بعد ترجمہ پڑھیں تو درست ہے؟

جواب: نماز پڑھانے والا مرد یا نماز پڑھانے والی عورت مجبوری میں تراویح کی نماز میں قرآن دیکھ کر تلاوت کر سکتے ہیں اور عورتیں بھی ایک جگہ جمع ہو کر تراویح پڑھنا چاہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ان کا امام قرآن سے دیکھ کر تراویح پڑھائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے اور تراویح کے بعد ترجمہ قرآن ہو یا تفسیر ہو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کیا تراویح کے ساتھ فرض ملا سکتے ہیں اس کو مع دلیل واضح کریں؟

جواب: اگر کسی کی عشاء کی جماعت چھوٹ گئی ہو اور وہ تراویح کے وقت مسجد پہنچتا ہے تو عشاء کی نماز کی نیت کر کے تراویح میں شامل ہو سکتا ہے، اس کی دلیل امام بخاری: (6106) اور مسلم: (456) کی روایت ہے، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے اور پھر اپنے قبیلے میں واپس جا کر انہیں عشاء کی نماز پڑھاتے۔ گویا حضرت معاذ پہلے عشاء پڑھ ہو چکے ہوتے تھے، بعد میں اپنے قبیلہ کی

جماعت کراتے تو ان کے حق میں یہ نماز نفل ہوتی اور قبیلہ والوں کے حق میں عشاء کی فرض نماز ہوتی۔اس طرح امام کی نماز کی نیت الگ ہو اور مقتدی کی نیت الگ نماز کی ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: قرآن تراویح کے دن وتر کی نماز میں یا تراویح کے بعد اجتماعی دعا کروا سکتے ہیں اور کیا مختصراً اس دن وعظ و نصیحت بھی کی جاسکتی ہے کیوں کہ اس جگہ حافظ کے کچھ گھر والے اور میرے گھر کے بھی کچھ لوگ ہوتے ہیں اور اس جگہ دعوت (کھانے) کا اہتمام نہیں کیا جاتا؟

جواب: قرآن تراویح جس کو بعض لوگ سورہ تراویح بھی کہتے ہیں یعنی قرآن کی مختلف جگہوں سے سورتوں کی تلاوت کرکے تراویح پڑھنا۔آپ کا سوال ہے کہ جب سورہ تراویح کا اختتام ہو تو اس وقت اجتماعی دعا اور وعظ کرنا کیسا ہے۔آپ جب وتر کی نماز پڑھتے ہیں تو اس میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں، یہ دعا ہی ہے، مختصر ہے لیکن یہ دعا ہی ہے ۔یہی دعا تراویح میں شامل افراد کے لئے کافی ہے۔ اور وتر کے بعد معمولی وعظ کی جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بغیر تعین کے کسی بھی وقت وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے، جو وعظ و نصیحت کرے اسے چاہئے کہ وعظ کے آخر میں سب کی خیر و بھلائی اور رمضان کی عبادات کی مقبولیت کے لئے اللہ سے دعا کردے، واعظ کی دعاؤں پر شریک مجلس آمین آمین کہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن الگ سے اجتماعی دعا نہ کرے کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے۔

سوال: کسی نے تراویح پڑھاتے ہوئے غلطی سے ایک رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب کیا کرے، وہ الگ سے دو رکعت پڑھے یا ایک پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرنا ہوگا تو کب سلام سے پہلے یا بعد میں؟

جواب: تراویح دو دو رکعت پڑھنا ہے، اگر کسی نے بھول سے ایک رکعت پر سلام پھیر دیا تو اٹھ کر پھر سے دوسری رکعت پڑھے یعنی امام دو رکعت نہیں پڑھے گا، صرف ایک رکعت پڑھے گا کیونکہ ایک رکعت پہلے پڑھ چکا ہے اور سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے۔

سوال: تراویح میں جو سورتیں ہم پہلے پڑھ چکے ہیں کیا ان سورتوں کو بعد میں مزید نوافل کی ادائیگی کے وقت پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی آدمی تراویح میں جو سورتیں پڑھا ہو وہی سورتیں بعد میں مزید نوافل پڑھتے بھی پڑھے۔ قرآن کی قرات کے سلسلے میں اللہ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ تمہارے لئے جو پڑھنا آسان ہو وہ پڑھا کرو۔

سوال: تہجد کی کم سے کم کتنی رکعت ہے، اور فرض و تہجد میں کتنا فاصلہ ہونا چاہئے اور لگاتار اسے پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: تہجد میں کم سے کم کی یا زیادہ سے زیادہ کی کوئی تحدید نہیں ہے تاہم نبی ﷺ تہجد کی گیارہ رکعات پورے سال پڑھا کرتے تھے، یہی مسنون رکعات ہیں، نبی ﷺ کی اتباع میں ہمیں اسی پر عمل کرنا چاہیے تاہم کوئی کبھی اس سے کم پڑھ لیتا ہے یا کبھی زیادہ بھی پڑھ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور رہا تہجد کا وقت تو عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک ہے، اس درمیان کبھی بھی تہجد پڑھ سکتے ہیں۔ اور تہجد نفل ہے، یہ ضروری نماز نہیں ہے، کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی چھوڑ دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور آپ اسے مسلسل پڑھتے ہیں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کیا فجر کی اذان کے بعد تہجد پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: تہجد کی نماز کا وقت فجر کی اذان سے پہلے تک ہوتا ہے، جب فجر کی اذان ہو جائے تو اب تہجد نہیں پڑھنا ہے کیونکہ اس کا وقت ختم ہو چکا ہے، اب فجر کی سنت اور فرض پڑھیں۔ جو کوئی ہمیشہ تہجد پڑھتا تھا مگر کبھی رات میں تہجد نہ پڑھ سکا اور دن میں اس کی قضا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اس صورت میں جفت رکعات پڑھے گا یعنی گیارہ رکعت پڑھتا تھا تو بارہ رکعت پڑھے گا اور یہ قضا کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ تہجد نفلی عبادت ہے، کبھی چھوٹ جائے تو حرج نہیں ہے۔

سوال: رمضان میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا کیا یہ صحابہ یا ان کے بعد والوں سے ثابت ہے؟

جواب: رمضان ہو یا غیر رمضان نبی ﷺ اکثر وبیشتر آٹھ رکعت ہی پڑھا کرتے اور ساتھ ہی تین رکعت وتر بھی پڑھتے، مکمل گیارہ رکعت جیسا کہ صحیحین میں موجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے معلوم ہوتا ہے تاہم کوئی اس سے زائد بھی پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اس کی اجازت ہے۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہے، حسب سہولت وطاقت

جو جتنا چاہے دو دو کر کے رات میں عبادت کر سکتا ہے، پھر آخر میں ایک وتر پڑھ لے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: صلاةُ اللیلِ مثنی مثنی، فإذا خشي أحدُكم الصبحَ صلی ركعةً واحدةً، توتِرُ له ما قد صلی. (صحيح البخاري: 990 و صحيح مسلم: 749)

ترجمہ: رات کی نماز دو دو رکعت ہے، اور اگر تم میں کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو، اور وہ ایک رکعت پڑھ لے، تو یہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کے لئے وتر ہو جائیگی۔

حدیث رسول آجانے کے بعد کسی صحابی یا تابعی کے قول وفعل کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

سوال: حنفی حضرات تراویح اور تہجد میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تراویح عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے اور تہجد اخیر رات میں نیند سے اٹھنے کے بعد پڑھی جاتی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: احناف کا یہ فرق کرنا بے دلیل اور باطل موقف ہے، میں آپ کو دلائل سے سمجھاتا ہوں کہ تراویح اور تہجد دونوں ایک ہی نماز ہے، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مندرجہ کچھ دلائل ذکر کرتا ہوں جن سے ایک سطحی ذہن کا آدمی بھی یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں ایک ہی نماز ہے۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے تو انہوں نے بتلایا:

مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً (صحيح البخاری: 2013)

ترجمہ: رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے، اس حدیث پر امام بخاریؒ نے "کتاب صلاۃ التراویح" قائم کیا اور "باب فضل من قام رمضان" لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے کتاب کے ذریعہ بتلایا کہ گیارہ رکعت رسول اللہ کی نماز تراویح تھی اور باب قائم کر کے اسی نماز کے بارے میں بتلایا کہ یہی نماز قیام اللیل بھی ہے۔ اسی حدیث کا امام بخاری نے دوسری جگہ (1147) پر درج کیا ہے اور وہاں کتاب التہجد قائم کیا ہے گویا امام بخاری نے رسول اللہ کی گیارہ

رکعت والی نماز کو تراویح اور قیام اللیل کے ساتھ تہجد بھی کہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ تراویح، قیام اللیل اور تہجد تینوں ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔

(2) نبی ﷺ تو عمر بھر قیام اللیل کرتے تھے لیکن رمضان میں صحابہ کرام کو تین دن جماعت سے گیارہ رکعت یہی نماز بشمول وتر پڑھائی۔ متعدد صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل باجماعت کو بیان کیا ہے ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے آپ نے وہی معمول والی تہجد کی نماز صحابہ کو گیارہ رکعت پڑھائی جو رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں آپ پڑھا کرتے تھے جس کا ذکر صحیح بخاری (2012) میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ (رمضان کی) نصف شب میں مسجد تشریف لے گئے اور وہاں نماز پڑھی۔ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے"۔ یہ حدیث امام بخاری مذکورہ بالا کتاب التراویح کے تحت ذکر کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جو یہ نماز صحابہ کو جماعت سے پڑھائی اس میں قیام اللیل کا بھی ذکر ہے چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث کے ابتدائی الفاظ دیکھیں:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: "صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ(ابوداؤد:1375، صححه البانی)

ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ نے مہینے کی کسی رات میں بھی ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا یہاں تک کہ (مہینے کی) سات راتیں رہ گئیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام کیا رات کو یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی۔

اس حدیث میں مزید یہ بات بھی ہے کہ آخری رات نبی ﷺ نے گھر والوں، عورتوں اور لوگوں کے ساتھ جماعت کرائی ہے جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی مسجد میں تراویح پڑھنے جا سکتی ہیں۔

نبی ﷺ نے قیام اللیل کی جو جماعت کروائی اس کی تعداد بھی صراحت کے ساتھ وہی آئی ہے جو سیدہ عائشہ نے رسول اللہ ﷺ کے قیام رمضان وغیر رمضان کے بارے میں ذکر فرمائی ہیں چنانچہ حدیث دیکھیں، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صلَّى بنا رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم في شهرِ رمضانَ ثمانِ ركعاتٍ, وأوتر (ابن خزیمہ: 1070، ابن حبان: 2409، معجم اوسط للطبرانی: 3733)۔

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے مہینے میں آٹھ رکعت نماز پڑھائی اور وتر کی بھی نماز پڑھائی۔ (شیخ البانی نے اس سند کو حسن لغیرہ کہا ہے، دیکھیں صلاۃ التراویح: 21)

رسول اللہ ﷺ کی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے سبھی مسلمان تراویح جماعت سے پڑھتے ہیں، اسی کو قیام اللیل کہا جاتا ہے۔ آپ نے الگ سے دوبارہ قیام اللیل یا تراویح کی نماز نہیں پڑھی ہے۔ اگر تراویح، قیام اللیل سے الگ کوئی نماز ہوتی تو نبی ﷺ ضرور پڑھتے اور امت کی رہنمائی کرتے، یہی وجہ ہے کہ اس بات کو سوچ کر متعدد علمائے احناف بھی مانتے ہیں کہ تہجد و تراویح دونوں ایک ہیں جیسے مشہور حنفی عالم انور شاہ کشمیری۔ آپ کسی حنفی سے رمضان میں تراویح کی فضیلت پہ کوئی حدیث پوچھیں تو آپ سے وہی احادیث بیان کریں گے جن میں قیام اللیل کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ان سے یہ سوال کریں کہ رسول اللہ نے جماعت سے تراویح پڑھی اس کا ثبوت پیش کرو تو آپ سے یہی قیام اللیل والی احادیث پیش کریں گے جن کو میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا جماعت سے قیام اللیل کرنے اور قیام اللیل کی فضیلت بتانے والی ساری احادیث بتارہی ہیں کہ تراویح بھی قیام اللیل ہی ہے۔

(3) قیام اللیل کے لئے سونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ احناف کا کہنا ہے، عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں، رمضان میں بھی عشاء کے بعد جو تراویح پڑھی جاتی ہے وہ قیام اللیل ہی ہے، اگر اسے قیام اللیل نہیں مانتے ہیں تو آپ تراویح کی فضیلت ثابت نہیں کر پائیں گے۔ صحابہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہی سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں جو نصف شب کے بعد صحابہ کو جماعت سے نماز پڑھائی وہ قیام اللیل ہے، اسی کا دوسرا نام تراویح ہے جس کو تہجد بھی کہتے ہیں چنانچہ ابوداؤد کی یہ حدیث دیکھیں:

عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ: زَارَنَا طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا وَأَفْطَرَ، ثُمَّ قَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَ بِنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدِهِ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا، فَقَالَ: أَوْتِرْ بِأَصْحَابِكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ". (ابو داؤد:1439)

ترجمہ: قیس بن طلق کہتے ہیں کہ طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان میں ایک دن ہمارے پاس آئے، شام تک رہے روزہ افطار کیا، پھر اس رات انہوں نے ہمارے ساتھ قیام اللیل کیا، ہمیں وتر پڑھائی پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی یہاں تک کہ جب صرف وتر باقی رہ گئی تو ایک شخص کو آگے بڑھایا اور کہا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ "ایک رات میں دو وتر نہیں"۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ بھی رمضان میں جماعت سے وہی نماز پڑھتے تھے جو نبی ﷺ نے جماعت سے صحابہ کو تین دن پڑھایا، بلکہ اس حدیث میں طلق بن علی رضی اللہ نے ایک رات میں دو الگ الگ جگہ لوگوں کو قیام اللیل کروایا جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی مرتبہ قیام اللیل عشاء کے بعد فوراً یا کچھ دیر بعد رہا ہو کیونکہ دو جگہ قیام اللیل کے لئے کافی وقت چاہئے، صحابہ کا قیام اللیل نبی ﷺ کی طرح لمبا رہتا ہوگا۔

ہم لوگ تراویح عشاء کے فوراً بعد لوگوں کی آسانی کے لئے پڑھتے ہیں تاکہ سبھی جماعت سے مل کر تراویح پڑھیں ورنہ قیام اللیل تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے، آپ چاہیں تو رمضان میں تراویح نصف شب میں یا نصف شب کے بعد پڑھیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی جماعت کروائی۔

وتر سے متعلق مسائل.................

سوال: مکہ میں رمضان میں وتر کی دعا لمبی کروانے کی کوئی دلیل ہے؟ کیا یہ قنوت نازلہ کہلاتی ہے؟

جواب: مکہ کی مسجد میں وتر میں جو دعا کی جاتی ہے وہ دعائے قنوت ہی ہے، قنوت نازلہ نہیں ہے۔اور رمضان میں عموما لمبی دعا اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے اور اس مہینے میں دعا قبول ہوتی ہے۔اس بابت بعض علماء نے دعائے قنوت میں زیادتی کو جائز کہا ہے تاہم افضل و بہتر یہی ہے کہ دعائے قنوت اسی طرح مانگی جائے جس طرح رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے،الگ سے اور اکیلے میں جس قدر چاہیں دعا کریں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: مجھے دعائے قنوت میں امام کے پیچھے بلند آواز سے آمین کہنے کی شریعت سے کوئی دلیل چاہئے؟

جواب: عنِ ابنِ عبَّاسٍ قالَ: قنتَ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ شَهرًا متتابعًا في الظُّهرِ والعصرِ والمغربِ والعشاءِ وصلاةِ الصُّبحِ في دبرِ كلِّ صلاةٍ إذا قالَ سمعَ اللَّهُ لمن حمدَهُ منَ الرَّكعةِ الآخرةِ يدعو على أحياءٍ من بني سُلَيمٍ على رِعلٍ وذَكوانَ وعُصيَّةَ ويؤمِّنُ مَن خلفَهُ(صحيح أبي داود:1443)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل ایک مہینہ تک ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد بنو سلیم کے قبائل رعل، ذکوان، عصیہ کے لیے بددعا کرتے اور لوگ آپ کے پیچھے آمین کہتے۔

قنوت نازلہ کی طرح قنوت وتر بھی دعا ہے،اس میں قنوت نازلہ کی طرح دعاؤں کا اضافہ کر سکتے ہیں لہذا جب امام زور سے دعائیں کرے تو مقتدی بلند آواز سے آمین کہے گا۔

سوال: وتر کے بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ رات میں ایک بار ہی پڑھ سکتے جیسے کل سب نے نماز پڑھ لی پھر تراویح پڑھی تو دوبارہ تو وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اگر وتر رہ جائے تو کیا اس کی قضا ادا کرنی چاہیے؟

جواب: وتر رات کی آخری نماز ہے اور ایک رات میں ایک مرتبہ ہی وتر پڑھنا ہے، کسی دن آپ نے ایک دفعہ وتر پڑھ لیا تھا اور دوبارہ رات میں قیام اللیل کرتے ہیں تو دوبارہ وتر نہیں پڑھیں گے کیونکہ آپ نے پہلے وتر ادا کرلی ہے تاہم کوشش یہی ہو کہ وتر سب سے آخر میں ادا کی جائے۔

وتر واجب نہیں ہے، کبھی چھوٹ جائے تو لازماً قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم کوئی دن میں اس کی قضا کرنا چاہے تو قضا کر سکتا ہے۔

سوال: اگر تہجد پڑھنی ہے تو تراویح کے ساتھ وتر پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: تہجد اور تراویح دونوں ایک ہی نماز کے الگ الگ نام ہیں۔ کوئی عشاء کے بعد تراویح پڑھے اور پھر رات میں اٹھ کر اسے مزید عبادت کرنی ہو تو عشاء کے وقت تراویح کے ساتھ وتر کی نماز نہ پڑھے، جب رات میں تہجد پڑھے اس وقت آخر میں وتر پڑھے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک صحابی طلاق بن علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے رات میں دو مرتبہ قیام اللیل کیا۔ دیکھیں: ابوداؤد: 1439، اسے شیخ البانی نے صحیح کہا ہے۔

سوال: اگر امام وتر کی نماز مغرب کی طرح پڑھائے تو کیا ہم اس کے ساتھ وتر پڑھ سکتے ہیں تاکہ امام کے ساتھ آخر تک نماز پڑھنے سے ساری رات قیام کا اجر ملے؟

جواب: تراویح نفل نماز ہے، اور یہ جماعت سے پڑھنا ضروری نہیں ہے تاہم جماعت سے پڑھنا اجر کے اعتبار سے بہتر ہے۔ جب پہلے سے معلوم ہو کہ فلاں امام وتر کو مغرب کی طرح پڑھائے گا اور اس امام کی اصلاح بھی ممکن نہیں تو ایسی مسجد میں تراویح پڑھیں جس میں امام سنت کے مطابق پوری تراویح پڑھائے کیونکہ وہاں تو صرف وتر کا مسئلہ نہیں ہے، تراویح بھی وہ بیس رکعت پڑھاتا ہوگا اور ان کی نمازوں میں بھی جلد بازی کے ساتھ سنت کے مطابق ادائیگی میں بھی نقص ہے۔ اگر قریب میں ایسی کوئی مسجد نہ ہو تو جہاں آپ رہتے ہیں اس جگہ چند افراد کو جمع کریں، افراد نہ ہوں تو گھر والوں کے ساتھ ہی سنت کے مطابق گیارہ رکعت تراویح ادا کریں، آپ میں سے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ تراویح پڑھائے اور زیادہ قرآن یاد نہ ہو تو قرآن دیکھ کر بھی تراویح پڑھ سکتے ہیں۔ تراویح کے لئے جماعت نہ بن سکے تو آپ اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں، جماعت سے ہی پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

سوال: وتر کی نماز باجماعت ادا نہ کریں تو کیا فرض نماز باجماعت ادا کرنے کا ثواب نہیں ملتا؟

جواب: فرض نماز الگ چیز ہے اور وتر نماز الگ چیز ہے بلکہ وتر تو رات کی سب سے آخری نماز ہے جو فجر کی نماز سے پہلے کسی بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آپ جماعت سے فرض نماز پڑھتے ہیں تو بلاشبہ آپ کو جماعت کا اجر ملے گا۔ جس کسی نے

آپ سے کہا کہ وتر جماعت سے نہیں پڑھتے تو جماعت کا اجر نہیں ملے گا اس نے غلط کہا ہے کیونکہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے ۔ ہم اور آپ رمضان کے علاوہ پورے سال بھر اکیلے وتر کی نماز پڑھتے ہیں تو کیا عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے پر جماعت کا ثواب نہیں ملتا ہے؟ بالکل ثواب ملتا ہے۔ یہاں ایک اور بات یہ جان لیں کہ ایک دوسری حدیث میں یہ آیا ہے کہ جو امام کے ساتھ فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہتا ہے اسے ساری رات قیام اللیل کا ثواب ملتا ہے۔ یہ ایک الگ حدیث ہے، اگر کوئی اس فضیلت کو حاصل کرنا چاہے تو تراویح کے بعد امام کے ساتھ وتر میں بھی شامل رہے۔

سوال: وتر کی جماعت ہورہی تھی، امام نے دو رکعت ادا کرلی تھی، اگر کوئی امام کے ساتھ وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہو تو وہ آخری رکعت ہی پڑھ کر سلام پھیر دے گا یا اسے تینوں رکعات مکمل کرنی ہوگی؟

جواب: ایسے شخص کو وتر میں شامل ہونے سے پہلے اسے پہلے نیت کرنی ہوگی کہ وہ کس نماز کی حیثیت سے اس میں شامل ہورہا ہے۔ اگر اس کی عشاء کی نماز باقی ہے تو عشاء کی نیت سے شامل ہو اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھنے کے بعد مزید الگ سے تین رکعت ادا کرے۔ جو وقت ہے اس سے معلوم بھی ہوتا ہے کہ اس کی عشاء کی نماز باقی ہوگی، اس طرح عشاء کی نیت سے نماز پڑھے۔ عشاء پڑھ چکا ہو تو پھر سنت ہے اور تراویح ہے پھر وتر ہے۔ کوئی آدمی عشاء اور سنت کو چھوڑ کر ڈائرکٹ وتر کی نیت نہیں کرے گا کیونکہ وتر رات کی آخری نماز ہے۔ بطور مثال اگر کوئی نماز عشاء اور سنت پڑھ چکا ہو اور تراویح نہ پڑھنا چاہتا ہو وتر ہی پڑھنا چاہتا ہو تو تین رکعت وتر کی نیت سے اس جماعت میں شامل ہو جائے، جب امام سلام پھیر دے تو اٹھ کر مزید دو رکعت اور ادا کرے۔ الغرض امام کی وتر والی نماز میں شامل ہونے کے لئے نیت کا اعتبار ہوگا جس نیت سے نماز میں شامل ہوگا اس طرح سے رکعات ادا کرے گا۔

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ حرمین اور دیگر مساجد میں وتر کی دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی جاتی ہے جبکہ ہم نے سنا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا اس وقت مانگنا ہے جب قنوت نازلہ پڑھنا ہے ایسے میں ایک عورت گھر میں وتر پڑھے تو دعا میں ہاتھ اٹھائے یا ہاتھ باندھے وتر کی دعا پڑھے؟

جواب: وتر کی دعا میں وسعت ہے، کبھی ہاتھ اٹھا کر بھی دعا مانگ سکتے ہیں، کبھی بغیر ہاتھ اٹھائے بھی دعا مانگ سکتے ہیں اور کبھی وتر کی دعا بھی چھوڑ سکتے ہیں، ان سب پر عمل کرنا جائز ہے۔ رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد دونوں صورت میں دعائے قنوت جائز ہے۔

یہ بات بھی صحیح ہے کہ قنوت نازلہ میں تو نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے مگر قنوت وتر میں آپ ﷺ سے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے تاہم اس بارے میں کچھ آثار ملتے ہیں بنابریں کوئی دعائے قنوت میں ہاتھ اٹھائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی بغیر ہاتھ اٹھائے دعائے قنوت پڑھے اس میں بھی حرج نہیں ہے۔اس معاملہ میں وسعت و گنجائش ہے۔

سوال: وتر کی نماز کی جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: وتر رات کی نفل نماز ہے اور نفل نماز جماعت سے پڑھنا مشروع ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت حذیفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے آپ ﷺ کے ساتھ رات کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے۔اور خصوصیت کے ساتھ یہ بھی مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے رمضان میں صحابہ کو جماعت سے قیام اللیل کروایا تو وتر بھی جماعت سے پڑھائی۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صلَّى بنا رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم في شهرِ رمضانَ ثمانِ ركعاتٍ, وأوتر (ابن خزیمہ: 1070، ابن حبان: 2409، معجم اوسط للطبرانی: 3733)۔

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے مہینے میں آٹھ رکعت نماز پڑھائی اور وتر کی بھی نماز پڑھائی۔(شیخ البانی نے اس سند کو حسن لغیرہ کہا ہے، دیکھیں صلاۃ التراویح: 21)

رمضان میں صحابہ سے بھی وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے طلق بن علی نے رات میں ایک جگہ لوگوں کو قیام اللیل کروایا تو وتر کے ساتھ قیام کیا، پھر اسی رات دوبارہ اپنی مسجد میں قیام اللیل کروایا تو انہوں نے خود وتر کی جماعت نہ کروائی کیونکہ وہ پہلے وتر پڑھ چکے دوسرے کو وتر کی جماعت کے لئے آگے بڑھایا۔اس لئے وتر کی نماز کو جماعت سے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاہم اہل علم کا یہ بھی کہنا ہے کہ رمضان میں وتر کی نماز جماعت سے ادا

کرنا مشروع ہے مگر غیر رمضان میں عام طور سے اس کی جماعت بنا کر نماز پڑھنا درست نہیں، کبھی کبھار پڑھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: وتر کی نماز کو جہرا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: وتر رات کی نماز ہے اور رات کی نماز اصلا جہری پڑھی جاتی ہے اس لئے وتر کو جہرا پڑھ سکتے ہیں تاہم اس کو سری طور پر پڑھتے ہیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: میں ایک مسجد میں امام ہوں وہاں لوگوں نے رمضان میں تراویح اور وتر کی نماز کے بعد جنازہ کی نماز پڑھی جبکہ حدیث میں وتر کو آخری نماز بنانے کا حکم ہے؟

جواب: صحیحین کی روایت سے ثابت ہے کہ رات کی آخری نماز وتر کو بنانا چاہئے لیکن نبی ﷺ سے وتر کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وتر کے بعد رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر دو رکعت ادا کیا کرتے تھے (مسلم: 738)، اور ایک صحابی طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک رات ایک جگہ لوگوں کو قیام اللیل کروایا اور وتر کی بھی نماز پڑھائی پھر اسی صحابی نے اپنی مسجد میں جا کر دوبارہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی اور وتر کے لئے دوسرے کو آگے بڑھایا کیونکہ پہلے وہ وتر پڑھ چکے تھے گویا اس صحابی نے وتر کے بعد بھی نماز ادا کی۔ (حوالہ کے لئے حدیث دیکھیں، ابوداؤد: 1439، اسے شیخ البانی نے صحیح کہا ہے)۔ اس لئے وتر کے بعد بھی نوافل یا دوسری نماز مثلا نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

اعتکاف سے متعلق مسائل..............

سوال: ایک عورت بیان کر رہی ہے کہ عورت مسجد بیت میں اعتکاف کرے گی، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: مسجد بیت کوئی مسجد نہیں ہوتی ہے۔ روئے زمین پر ایک مسجد کہلاتی ہے جو اللہ کے گھر کی نیت سے تعمیر کی جاتی ہے اور وہ اللہ کے لئے وقف ہوتی ہے جیسے مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایاہے کہ عورتوں کو مسجد جانے سے نہ روکو۔ اگر عورتوں کی مسجد گھر ہوتا یا مسجد بیت کی کوئی حقیقت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ عورتوں کو مسجد جانے سے نہ روکو۔ یہ مسجد کونسی ہے جس میں عورتوں کو جانے کی اجازت ہے یہ وہی مسجد ہے جس کی میں نے اوپر بات کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تمنعوا نساءَكمُ المساجدَ وبيوتُهنَّ خيرٌ لهنَّ (صحيح أبي داود: 567)

ترجمہ: اپنی عورتوں کو مساجد سے مت روکو مگر ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔

حدیث آپ کے سامنے ہے، اس میں ایک تو مسجد کا ذکر ہے دوسرا یہ کہ اس میں عورتوں کا گھر بھی مذکور ہے گویا مسجد الگ چیز ہے اور گھر الگ چیز ہے، دونوں الگ الگ ہے اس لئے عورتوں کا گھر مسجد نہیں۔ اور عورتوں کو بھی اعتکاف کے لئے مسجد ہی جانا ہوگا، گھر میں اعتکاف نہیں ہوگا۔

سوال: عورتیں گھر میں اعتکاف کیوں نہیں کر سکتیں، کیا مسجد جانا لازمی ہے؟

جواب: اللہ تعالی کا فرمان ہے: اور تم عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو (البقرۃ: 187)۔

اس آیت سے دلیل ملتی ہے کہ اعتکاف کی جگہ مسجد ہے لہذا مردوں کی طرح عورتیں بھی مسجد میں ہی اعتکاف کرے گی یہی وجہ ہے کہ ازواج مطہرات بھی مسجد میں ہی اعتکاف کیا کرتی تھیں اس لئے شریعت ہمارے لئے جو جگہ متعین کرے اسی کو صحیح مانا جائے گا، اپنی طرف سے ہم کوئی جگہ متعین نہیں کر سکتے ہیں گویا عورتیں گھر میں اعتکاف نہیں کریں گی کیونکہ اللہ نے اعتکاف کے لئے مسجد مقرر کیا ہے۔

سوال: اگر کسی عورت کو اعتکاف کے دوران حیض آجائے تو کیا وہ اعتکاف سے اٹھ سکتی ہے اور اگر اٹھ جائے تو کیا اس پر اس اعتکاف کی قضا واجب ہے؟

جواب: اعتکاف مسنون عبادت ہے، کوئی مرد یا عورت جو اعتکاف میں بیٹھے اور شرعی عذر کی وجہ سے اعتکاف ختم کرنا پڑے تو اس کے ذمہ کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ کوئی عورت اعتکاف میں بیٹھی ہو اور ماہواری شروع ہو جائے تو اس

سے آپ خود اعتکاف ختم ہو جائے گا اور عورت کو اعتکاف سے باہر آ جانا چاہئے اور اس پر کوئی قضا لازم نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی نے نذر کے طور پر اعتکاف مانی ہو تو بعد میں اس کو پورا کرنا لازم ہے۔

سوال: اعتکاف میں بیٹھنے کا درست وقت کیا ہے، بیس روزہ کو عصر کے وقت یا مغرب کے وقت؟

جواب: بیس رمضان کا جب سورج ڈوب جائے تو مسجد میں داخل ہونا ہے اور فجر کی نماز کے بعد اعتکاف والی جگہ پر چلے جانا ہے۔

سوال: اعتکاف کے دوران مکہ میں عمرہ اور مدینہ میں زیارت کے لیے جا سکتے ہیں؟

جواب: اعتکاف کی حالت میں عمرہ کرنا اور مسجد نبوی کی زیارت کے لئے جانا صحیح نہیں ہے، اس سے اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اعتکاف میں مسجد کی اپنی جگہ کو لازم پکڑنا ہے، وہیں قائم رہ کر اللہ کی بندگی کرنی ہے۔

سوال: اگر عورت عدت میں ہو تو اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہے؟

جواب: عدت والی عورت کو رسول اللہ ﷺ نے گھر کو لازم پکڑنے کا حکم دیا ہے اور اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے گھر میں نہیں اس لئے عدت کے دوران عورت گھر میں رہے، اعتکاف نہ کرے۔

سوال: میں اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہوں مگر مجھے حرم میں اعتکاف بیٹھنے کی تصریح نہیں ملی ایسے میں مجھے کیا کرنا چاہیے کیا بغیر تصریح کے اعتکاف بیٹھ جاؤں؟

جواب: اعتکاف کی تصریح نہیں ملی ہے تو حرم میں اعتکاف نہ کریں کیونکہ رمضان میں رش کی وجہ سے سکوریٹی سخت ہوتی ہے اور ادھر ادھر بیٹھنے والے کو بھگا دیتی ہے۔ تصریح نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے لئے اعتکاف کی کوئی جگہ مخصوص نہیں ہوگی ایسی صورت میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں ہے۔ اعتکاف کی ایک جگہ مخصوص ہوتی ہے۔ مسجد نبوی میں جب ازواج مطہرات اعتکاف میں بیٹھتیں تو ان سب کی الگ الگ جگہیں اور الگ الگ خیمے ہوتے، نبی ﷺ کے لئے مخصوص خیمہ ہوتا۔ بہر کیف ! میرا مشورہ ہے اعتکاف نہ کریں، جب جگہ متعین نہ ہو اور سکون نہ ہو، سکون سے عبادت نہ کر سکیں تو وہ اعتکاف نہیں ہے۔

سوال: کیا عورتیں اپنے گھروں میں نماز کی جگہ پر اعتکاف کر سکتی ہیں؟

جواب: عورت گھر میں اعتکاف نہیں کرے گی بلکہ عورت کا اعتکاف بھی مردوں کی طرح مسجد میں ہی ہوگا۔ عورت کو شوہر کی اجازت چاہئے اور مسجد میں عورتوں کے لئے مخصوص انتظام ہونا چاہئے تب عورت اعتکاف کرے ۔شوہر کی طرف سے اجازت نہ ملے یا مسجد میں عورتوں کے لئے مخصوص جگہ کا انتظام نہ ہو تو عورت اعتکاف نہ کرے۔

سوال: اگر عورت اعتکاف میں ہو اور شوہر کا انتقال ہو جائے تو ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر عورت اعتکاف میں تھی اور شوہر کا انتقال ہوگیا تو اس سے اعتکاف باطل نہیں ہوگا، وہ عورت اپنے اعتکاف میں بیٹھی رہے گی اور زینت ترک کردے گی اور اعتکاف مکمل کرکے جتنے دن بچتے ہیں عدت کے وہ شوہر کے گھر گزارے۔ اس مسئلہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ عورت اعتکاف چھوڑ دے اور شوہر کے گھر عدت گزارے تاہم یہ ضرور ہے کہ شوہر کی وفات سے اعتکاف باطل نہیں ہوگا اس لئے اگر عورت اعتکاف جاری رکھتی ہے تو اعتکاف صحیح ہوگا اور اعتکاف چھوڑ دیتی ہے تو اس میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال: میں اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہوں مگر اسی دوران میرے امتحانات بھی ہیں، کیا میں امتحان دینے کے لیے اعتکاف سے نکل کر جا سکتی ہوں؟

جواب: اگر آپ کا امتحان ہے تو آپ امتحان دیں، اعتکاف میں نہ بیٹھیں کیونکہ اعتکاف کا مطلب ہے کہ آپ اعتکاف کی جگہ کو نہ چھوڑیں، اگر اعتکاف میں ہوں گی اور پھر اس دوران کالج جاکر امتحان میں بیٹھیں گی تو اس سے اعتکاف ختم ہوجائے گا۔اس لئے اگر آپ کو یقین ہو کہ اعتکاف کے ایام میں امتحان دینا ہے تو اعتکاف میں نہ بیٹھیں۔

سوال: مجھے آپ سے پوچھنا تھا جو اعتکاف کے لیے بیٹھتے ہیں ان کو کیا دعا دیتے ہیں جب وہ اعتکاف سے باہر آتے ہیں؟

جواب: رمضان، مبارک مہینہ ہے، ہر کوئی عبادت کا کام کررہا ہے، ہمیں ایک دوسرے کو عبادت کی قبولیت کی دعا دینی چاہئے۔اعتکاف سے باہر آنے والے کے لئے کوئی خصوصیت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی مخصوص دعا ہے۔ ہم میں ہر کوئی ایک دوسرے مسلمان کو رمضان میں کی جانے والی عبادتوں کی قبولیت کے لئے اس طرح دعا دے سکتے ہیں۔ اللہ ہمارے روزوں کو قبول فرمائے، اللہ ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے، اللہ ہم سب کی مغفرت فرمائے ۔

سوال: اگر کوئی عورت مسجد الحرام میں اعتکاف میں بیٹھی ہو اور وہ اعتکاف کی حالت میں طواف کرے اور دوران طواف کوشش کے باوجود نامحرموں سے ٹکرائے تو طواف کرنا کیسا ہے اور طواف نہیں کرنا چاہئے؟

جواب: حالت اعتکاف میں نفلی طواف کیا جاسکتا ہے اور طواف میں پورے سال بھیڑ ہوتی ہے خصوصا رمضان میں حج کی طرح بھیڑ ہوتی کیونکہ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔ کوئی عورت اعتکاف کی حالت میں نفلی طواف کرے اور نامحرموں سے ٹکراجائے تواس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اللہ تعالی ہم پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔بس ایک عورت کی پوری کوشش ہو کہ مردوں سے الگ کنارے ہو کر اور عورتوں کے جھنڈ میں طواف کرے۔ یاد رہے اعتکاف کی صورت میں عمرہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے مسجد حرام سے باہر نکلنا پڑے گا اور حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھنا پڑے گا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کوئی معتکف اپنے رشتہ دار کی وفات پر اس کے جنازہ میں شریک ہو سکتا ہے؟

جواب: ایسی کوئی مرفوع صحیح حدیث نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ معتکف جنازہ میں شریک ہو سکتا ہے، ابن ماجہ کی یہ روایت موضوع ہے۔

المُعْتَكِفُ يَتْبَعُ الجِنازَةَ ، ويَعُودُ المريضَ .(ضعيف ابن ماجه:351)

ترجمہ: اعتکاف کرنے والا جنازہ کے پیچھے چل سکتا ہے اور مریض کی عیادت کر سکتا ہے۔

البتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح اثر میں مذکور ہے کہ معتکف کا جنازہ میں شریک نہ ہونا ہی سنت ہے۔

عن عائشةَ قالت السُّنَّةُ على المعتَكفِ أن لا يعودَ مريضًا ولا يشهدَ جنازةً ولا يمسَّ امرأةً ولا يباشرَها ولا يخرجَ لحاجةٍ إلَّا لما لا بدَّ منهُ ولا اعتِكافَ إلَّا بصومٍ ولا اعتِكافَ إلَّا في مسجدٍ جامعٍ(صحيح أبي داود:2473)

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ معتکف کے لیے سنت یہ ہے کہ مریض کی عیادت کو نہ جائے ' جنازے میں شریک نہ ہو ' عورت سے مس نہ کرے اور نہ اس سے مباشرت (صحبت) کرے اور کسی انتہائی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نہ نکلے۔اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں اور مسجد جامع کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔

کچھ آثار سے بعض صحابہ کا جنازہ میں شرکت معلوم ہوتی ہے اس لئے ساری روایات وآثار کو جمع کرکے یہ رائے قوی معلوم ہوتی ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داریا جن کا حق ہے معتکف پر ان کے جنازہ میں شریک ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔

سوال: غیر رمضان میں اعتکاف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: حقیقت تو یہی ہے کہ نبی ﷺ نے غیر رمضان میں اعتکاف نہیں کیا ہے سوائے اس کے کہ رمضان میں جب کبھی اعتکاف نہ کرسکے تو شوال میں کیا۔ اس وجہ سے اعتکاف اصلا رمضان میں ہی مشروع ہے لیکن اگر کوئی غیر رمضان میں اعتکاف کرے تو بھی اہل علم کے اقوال کی روشنی میں جائز ہے۔

سوال: ایک بھائی ہے جو اعتکاف کرنا چاہتا ہے لیکن اس کا مسئلہ یہ ہے کہ صبح آفس ڈیوٹی کرنا چاہتا ہے اور رات میں اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو کیا ایسا کرنا صحیح ہوگا اور کیا معتکف مسجد ہی میں رہے گا یا باہر جاکر وہ کام بھی کرسکتا ہے؟

جواب: ایسے آدمی کا اعتکاف نہیں ہوگا، اعتکاف کی حالت میں اور اعتکاف کے دنوں میں مسجد سے باہر نہیں نکلنا ہے ،مسجد کی اس خاص جگہ جسے اعتکاف کے لئے اختیار کیا گیا ہے گوشہ نشیں ہوکر اعتکاف کے ابتدائی دن سے لے کر آخر دن تک رات ودن اللہ کی عبادت کے لئے خود کو متفرغ رکھنا ہے۔ ایک وقت میں اعتکاف بھی اور مسجد سے باہر جاکر ڈیوٹی بھی انجام نہیں دے سکتے ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک کام کرسکتا ہے یا تو وہ ڈیوٹی کرے یا ڈیوٹی چھوڑ کر آخری عشرے کا مکمل اعتکاف کرے۔

سوال: آپ نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ بھی اعتکاف کرسکتا ہے جیسے عمر دار بوڑھے بوڑھی روزہ نہیں رکھتے ہیں تو وہ اعتکاف کرسکتے ہیں۔

سوال: ایک عورت مسجد میں اعتکاف میں بیٹھی ہے اسی درمیان دن میں حیض آگیا اب وہ اپنے روزے اور اعتکاف کا کیا کرے؟

جواب: اس عورت کا روزہ اور اعتکاف دونوں ختم ہو گیا، وہ عورت اعتکاف سے باہر آجائے اور جب حیض سے پاکی حاصل ہو تو روزہ اور نماز شروع کرے۔ حیض کی وجہ سے جو اعتکاف چھوٹ گیا اس کی قضا نہیں ہے لیکن جو روزے چھوٹے ہیں بعد میں ان کی قضا کرنی ہو گی۔

سوال: اگر کوئی اعتکاف کی حالت میں قرآن کی تلاوت اور اذکار کے ساتھ ساتھ امتحان کی کچھ کتاب بھی پڑھ لیتا ہے یا ایک شخص جو نوکری کرتا ہے اس حالت میں کمپوٹر پر کچھ کام لیتا ہے تو کیسا ہے؟

جواب: اعتکاف کا مطلب اپنے آپ کو عبادت کے لئے متفرغ کرنا اور لوگوں سے الگ ہو کر مسجد میں گوشہ نشینی اختیار کر کے صرف اور صرف عبادت کا کام کرنا ہے۔ بحالت اعتکاف دنیاوی کام کرنا اعتکاف کے مقصد کے خلاف ہے ، پھر وہ شخص عبادت کے لئے متفرغ نہیں ہے۔ اعتکاف وہی شخص کرے جو اعتکاف کے آخری دن تک خود کو متفرغ کر سکے اور اعتکاف میں داخل ہو کر نہ امتحان کی تیاری کرے ، نہ کمپیوٹر کا کام کرے اور نہ ہی اور کوئی دنیاوی عمل کرے، اس وقت کو محض اللہ کی عبادت میں لگائے ، اعتکاف کا مختصر وقت صرف عبادت کے لئے خاص ہے۔

سوال: میرے شوہر نے مجھے اعتکاف کی اجازت دیدی ہے مگر آج ایک بہن سے اعتکاف کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اعتکاف کا مطلب ہے دنیا گیری چھوڑ دو، تم اور اللہ بس اور انہوں نے کہا کہ اعتکاف کے لئے شرط ہے کہ شوہر کو دو بیوی ہو اور گھر میں کوئی جوان بیٹی نہ ہو اور اگر تم نے اعتکاف کا ارادہ کر لیا ہے تو کفارہ ادا کر دو، کیا یہ باتیں صحیح ہیں، انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا پھر چھوڑ دیا؟

جواب: جس بہن نے آپ کو اعتکاف کے بارے میں جو کچھ کہا غلط کہا ہے، اس کو اعتکاف کے بارے میں کچھ بھی معلومات نہیں ہے۔ کبھی بھی دین کے مسائل چھوٹے لوگ، کم علم لوگ اور تقلید کرنے والوں سے نہ پوچھیں۔

اس بہن کا کہنا کہ اعتکاف کا مطلب دنیا گیری نہیں تو مسلم کا بھی یہی مطلب ہے دنیا گیری نہیں مگر دنیا گیری کا یہ بھی مطلب نہیں کہ ہمیں دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ جب ہم دنیا میں جی رہے ہیں، دنیاوی ضروریات ہیں تو ضرورت کی تکمیل کے لئے ضرورت بھر دنیا سے سروکار ہونا چاہئے۔ اور آپ تو اعتکاف کرنا چاہتے ہیں اس میں دنیا گیری والی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

اور پھر اس بہن کا کہنا کہ اعتکاف کے لئے شوہر کے پاس دو بیوی ہونا ضروری ہے اور گھر میں جوان بیٹی نہ ہونا ضروری ہے ۔ یہ جھوٹی بات ہے، ہماری شریعت میں عورتوں کے اعتکاف سے متعلق ایسی کوئی قید نہیں ہے، خدارا دین بتانے والی ایسی عورتوں سے کبھی دین کے بارے میں نہ پوچھیں۔

جیسے مردوں کے حق میں اعتکاف مسنون ہے ویسے ہی عورتوں کے حق میں بھی اعتکاف مسنون ہے اور عورت بھی مرد کی طرح مسجد میں ہی اعتکاف کرے گی جیسے نبی ﷺ کی بیویوں نے اعتکاف کیا ، دنیا کی پاکیزہ خواتین یعنی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا ان کا اعتکاف کرنا امت کی بہنوں کے لئے بطور دلیل و حجت کافی ہے۔ پھر اس بہن نے دوسری بات یہ بتائی کہ اعتکاف کا ارادہ کرلئے تو کفارہ ادا کردیں، یہ فتوی بھی اس کی کم علمی کی دلیل ہے۔

عورتوں کے اعتکاف کے لئے شوہر کی اجازت اور مسجد میں اعتکاف کے لئے مناسب و مخصوص جگہ کا اہتمام کافی ہے، بس دو باتیں ضروری ہیں ۔ آپ کو شوہر نے اجازت دیدی ہے تو آپ اس مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہیں جہاں عورتوں کے لئے اعتکاف کی مخصوص جگہ ہو۔

سوال: اگر کسی محلے میں عورتوں کے لئے اعتکاف کی مسجد نہ ہو اور وہ اعتکاف کرنا چاہتی ہو تو کیا کرے؟

جواب : اللہ نے عورتوں کو عزت بخشی، گھر میں لزوم اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ دین وآبرو محفوظ رہے، مسجد میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے مگر اسلام نے اس بات کو عورتوں کے لئے مردوں کی طرح لازم نہیں قرار دیا۔ اسلام کی اس حکیمانہ تعلیم میں بڑے فوائد ہیں ۔ عورتوں کے لئے اگر کہیں محلے میں اعتکاف کی جگہ مخصوص نہ ہو تو اعتکاف نہ کرے، یہی حل ہے اور ان شاء اللہ نیت کا ثواب اللہ کی طرف سے ملے گا۔ ساتھ ہی محلے کی عورتیں پیسہ لگا کر یا مرد ذمہ داروں کو کہہ کر الگ انتظام کرواسکیں تو اچھی بات ہے۔ کتنے سارے مسلمان حج وعمرہ کی تمنا کرتے ہیں مگر سب کی تمنا پوری نہیں ہوتی، ہمیں اللہ سے ہمیشہ نیکی کی توفیق طلب کرنی چاہئے۔

لیلۃ القدر سے متعلق مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں کونسی عبادت کرنا افضل ہے یا اس میں زیادہ سے زیادہ کونسی عبادت کریں؟

جواب: رمضان کا آخری عشرہ پہلے دو عشروں سے زیادہ اہم ہے کیونکہ اس میں شب قدر پائی جاتی ہے، اس عشرہ میں صرف ایک کسی مخصوص عبادت پر خاص توجہ نہیں دیں بلکہ جملہ قسم کی عبادات پر محنت کریں مثلا نماز، تلاوت، ذکر، دعا، توبہ، صدقہ ہر قسم کی عبادت کریں اور کسی ایک پر اکتفانہ کریں۔

سوال: مفتی تقی عثمانی شب قدر کی ایک انمول دعا یہ بتاتے ہیں: اللھم اجعل لی عندک ولیجہ واجعل لی عندک زلفی وحسن مآب۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس میں کہا گیا ہو کہ یہ شب قدر کی دعا ہے، حتی کہ کسی ضعیف حدیث میں بھی ایسی بات مذکور نہیں ہے۔ اصل میں دیوبندیوں کے یہاں اپنی طرف سے مصنوعی اذکار ایجاد کرنے یا دعا بنانے اور کسی وقت کے لئے خاص کرنے کا عام رواج پایا جاتا ہے، مفتی صاحب کے اندر بھی یہی خاصیت ہے، وہ وقتا فوقتا اس قسم کی مخصوص دعا بتا کر امت پر احسان کرتے رہتے ہیں، بارہا دیکھا گیا ہے اس لئے مفتی صاحب کی ذکر کردہ مذکورہ دعا کو بھی اسی پس منظر میں لیں یعنی انہوں نے اپنی طرف سے وقت خاص کر کے بتایا کہ یہ شب قدر کی انمول دعا ہے جبکہ حدیث سے ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔

مفتی صاحب کی ذکر کردہ دعا ایک عام دعا کے طور ملتی ہے وہ حدیث ہی موضوع ہے۔ تمام بن محمد دمشقی نے اپنی کتاب فوائد تمام جلد 1 ص 214 میں ایک لمبی دعا ذکر کی ہے اس میں یہ ٹکڑا "وَاجْعَلْ لِي عِنْدَكَ وَلِيجَةً، وَاجْعَلْ لِي عِنْدَكَ زُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ" بھی ہے۔ اس کی سند میں محمد بن فضل بن عطیہ ہے جو کذاب راوی ہے۔ فوائد تمام کی تحقیق میں ابوسلیمان جاسم بن سلیمان فہید الدوسری نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ (الروض البسام بترتیب و تخریج فوائد تمام: 478/4)

سوال: کیا ایسی حدیث ثابت ہے کہ عشاء کے بعد چار رکعت نفل پڑھنے سے شب قدر کے قیام کا اجر ملتا ہے؟

جواب : کئی مرفوع روایات میں اس کا ذکر ہے کہ عشاء کے بعد چار رکعت لیلۃ القدر کے برابر ہے مگر کوئی روایت صحیح سند سے ثابت نہیں البتہ بعض آثار صحیح سند سے مروی ہیں۔ مثلا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن مسعود رضي الله عنه قَالَ : مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ ، عَدَلْنَ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ .(المصنف :127/2)

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جو عشاء کے بعد ایک سلام سے چار رکعت پڑھے تو یہ لیلۃ القدر کے برابر ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضي اللہ عنهما قال : **مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ كُنَّ كَقَدْرِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.(المصنف :127/2)**

ترجمہ: ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جس نے عشاء کے بعد چار رکعت پڑھی اس کا اجر لیلہ القدر کی طرح ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ : أَرْبَعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ يَعْدِلْنَ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.((المصنف :127/2))

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ عشاء کے بعد چار رکعت لیلۃ القدر کے برابر ہے۔

شیخ البانی نے ان آثار کے متعلق کہا ہے کہ گویہ یہ موقوف روایات ہیں مگر مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ بات اجتہاد سے نہیں کہی جاسکتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

سوال: کیا رمضان میں رات کو روزانہ نہانا سنت ہے ؟

جواب: رمضان کی ہر رات نہیں بلکہ آخری عشرہ کی راتوں میں غسل کرنے سے متعلق بعض سلف سے منقول ہے کہ وہ آخری عشرے کی ہر رات میں غسل کرتے تھے جیسے ابراہیم نخعیؒ کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ اس عشرہ میں ہر رات غسل کرتے۔ بعض روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی آیا ہے کہ آپ آخری عشرہ میں مغرب وعشاء

کے درمیان ہر رات غسل فرماتے مگر یہ روایات سنداً ثابت نہیں ہیں۔ اگر کوئی غسل کرنا چاہے تاکہ وہ نشیط ہو کر عبادات انجام دے تو اس میں حرج نہیں ہے اور کوئی آخری عشرہ کی راتوں میں غسل نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے ،اس عشرہ کی راتوں میں اصل توجہ عبادت میں اجتہاد کی طرف ہو۔

سوال: جب تقدیر پچاس سال پہلے لکھ دی گئی ہے تو شب قدر میں پھر کون سی تقدیر لکھی جاتی ہے؟

جواب: اللہ نے پہلے سے ساری تقدیر لکھ رکھی ہے، شب قدر میں الگ سے کوئی تقدیر نہیں لکھی جاتی ہے بلکہ اسی لکھی ہوئی تقدیر سے جو لوح محفوظ میں ہے کچھ کام کو ایک سال کے لئے فرشتوں کے سپرد کرتا ہے، یہ بعض کاموں کی سپردگی شب قدر میں ہوتی ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: (فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ)(الدخان:4)

ترجمہ: اس رات میں ہر حکمت بھرے معاملے کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے ابن کثیرؒ کے حوالے سے لکھا ہے۔ صحابہ و تابعین سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس رات میں آنے والے سال کی بابت موت و حیات اور وسائل زندگی کے فیصلے لوح محفوظ سے اتار کر فرشتوں کے سپرد کر دیے جاتے ہیں۔

سوال: اگر میں شب قدر میں تفسیر قرآن پڑھوں مگر اپنے امتحانات کی تیاری کے لیے تو کیا اس پر بھی مجھے شب قدر میں عبادت کا اجر ملے گا؟

جواب: نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے اس لئے تفسیر قرآن پڑھنا اچھا کام ہے لیکن جب آپ امتحان کے لئے تیاری کریں گے تو ظاہر سی بات ہے نیت میں اور خشوع و خضوع میں فرق ہوگا۔ شب قدر کے لئے قرآن پڑھنے کی کیفیت اور امتحان کی تیاری کے لئے کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ تفسیر قرآن کی تیاری مبارک کام ہے، باعث اجر ہے لیکن اس رات کوشش یہ ہو کہ خلوص نیت کے ساتھ ،اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نہایت خشوع و خضوع سے شب قدر کی عبادت کریں اور امتحان کی تیاری کو کچھ موخر کریں یا دن میں امتحان کی تیاری کر لیں اور رات کو عبادت کے لئے متفرغ کریں۔ شب قدر عبادت کی رات ہے اور ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

سوال: کیا شب قدر کی کوئی خاص دعا ہے؟

جواب: ہاں شب قدر کی خاص دعا ہے، اس کو یاد کرلیں اور کثرت سے اس کو پڑھیں۔ دعا یہ ہے۔ *اللَّهُمَّ إِنَّكَ عفوٌّ تحبُّ العفوَ فاعف عَنِّي* (اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے لہذا تو مجھے معاف کردے)۔

سوال: اگر کوئی لیلۃ القدر میں امہات المومنین یا صحابہ کی کی سیرت پڑھے یا سنے تو کیا یہ بھی عبادت میں شامل ہوگا؟

جواب: شب قدر میں ہمیں کتابوں کا مطالعہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ زیادہ سے زیادہ عبادت کا کام کرنا چاہئے، عبادت وہ ہے جو اللہ کی رضا اور اس کے تقرب کے لئے انجام دی جائے اور جس کے کرنے سے ہمیں اجر ملتا ہے جیسے نماز، تلاوت، ذکر، دعا، توبہ وغیرہ۔ شب قدر میں ہمیں یہ سارے کام کرنا چاہئے۔ سیرت کا مطالعہ یہ علم اور معرفت ہے، یہ عبادت نہیں ہے، سیرت کا مطالعہ اللہ سے تقرب حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس سے علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

سوال: سوشل میڈیا پر یہ پوسٹ گردش کررہی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

((آج جمعرات ہے مغرب کے بعد جمعہ کی رات شروع ہوجائے گی اور تیئیسویں رات بھی ہوگی یعنی طاق بھی اور جمعہ کی رات بھی، ابن رجب نے لطائف المعارف میں ابن ھبیرہ کا یہ قول لکھا ہے: جب جمعہ کی رات طاق رات سے آملے تو بہت امید کی جاسکتی ہے کہ یہی شب قدر ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب جمعہ کی رات آخری عشرہ رمضان کی طاق رات سے آملے تو یہ رات باذن اللہ زیادہ لائق ہے کہ اسے شب قدر کا درجہ ملے۔))

جواب: مذکورہ اقوال کی حدیث رسول سے کوئی دلیل نہیں ملتی ہے، ذخیرہ احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ شب قدر پانے کے لئے پورے آخری عشرہ میں شب بیداری فرماتے اور عبادت پر بکثرت محنت کرتے اس لئے اسوہ رسول کی روشنی میں آخری عشرہ مکمل طور پر جگا جائے اور خاص طور سے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں زیادہ محنت کی جائے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرو، یہ بات متحقق اور مدلل ہے اور ہمارے لئے رسول اللہ کا عمل اور آپ کا فرمان کافی ہے۔

سوال: کیا رمضان میں عبادت صرف طاق راتوں میں ہی مشروع ہے یا جفت راتوں میں بھی کر سکتے ہیں؟

جواب: لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ ہم صرف طاق راتوں میں ہی عبادت کر سکتے ہیں۔ میں تو لوگوں کو کہتا ہوں کہ شب قدر پانے کے لئے سنت نبوی اپنائی جائے۔ آپ ﷺ آخری عشرہ کی مکمل راتوں میں شب بیداری فرماتے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کے بہت سارے اہل علم طاق وجفت دونوں راتوں میں بیدار ہو کر خوب عبادت کرتے اور شب قدر تلاش کیا کرتے ہیں۔ ہمیں بھی اس سنت پر عمل کرنا چاہئے اس سے کثرت عبادت کا موقع ملے گا جس سے کثرت کے ساتھ اجر بھی ملے گا اور شب قدر بھی فوت نہیں ہو گی۔

سوال: آخری عشرہ کی طاق رات اگر جمعہ کی شب ہو جائے تو وہ شب قدر ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ ایک مجرد قول ہے جس کی کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے قائل کو اپنی زندگی میں کبھی شب جمعہ لیلۃ القدر ہونے کا احساس ہوا ہو اس بنیاد پر یہ بات کہی ہو۔ دلائل سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے اور اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ رات ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اس رات کو پانے کے لئے مکمل آخری عشرہ اجتہاد کرنا چاہئے۔

سوال: اگر کوئی سولہویں روزے کو انڈیا سے مکہ مکرمہ عمرہ کے لئے جائے تو شب قدر کس حساب سے کرے گا کیونکہ انڈیا کا روزہ ایک دن بعد ہوتا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں جو جس جگہ رہے اس جگہ کے اعتبار سے افطار، سحر، تراویح وغیرہ کا اہتمام کرے گا، اس وقت اس کے لئے شب قدر کی تلاش مکہ والوں کی طرح کرے۔ شب قدر کے لئے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ آخری عشرہ میں مکمل عشرہ شب بیداری کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی یہی سنت ہے، اس سے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بھی عمل ہو جائے گا، عبادت کا اجر بھی بڑھ جائے گا اور شب قدر بھی ضرور پالے گا۔

سوال: امام کعبہ کے نام سے ایک تجویز لوگوں میں گردش کر رہی ہے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں تین کام کرلیں۔

1-ہر رات ایک روپیہ صدقہ کرلیں جس دن شب ہو گی تو ایک دن کے صدقہ کا ثواب 84 سال کے برابر ہو گی۔

2-ہر رات دو رکعت نماز ادا کریں، جس دن شب قدر ہو گی، 84 سال کی عبادت کا اجر ملے گا۔

3-ہر رات تین بار سورہ اخلاص پڑھیں جس دن شب قدر ہو گی، 84 سال قرآن پڑھنے کا اجر ملے گا۔

کیا یہ واقعی امام کعبہ کی تجویز ہے اور یہ باتیں صحیح ہیں؟

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ امام کعبہ کی طرف منسوب یہ جھوٹ ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ امام کعبہ نے ایسی کوئی بات کہی ہے اور ویسے بھی یہ پیغام مشکوک ہے کیونکہ امام کعبہ کا نام مذکور نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تحریر سے معلوم ہوتا ہے برصغیر ہند و پاک کے کسی بدعتی کی یہ شرارت ہے کیونکہ اس میں روپیہ کا لفظ مذکور ہے جبکہ سعودی عرب میں روپیہ نہیں چلتا، ریال چلتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں ایسی تعلیم نہیں دی گئی ہے جس کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام کعبہ ایسی تعلیم نہیں دے سکتے ہیں۔

آخری عشرہ سے متعلق اہم بات یہ ہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ اجر وفضیلت کے اعتبار سے بہت ہی مبارک و مفید ہے تو کیا ہمیں اس عشرہ میں ایک ہی روپیہ خرچ کرنا چاہئے، یا صرف دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے اور تلاوت کے لئے صرف سورہ اخلاص کو خاص کر لینا چاہئے جس کی دلیل وارد نہیں ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ہمیں اس عشرہ میں رسول اللہ ﷺ کا عمل تلاش کرنا چاہئے تاکہ ہم بھی آپ ﷺ کی طرح عبادت کریں۔ چنانچہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ سے متعلق آپ ﷺ کا عمل بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری دس دنوں میں داخل ہوتے تو ﴿عبادت کے لئے﴾ کمر کس لیتے، خود بھی شب بیداری کرتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ (صحیح بخاری: 2024)

حدیث آپ کے سامنے ہے اور آخری عشرہ کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بھی ہمارے سامنے ہے لہذا ہمیں اپنے پیارے رسول کا اسوہ اپنانا چاہئے۔ آخری عشرہ زیادہ اہم ہے تو اس میں کثرت سے عبادت کے کام انجام دینا چاہئے جیسے نماز، تلاوت، ذکر، دعا، توبہ، استغفار، صدقہ اور دیگر اعمال صالحہ کی انجام دہی کے ساتھ دوسروں کا نیکی پر تعاون وغیرہ۔ یہی وہ عشرہ ہے جس میں لیلۃ القدر (شب قدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس رات قیام کرنے سے گزشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے آخری عشرہ میں جس قدر عبادت کا کام کریں گے وہ ہمارے حق میں اتنا

ہی بہتر اور مفید ہے۔شب قدر کی ایک مخصوص دعا ہے اس رات اس دعا کو کثرت سے پڑھنا چاہئے، وہ دعا یہ ہے: اللَّھُمَّ إِنَّکَ عفوٌّ تحبُّ العفوَ فاعف ُعنِّي (اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے لهذا تو مجھے معاف کردے)۔

رمضان المبارک کا آخری جمعہ اور قضائے عمری۔۔۔۔۔۔۔

سوال: رمضان کے آخری جمعہ کو الوداع جمعہ کہنا صحیح ہے؟

جواب: الوداعی جمعہ کا تصور عوام کی غلط فہمی ہے، قرآن و حدیث میں کہیں رمضان کے آخری جمعہ کو الوداعی جمعہ نہیں کہا گیا ہے، اصل میں بدعتی مسلمانوں نے اس آخری جمعہ میں قضائے عمری کی نماز مشہور کر رکھی ہے کہ اس جمعہ کو چند رکعت نماز پڑھنے سے پوری زندگی کی قضا ہو جاتی ہے اس وجہ سے اس جمعہ کو مشہور کیا گیا حالانکہ نہ اس نماز کی کوئی حیثیت ہے اور نہ الوداعی جمعہ کہنے کی۔

سوال: قضاء عمری نماز کی کوئی حیثیت نہیں دین میں تو اگر ویسے ہر نماز کے بعد رمضان المبارک میں قضاء نماز اسی وقت کی جیسے فجر کے وقت فجر کے دو فرض ظہر کے وقت ظہر کے چار فرض پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ صرف جمعہ کے دن ہی نہیں باقی دنوں میں بھی پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: کسی بھی وقت ان نمازوں کی قضا کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے، جس بات کی دلیل ہے وہ یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے اور کبھی کسی عذر کی وجہ سے کوئی نماز چھوٹ گئی تو جب بھی فرصت ملے اس کی قضا کرلی جائے۔

اور رہا جان بوجھ کر سالوں سال چھوڑی گئی نماز کا معاملہ تو اس سے توبہ کرنا ہوگا، اس کی کوئی قضا اور کوئی فدیہ نہیں ہے۔ سچے دل سے اللہ سے توبہ کریں، ممکن ہے اللہ معاف کردے اور رمضان مبارک مہینہ ہے، اللہ بڑے بڑے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

سوال: رمضان کے آخری جمعہ میں قضائے عمری کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: قضائے عمری سے متعلق لوگوں میں یہ بات پھیلائی گئی ہے کہ جو رمضان کے آخری جمعہ میں چار نفل ایک سلام سے پڑھ لے، نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سات مرتبہ آیۃالکرسی اور پندرہ مرتبہ سورت اخلاص پڑھ لے (کسی نے سورت اخلاص کی بجائے سورت کوثر بھی بتایا ہے) تو تمام عمر کی قضا نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا اگرچہ سات سو سال کی نمازیں قضا ہوں تب بھی یہ چار رکعت نماز کفارہ کے لئے کافی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی روایت مستند کتب حدیث میں موجود نہیں ہے البتہ ایک جھوٹی اور باطل روایت کا تذکرہ ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب "الموضوعات الکبری میں کرتے ہیں کہ جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز بطور قضا پڑھ لے تو اس کی ستر سال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی تلافی ہو جائے گی۔ اس روایت کو ذکر کر کے ملا علی قاری خود فرماتے ہیں کہ یہ باطل روایت ہے بلکہ اس وقت علمائے احناف بھی قضائے عمری کے نام سے اس مروجہ چار رکعت والی نماز کو باطل قرار دیتے ہیں۔ بریلوی علماء بھی اس مروجہ قضائے عمری کو بے اصل اور بدعت قرار دیتے ہیں۔

جب حقیقت یہ ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں قضائے عمری کی نیت سے پڑھی جانے والی نماز دیوبندی اور بریلوی دونوں طبقات میں بے اصل اور بدعت ہے تو پھر ان کے ماننے والوں میں یہ نماز ابھی بھی کیوں رائج ہے اور اس جمعہ کو کیوں دیگر جمعہ پر فوقیت دی جاتی ہے، سوچنے والی بات ہے۔

صدقۃ الفطر سے متعلق مسائل..............

سوال: فطرانہ کی رقم بتلا کر دینا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں ہے کہ فطرانہ بتلا کر ہی دیا جائے، بغیر بتلائے بھی دے سکتے ہیں اس بات کی جانکاری کے ساتھ کہ بلا ضرورت فطرانہ میں رقم دینا جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا فطرانہ میں صرف آٹا، چاول، مکئی، جو، کشمش، کھجور ہی دینا ہے جن کا احادیث میں ذکر ہے یا مختلف طرح کے اناجوں کے پیکٹ بنا کر بھی دے سکتے ہیں اور اگر کسی کو ایک دو جوڑے کپڑوں کی ضرورت ہو تو فطرانہ میں وہ بھی دیا جاسکتا ہے؟

جواب: فطرانہ ایک متعین اور معلوم چیز ہے وہ یہ ہے کہ کھائے جانے والے غلہ واناج سے ایک آدمی کی طرف سے ایک صاع یعنی ڈھائی کلو تقریبا دینا ہے، اس کے علاوہ دوسری شکل میں فطرانہ نہیں ادا ہوگا۔ خوارک کی کٹ بنا کر دینا جس میں دال، چاول، تیل، سب کچھ ہو، یہ صحیح نہیں ہے اور فطرانہ میں کپڑا یا پیسہ دینا بھی صحیح نہیں ہے۔ ہاں جس کسی کو پیسے کی انتہائی ضرورت ہو اس کو فطرانہ کا پیسہ دے سکتے ہیں، یہ مجبوری کی صورت ہے، نہ کہ عام صورت۔

سوال: ایک خاتون ہے اس کے گھر پر کوئی بھی مرد کفیل نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ذریعہ آمدنی ہے تو کیا اس کو فطرانہ دیا جاسکتا ہے؟

جواب: ہاں، جس گھر میں کوئی مرد کفیل نہ ہو یا اس گھر کا کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو یعنی ہمیں معلوم ہوتا ہو کہ وہ محتاج وضرورت مند ہے تو یقینا آپ اس کو فطرانہ دے سکتے ہیں۔

سوال: یہ پوسٹ شیئر کی جارہی ہے سوشل میڈیا پر جبکہ فطرانہ تو رمضان کے بعد دیتے ہیں جو رمضان کے گناہوں کفارہ ہوتا ہے اسکے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔۔□

((فطرانہ ادا کرنے کیلئے آخری روزے کا انتظار کیوں؟ غور کیجئے اور آج ہی ادا کریں تاکہ ضرورت مند بھی اپنے بچوں کے لئے خوشیاں خرید سکیں کوشش کریں کہ فطرانہ سے بھی اضافی دیں..!!! دکھی انسانیت کی خدمت نے بھی آج سے ایک پروگرام شروع کیا ھے جس کے تحت غریب بچوں کو کپڑے اور جوتے لے کر دیتے ہیں تمام دوستوں مدد کی اپیل ہے آپ بھی ہاتھ بڑھیئے تاکہ ہم ایسے بچوں کی مدد کر سکیں))

جواب: اس طرح کی پوسٹ عموما وہ شیئر کرتے ہیں جو لوگوں کا فطرانہ جمع کرتے ہیں ان کی خواہش ہوتی ہے جلدی جلدی زیادہ سے زیادہ فطرانہ جمع کریں۔ فطرانہ کا وقت متعین ہے اس سے پہلے مستحق کو نہیں دیں گے ورنہ وہ فطرانہ ادا

نہیں ہوگا۔ فطرانہ کا اصل وافضل وقت عید کا چاند نکلنے سے لے کر نماز عید سے پہلے تک ہے تاہم عید سے ایک دو دن پہلے بھی فطرانہ دینا جائز ہے جیسا کہ صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے۔

کہیں پر کسی کے ساتھ مجبوری ہو تو کچھ دن پہلے اپنا فطرانہ معتمد وکیل کے سپرد کر سکتا ہے مثلاً کوئی شخص سعودی عرب رہتا ہے اس نے اپنا فطرانہ عید سے ہفتہ دن پہلے اپنے گھر والوں کو بھیج دیا تاکہ وہ مستحق کو دے سکے، اب اس شخص کا گھر والا سعودی عرب والے کی عید سے ایک دو دن پہلے مستحق کو فطرہ ادا کرے گا اس سے پہلے نہیں۔ اس طرح کی مجبوری میں کسی معتمد وکیل کے پاس اپنا فطرانہ کچھ دن پہلے جمع کروایا جا سکتا ہے مگر فطرانہ مستحق کو عید سے ایک دو دن پہلے ہی دیا جائے گا۔ جس کو اپنا فطرانہ اپنے گاؤں میں تقسیم کرنا ہے اس کو کوئی مجبوری نہیں ہے وہ اپنے وقت سے خود سے مسکین کو فطرانہ دے۔ اور یہ معلوم رہے کہ فطرانہ مسجد و مدرسہ اور دعوتی مراکز کے لئے نہیں ہے یہ محض مسکین کے لئے ہے اس لئے صرف مسکین کو دیں۔

سوال: کیا تین مہینے کے بچے کا صدقہ فطر دینا ہے؟

جواب: جو بچہ پیدا ہو گیا ہے اس کی طرف سے فطرانہ دینا واجب ہے چاہے ایک دن کا ہی کیوں نہ ہو اور جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہے اس کی طرف سے واجب نہیں ہے تاہم دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

سوال: ہم نے سنا ہے کہ صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کرنا چاہیے، یہ روزہ دار سے جو لغویات وغیرہ سرزد ہو جائیں ان کو پاک کرتا ہے لیکن کچھ علماء حضرات کہہ رہے ہیں کہ صدقہ فطر آپ رمضان سے پہلے بھی دے سکتے ہو تاکہ لوگوں کے کام آسکے تو ہمارا سوال ہے کہ رمضان سے پہلے بھی فطرانہ دیا جا سکتا ہے؟

جواب: فطرانہ کے کئی مقاصد ہیں، ان میں روزہ کی پاکی اور فقیر کی غذا بھی ہے۔ فطرانہ کا وقت متعین ہے، اصل وقت تو شب عید اور نماز عید سے پہلے تک کا وقت ہے لیکن عید سے ایک یا دو دن پہلے بھی فطرانہ دیا جا سکتا ہے اس کی دلیل ملتی ہے مگر عید سے زیادہ دن پہلے دینا جائز نہیں ہے بلکہ زیادہ دن پہلے دینے سے فطرانہ ادا نہیں ہوگا جیسے نماز عید کے بعد کوئی فطرانہ دے تو قبول نہیں ہوگا۔ اور رمضان سے پہلے فطرانہ دینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ فطرانہ روزہ سے جڑا ہوا ہے، جب روزہ ہی شروع نہیں ہوا اور آدمی نے روزہ ہی نہیں رکھا تو فطرانہ کس بات کا۔

سوال: میں سوچتاہوں کہ گھر کے افراد کی طرف سے فطرانہ میں کسی کی جانب سے گیہوں، کسی کی جانب سے چاول، کسی کی جانب سے نمک، کسی کی جانب سے تیل، کسی کی جانب سے گوشت اس طرح نکال کر جمع کروں پھر انہیں الگ الگ شخص کو ساری چیزوں میں سے تھوڑا تھوڑا دینے کے لئے تقسیم کروں کیا اس طرح فطرانہ ادا ہوگا؟

جواب: کھانے والی ہر شی فطرانہ میں دی جاسکتی ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ جو چیز بھی خوراک ہو خواہ وہ دانے کی شکل میں ہو یا پھل اور گوشت وغیرہ کی شکل میں تو وہ فطرانہ میں کافی ہوگی۔(الشرح الممتع :6 / 183).

اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ گھر کے چند افراد میں کسی کی طرف سے گیہوں فطرانہ دیا گیا تو کسی کی طرف سے چاول فطرانہ دیا گیا مگر جو صورت آپ نے ذکر کی ہے کہ سب کی طرف سے الگ الگ اناج سے فطرانے نکال کر پھر تھوڑا تھوڑا کرکے سب میں سے لے کر ایک آدمی کو سب کچھ ملاکر فطرانہ میں دیا جائے۔یہ صحیح صورت نہیں ہے۔آپ ایک آدمی کا مکمل فطرانہ ایک مسکین کو ادا کریں، مختلف قسم کے فطرانے جمع کرکے تھوڑا تھوڑا سب میں سے لے کر راشن کا ایک مشکل فطرانہ تیار کرکے دینا صحیح نہیں ہے۔

سوال :اگر ہم خلیجی ملک میں رہنے والے اپنے ملک میں فطرانہ دیں تو دے سکتے ہیں یا نہیں اور ہم کو کس ملک کے حساب سے فطرانہ دینا چاہئے؟

جواب: بہتر تو یہی ہے کہ جو مسلمان جہاں ہو وہیں پر فطرانہ ادا کرے لیکن اس جگہ سے زیادہ ضرورت منداپنے ملک وعلاقہ والے ہوں تو خلیجی ممالک میں کام کرنے والے ضرورت کے تحت فطرانہ اپنے ممالک میں بھی دے سکتے ہیں اور ہر ملک کے مسلمانوں کے لئے فطرانہ یکساں ہے وہ تقریبا ڈھائی کلو فیکس اناج ہے۔

سوال: فطرانہ میں صرف اناج دیناہے یا پیسہ بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: فطرانہ میں اصل اناج دیناہے تاہم کوئی پیسے کا زیادہ محتاج ہو تو بوقت ضرورت پیسہ دے سکتے ہیں ورنہ اصل اناج ہی دیناہے۔

سوال: جن کو فطرانہ دے سکتے ہیں کیا انہیں زکوۃ بھی دے سکتے ہیں اور اگر امام مسجد مسکین ہو تو کیا اسے زکوۃ کی رقم دے سکتے ہیں؟

جواب: جن کو فطرانہ دے سکتے ہیں ان کو زکوۃ بھی دے سکتے ہیں کیونکہ فطرانہ کا مستحق محتاج وضرورت منداور مسکین وفقیر ہے ایسے شخص کو زکوۃ بھی دے سکتے ہیں اور امام مسجد بھی اس زمرے میں آتے ہوں تو ضرور ان کو بھی زکوۃ دے سکتے ہیں۔

سوال: ایک بیٹا شادی شدہ ہے جو غریب ہے، اس کی بیوی میکے میں باپ کے پاس ہے، اور بیٹا ماں کے پاس ہے۔ بیٹا اپنی ماں سے اناج مانگ رہا ہے تو کیا ماں اس کو فطرانہ دے سکتی ہے؟

جواب: اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ ہوتا ہے اس لئے باپ اپنی اولاد کو زکوۃ نہیں دے سکتا ہے لیکن ماں اپنی مستحق اولاد کو زکوۃ یا فطرانہ دے سکتی ہے۔

سوال: کیا بستی کے سب لوگ امام مسجد کو فطرانہ دے سکتے ہیں جب کہ ان کو تنخواہ بھی ملتی ہے اور پہلے ہم دیتے رہے ہیں؟

جواب: بستی میں بہت سے محتاج وضرورت مند ہوں گے جن کا کوئی کفیل نہیں، یا آمدنی کا ذریعہ نہیں یا کام کرنے سے عاجز ہوں جن میں بیوہ، مطلقہ، یتیم، بیمار، معذور واپاہج وغیرہ بہت سے لوگ ہوں گے۔ بستی کے ایسے لوگوں کو فطرانہ دیں، حتی کہ کسی دوسری بستی میں ایسے لوگ ہوں تو ان کو بھی فطرانہ بھیج سکتے ہیں۔ امام مسجد بھلے غریب ہوں مگر ان کو تنخواہ تو آتی ہے اس لئے دوسرے زیادہ محتاج کو فطرانہ دینا بہتر ہے اور ضرورت کے وقت مسکین امام مسجد کو بھی دے سکتے ہیں۔

سوال: آپ نے بتایا تھا کہ فطرانہ اناج کی صورت میں ہونا چاہئے مگر یہاں پاکستان میں ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے، لوگ رقم ہی دیتے ہیں اور لینے والے بھی رقم ہی لینا چاہتے ہیں، ایسی صورت میں ہم اپنا فطرانہ آٹا دال کی شکل میں کس کو دیں، کیا اس صورت میں فطرانے کے اعلان کے مطابق مستحق کو رقم دے سکتے ہیں؟

جواب: آپ جس جگہ ہیں وہاں کوئی غلہ کی شکل میں فطرانہ لینے والا نہیں ہے تو دور کسی جاننے والے یا انجانے کو تلاش کریں جو غلہ سے فطرانہ وصول کرے، اگر کوئی اناج لینے والا نہ ملے تو مجبوری کی وجہ سے فطرانہ میں رقم دے سکتے ہیں، یہاں آپ کے پاس عذر ہے۔ فطرانہ رقم کی صورت میں دینے پر آپ اعلان کا خیال نہ کریں بلکہ آپ جو اناج فطرانہ میں دینا چاہ رہے تھے اس اناج سے ڈھائی کلو کی قیمت کتنی بنے گی وہ قیمت خود سے نکال کردیں کیونکہ اعلان کرنے والے سب کے لئے یکساں اعلان کرتے ہیں جبکہ اناج مختلف قسم کے پائے جاتے ہیں اور پھر کوئی عمدہ قسم کا اناج کھاتا ہے اور کوئی کم درجے کا، ایسے میں فطرہ دینے والے کو اپنی حیثیت کے مطابق فطرہ دینا چاہئے۔

سوال: کیا فطرہ کی رقم گھر میں کام کرنے والے ملازموں کو دی جاسکتی ہے اور کیا جس کو فطرہ دینا ہو اس کو بتا کر دینا ہوتا ہے؟

جواب: گھر میں کام کاج والے ملازم جو محتاج وضرورت مند نظر آئے اس کو فطرانہ دے سکتے ہیں لیکن فطرانہ اناج سے دیں کیونکہ یہی سنت ہے اور فطرانہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، بغیر بتائے فطرانہ دے سکتے ہیں۔

سوال: کیا صدقہ فطر سب کو اپنے اپنے حصہ کا ادا کرنا ہے یا جو گھر کا سربراہ ہے وہی سب کا ادا کرے گا؟

جواب: جو گھر میں سب کے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے اس کو سب کی طرف سے فطرانہ ادا کرنا ہے، وہی ذمہ دار ہے لیکن اگر کسی گھر میں ذمہ دار کسی کی طرف سے فطرہ نہ نکالے تو اس کو اپنی طرف سے فطرہ نکالنا ہوگا۔ جوائنٹ فیملی میں ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص بعض افراد کا فطرانہ ادا کردے اور بعض کا ادا نہ کرے ایسی صورت میں جن کی طرف سے فطرانہ ادا نہیں کیا گیا ہے ان کو اپنا فطرانہ ادا کرنا چاہئے۔

سوال: ایک غریب شخص جو خود فطرانہ کا مستحق ہو کیا اسکو بھی اپنی جانب سے فطرانہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ ایک دن رات کا کھانا تو سب کے پاس موجود ہوتا ہی ہے جو فطرانہ کی شرط ہے تاہم غریبوں کے پاس غربت کی وجہ سے دیگر ضروریات مثلاً دوا، علاج، گیس، بجلی وغیرہ کی تکمیل مشکل ہوتی ہے؟

جواب: صرف ایک دن اور ایک رات گھر میں غلہ ہونے کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس سے زائد ہو تبھی تو زائد حصہ دوسروں کو دیں گے۔ اور آج کے دور میں جس حساب کی مہنگائی ہے اس اعتبار سے کسی کے گھر دو چار دن کا بھی انتظام ہو

مگر ذریعہ آمدنی نہ ہو تو اس کے لئے بہت مسائل ہیں اس لئے ایسے افراد کو فطرہ دے سکتے ہیں اور جو فطرانہ لینے کا مستحق ہے اس کو خود اپنی جانب سے فطرانہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، اس سے فطرانہ ساقط ہے۔

سوال: سعودی میں فطرانہ کس کو دیا جائے، یہاں کوئی نظر نہیں آتا؟

جواب: سعودی عرب میں بھی بہت سارے مسکین لوگ ہیں جن کو فطرانہ دے سکتے ہیں، عموما سعودی عرب میں چاند رات فطرانہ تقسیم کیا جاتا ہے جو کہ افضل وقت ہے۔ تاہم دوکانوں پر فطرانہ کے پیکیٹ کچھ دن پہلے سے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ ایک ایک آدمی کا الگ الگ پیکیٹ تیار ہوتا ہے، جس کو فطرانہ دینا ہو، پیکیٹ خرید کر مسکین میں تقسیم کر دیتا ہے۔ ان دنوں میں دوکانوں کے پاس، مساجد کے پاس اور خاص خاص جگہوں پر مانگنے والوں کی ایک تعداد آپ کو نظر آئے گی، ان میں سے کسی کو دے سکتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ان سے زیادہ محتاج ہمارے یہاں کے لوگ ہیں تو اپنا فطرانہ اپنے ملک میں بھی بھیج سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: فطرانہ میں اناج کی مقدار ڈھائی کلو ہے یا تین کلو؟

جواب: عام طور پر اکثر علماء ایک صاع کی مقدار دو کلو سے کچھ زیادہ بتاتے ہیں جو تقریبا ڈھائی کلو مان لیا جاتا ہے اور اسی مقدار میں نکالا جاتا ہے اور عرب کے علماء میں بعض تین کلو مانتے ہیں جیسے شیخ ابن باز۔ اسی لئے سعودی عرب میں دوکانوں پر آپ کو تین کلو کا پیکیٹ ملے گا، آپ اس میں سے کوئی بھی نکال سکتے ہیں۔ حرج نہیں ہے۔

سوال: راشن کی شکل میں فطرانہ نہیں دیا، اس کی قیمت دیدیا، اس اب پیسے سے مسکین کچھ بھی خریدے کوئی مسئلہ تو نہیں، اس کو یہ نہیں بتایا کہ فطرانہ کا ہے؟

جواب: بعض علماء فطرانہ میں رقم نکالنا جائز کہتے ہیں اس لئے اگر رقم میں فطرانہ نکال دیا گیا ہے تو اس کا فطرانہ ادا ہو گیا ہے، اب وہ مسکین اس فطرانہ سے اپنی ضرورت کی کوئی بھی چیز خریدے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہماری کوشش یہ ہو کہ ہم اناج سے فطرانہ دیں تاکہ سنت رسول پر عمل ہو لیکن مجبوری میں اور ضرورت کے تحت پیسہ بھی دے سکتے ہیں۔

سوال: فطرانہ غرباء و مساکین کو دینا چاہیے یا مسجد اور فلاحی تنظیموں کو بھی دینے کی اسلام میں اجازت دی گئی ہے؟

جواب: صرف غرباء اور مساکین کو دینا ہے، فلاحی تنظیم، مدارس اور مساجد کو نہیں دینا ہے کیونکہ فطرانہ مساکین کی غذاء ہے۔ بعض فلاحی ادارے فطرانہ جمع کر کے اسے فقراء و مساکین میں تقسیم کرتے ہیں، خود اپنے کام میں فطرانہ صرف نہیں کرتے، اگر ایسا کوئی قابل اعتماد ادارہ ہو جو فطرانہ وصول کر کے اپنے ادارے پر خرچ نہ کرتا ہو بلکہ اسے فقراء میں وقت پر تقسیم کرتا ہو تو ایسے ادارے کے پاس اپنا فطرانہ جمع کر سکتے ہیں۔

سوال: ایک عورت ہے جسکا شوہر اسکو اسکے بچوں کو چھوڑ کر چلا گیا ہے اور اس عورت کے اخراجات اُسکے بھائی پورا کرتے ہیں تو کیا اس عورت کو فطرے کا غلہ دیا جا سکتا ہے اور کیا وہ عورت بھی اپنا اور اپنے بچوں کا فطرہ نکالے گی؟

جواب: چونکہ اس عورت کی کفالت اس کا بھائی کر رہا ہے اس لئے اس کے بھائی کو چاہیئے کہ اپنی بہن کی طرف سے فطرہ ادا کرے اور اس بہن کو فطرہ نہیں دیا جائے۔ جس کی کفالت کرنے والا کوئی نہیں یا جس کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں اس کو فطرہ دیں۔ ہاں اگر وہ عورت بھائی سے الگ رہتی ہو، خود سے کھانے پینے کا انتظام کرتی ہو، غریب و مسکین ہو، اس کا بھائی محض ضرورت کی کچھ چیزیں دے دیتا ہو تو ایسی صورت میں اس عورت کو فطرانہ دینا چاہیئے۔

سوال: ایک عورت مسکین ہے جس نے اپنا فطرانہ نکالا ہے، کیا ہم اس کو فطرہ دے سکتے ہیں، وہ مسکین کی طرح ہے؟

جواب: جب انہوں نے اپنا فطرہ خود ہی نکالا ہے تو اس کو فطرہ نہ دیں، ظاہر سی بات ہے کہ اس کے پاس فطرہ نکالنے کی استطاعت تھی اس لئے انہوں نے فطرہ نکالا ہے اس لئے دوسرے کسی محتاج کو فطرہ دیں۔

سوال: فطرانہ کا پیسہ افطار کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: فطرانہ میں اصل اناج دینا ہے پیسہ نہیں دینا ہے اور یہ فطرانہ مسکینوں کا حق ہے۔ فطرانہ کا افضل وقت عید کا چاند ہونے سے لے عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے تک ہے تاہم عید سے ایک دو دن پہلے بھی فطرانہ دے سکتے ہیں۔ آپ فطرانہ کو پیسے میں بدل کر اس سے افطار نہ کرائیں بلکہ اناج سے فطرانہ ادا کریں اور وقت پر ادا کریں نیز مستحق کو فطرانہ دیں۔

سوال: ہمارے گاؤں میں مقامی بچیوں کی دینی تعلیم کے لیے مدرسہ تعمیر ہو رہا ہے اس میں زکوٰۃ اور فطرانہ کے پیسے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مدرسہ کی تعمیر پر نہ زکوٰۃ کی رقم لگ سکتی ہے اور نہ فطرانہ لگے گا، فطرانہ تو اور بھی نہیں لگے گا کیونکہ یہ اناج کی شکل میں نکالنا ہے جو فقراء و مساکین کو دینا ہے۔ آپ اس مدرسہ کی تعمیر میں صدقہ وخیرات کی نیت سے پیسہ لگائیں اور زکوۃ وفطرانہ کا جو اصل مصرف ہے اس میں خرچ کریں۔

عیدالفطر کے مسائل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال: دیکھا جاتا ہے کہ لوگ کئی دن پہلے سے عید کی مبارکبادی دیتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: سنت سے عید کی مبارکباد دینا ثابت ہے۔ صحابہ کرام ایک دوسرے کو عید کے دن عید کی مبارکباد دیتے تھے ۔ یہ مبارکبادی عید کی نماز کے بعد دینی چاہئے۔ مبارکبادی کے الفاظ ہیں: تقبل اللہ منا ومنک۔ کوئی عید مبارک کے الفاظ کہتا ہے تو بھی درست ہے۔ جہاں تک عید کی مبارکبادی دینا قبل از وقت تو یہ سنت کی خلاف ورزی ہے، عید کی مبارکبادی تو عید کے دن، عید کی نماز کے بعد ہونی چاہئے کہ اللہ کے فضل سے ہمیں عید و مسرت میسر ہوئی۔ اس سلسلے میں بعض علماء ایک دو دن پہلے تہنیت پیش کرنے کے قائل ہیں مگر احتیاط کا تقاضہ ہے کہ عید سے پہلے مبارکبادی نہ پیش کی جائے، اس وقت لوگ مبارکبادی کے نام پر متعدد معاملات میں غلو کرنے لگے ہیں، عیدالفطر کی مناسبت سے بھی متعدد دن پہلے سے مبارکبادی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جس کی نظیر اسلاف کے یہاں نظر نہیں آتی، اس وقت لوگوں میں دین پر عمل کرنے کا جذبہ کم، رسم ورواج اور مبارکبادی پیش کرنے کا رواج زیادہ ہوتا نظر آرہا ہے۔

شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ سے عید سے ایک دو دن پہلے مبارکبادی پیش کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو شیخ نے جواب دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، مبارکبادی تو عید کے دن یا عید کے بعد والے دن مباح ہے لیکن عید کے دن سے پہلے مبارکبادی دینے سے متعلق مجھے نہیں معلوم کہ اسلاف سے کچھ ثابت ہے تو پھر لوگ عید سے پہلے کیسے تہنیت پیش کرتے ہیں جس کے متعلق کچھ ثبوت نہیں ہے۔

سوال: جمعہ کے دن عید آجائے تو نماز جمعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب : اگر جمعہ کے دن عید کی نماز پڑ جائے تو اس دن جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں یا پھر ظہر بھی ادا کرنا کافی ہوگا۔اس کی دلیل یہ ہے۔ابن عمر رضي الله عنهما سے مروی ہے:

اجتمعَ عيدانِ على عَهدِ رسولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ فصلَّى بالنَّاسِ ثمَّ قالَ من شاءَ أن يأتِيَ الجمعةَ فليأتِها ومن شاءَ أن يتخلَّفَ فليتخلَّف(صحيح ابن ماجه:1091)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ساتھ دو عید پڑ گئیں(یعنی عید اور جمعہ)،تو آپ نے عید کی نماز پڑھانے کے فرمایا کہ:جو شخص جمعہ پڑھنا چاہے تو پڑھ لے،اور جو نہیں پڑھنا چاہتا ہے تو وہ نہ پڑھے۔

سوال:کیا عورتیں گھر میں عید کی نماز ادا کر سکتی ہیں؟

جواب :عورتوں کے حق میں بھی افضل تو یہی ہے کہ عید گاہ نکلے مگر وہاں انتظام نہ ہو تو گھر میں ہی عید کی طرح عید کی نماز پڑھ لے،خطبہ ضروری نہیں ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ جب شہر کی عید میں نہیں پہنچ پاتے تو گھر میں ہی اپنے اہل وعیال کے ساتھ عید کی نماز پڑھ لیتے۔کسی سے عید کی نماز چھوٹ جائے یا عذر لاحق ہو جائے تو اپنی جگہ پر ہی عید کی طرح دو رکعت نماز پڑھ لے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ایک جگہ عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک دوسری عالمہ عورت سب کو عید کی نماز پڑھاتی ہے،کیا یہ صحیح ہے تو شیخ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ عید کی نماز مردوں اور عورتوں سب کے حق میں مشروع ہے تاہم سنت تو یہ ہے کہ صحرا کی طرف نکلے،اگر عورتوں کو گھر سے نکلنے اور مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا میسر نہ ہو تو گھر میں ہی جماعت سے یا اکیلے عید کی نماز پڑھ لے۔اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں ان کے لئے بڑا اجر ہے۔(بن باز ڈاٹ آرگ ڈاٹ ایس اے)

سوال:عید کی نماز میں کتنی تکبیرات ہیں کچھ علماء سات کہتے ہیں اور کچھ آٹھ کہتے ہیں؟

جواب :عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیرات ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات ہیں۔اب اس میں اس بات پہ اختلاف ہے کہ پہلی رکعت میں سات تکبیرات میں تکبیر تحریمہ داخل ہے یا خارج ہے،میرا ماننا ہے کہ سات میں تکبیر تحریمہ داخل ہے مگر عام اہل حدیث علماء مانتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کو چھوڑ کر سات زائد تکبیرات ہیں۔اس معاملہ میں وسعت ہے اس لئے دونوں میں سے جس پر عمل کرتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: عورتیں گھر پر عید کی نماز نہیں پڑھ سکتیں تو کیا ہم اشراق کی نماز پڑھیں گے؟

جواب: عورتوں کے حق میں عید کی نماز مسنون و مستحب ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ عورتیں اپنے گھروں میں عید کی نماز نہیں پڑھ سکتی ہیں جبکہ بعض علماء عورتوں کو گھر میں عید کی نماز ادا کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ گویا کے گھر میں عورتوں کی نماز عید سے متعلق اختلاف ہے لیکن چاشت کی نماز میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس نماز کو بلاشبہ عورتیں اپنے گھروں میں عید کے دن پڑھ سکتی ہیں۔

عورتیں چاہیں تو اپنے گھروں میں عید کی نماز پڑھ لیں ایسی صورت میں عید کی طرح بارہ تکبیرات کہیں، سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور خطبہ چھوڑدیں یا چاہیں تو چاشت کی نماز پڑھ لیں۔

سوال: عورتوں کے حق میں عید کی نماز پڑھنا سنت ہے یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ اور کیا اس نماز کو پڑھنے سے اجر ملے گا اور چھوڑنے سے گناہ ہو سکتا ہے؟

جواب: عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں ہے، مستحب ہے، مردوں کے حق میں واجب ہے۔ عورت اگر عید کی نماز پڑھے تو اجر ہے اور چھوڑدے تو کوئی گناہ نہیں ہے لیکن جان بوجھ کر نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر عورتوں کو بھی عیدگاہ نکلنے کا حکم دیا ہے۔

سوال: کیا عید کی رات دس بجے نہا سکتے ہیں یا صبح کو نہانا ضروری ہے؟

جواب: عید کی نماز کے لئے غسل فجر کی نماز کے بعد کرنا ہے، یہ افضل ہے لیکن کوئی مجبوری ہو تو فجر سے پہلے رات میں بھی غسل کر سکتے ہیں۔ بطور خاص عورتوں کے ساتھ فجر کے بعد گھریلو کام ہوتے ہیں وہ رات میں ہی نہا لیتی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کیا کوئی شخص دو مرتبہ عید کی نماز پڑھ سکتا ہے جیسے کوئی دبئی میں رہتا تھا اس نے وہاں عید کی نماز ادا کرلی، پھر وہ پاکستان گیا اگلے دن پاکستان میں عید تھی تو وہاں پر بھی عید کی نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جس نے ایک بار عید کی نماز پڑھ لی، اس کا معاملہ ختم ہوگیا تاہم دوسرے ملک جاکر وہاں کے لوگوں کے ساتھ دوبارہ نماز عید پڑھ لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: عید کے دن جو تکبیرات پڑھتے ہیں وہ کس وقت سے شروع کرنا ہے اور کب ختم کرنا ہے؟

جواب: عید کا چاند نکلنے کے بعد سے عید کی تکبیر کہنے کا وقت شروع ہوتا ہے اور نماز عید تک یہ وقت رہتا ہے۔

سوال: عورت گھر میں عید کی نماز پڑھ سکتی ہے اس کی حدیث سے کوئی دلیل ہے تو بتادیں اور کیا وہ عید کی نماز اسی طریقہ سے پڑھے گی جیسے عید گاہ میں پڑھی جاتی ہے یعنی تکبیرات کے ساتھ؟

جواب: عورتوں کے گھر میں نماز پڑھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو گھر سے باہر نکلنے کا حکم دیا ہے، عذر کے وقت بعض علماء کا قول ہے کہ گھر میں عورت عید کی نماز پڑھ سکتی ہے جیسے انس رضی اللہ عنہ بصرہ شہر سے دور زاویہ نامی ایک گاؤں میں رہتے تھے جب وہ شہر جاکر عید کی نماز نہیں پڑھ پاتے تو گھر پر ہی اپنے گھر والوں کے ساتھ عید کی طرح نماز عید ادا کرلیتے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام عبداللہ بن ابی عتبہ کو حکم بھی دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو جمع کرکے شہر والوں کی طرح عید کی نماز پڑھ لے کیونکہ یہ لوگ شہر سے دور رہتے تھے۔

اس لئے عورتیں چاہیں تو گھر میں عید کی نماز زائد تکبیرات کے ساتھ پڑھ لیں یا اس کے بجائے چاشت پڑھ لیں یا پھر عید گاہ میں علاحدہ انتظام ہو تو عید گاہ جائیں۔

سوال: کسی کے گھر میت ہوجائے تو پہلی عید پر لوگ اس کے گھر ملنے جاتے ہیں کیا یہ عمل صحیح ہے؟

جواب: کسی کے یہاں وفات ہوجائے تو اس سے ملنا، تعزیت کرنا اور جنازہ میں شریک ہونا یہ سب مسنون عمل ہے۔ اور وہ عمل جس کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے وہ مردود و باطل ہے۔ عید کے دن کسی کے گھر اس لئے ملنے آنا کہ اس کے یہاں کچھ دن یا کچھ مہینے پہلے فوتگی ہوگئی تھی یہ سراسر بدعت ہے۔ اہل میت کے یہاں لوگوں کا جمع ہونا اور پھر ان لوگوں کے لئے کھانا پکانا نہ صرف زمانہ جاہلیت کے عمل میں سے ہے بلکہ یہ نوحہ میں شمار ہے۔ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كنَّا نرى الاجتماعَ إلى أهلِ الميِّتِ وصنعةَ الطَّعامِ منَ النِّياحة(صحيح ابن ماجه:1318)

ترجمہ: ہم گروہِ صحابہ اہل میّت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔

اس لئے معاشرے میں جو یہ بدعت رائج ہے، لوگ میت کے گھر عید پہ جمع ہوتے ہیں اس بدعت کو اپنے معاشرے سے ختم کریں، کم از کم خود کو اس بدعت سے دور رکھیں۔

سوال: ہم عورتوں کے لئے پاکستان میں سب سے بڑا عذر یہ ہے کہ یہاں عورتیں عید گاہ جا ہی نہیں سکتیں حتی کہ مسجد بھی نہیں کیونکہ پاکستان میں عورتوں کے لئے عید کی نماز ہے ہی نہیں تو کیا ہم گھر پہ ہی عید کی طرح تکبیرات کے ساتھ سورۃ اعلی اور دوسری میں سورۃ غاشیہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: گھر پر نماز پڑھنے والی عورتوں کے لیے دو آپشن ہیں، وہ چاہے تو شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے فتوی کی روشنی میں گھر پہ عید کی طرح زائد تکبیرات کے ساتھ نماز ادا کرلیں اور نماز میں کوئی بھی سورت پڑھ سکتے ہیں، سورہ اعلی و سورہ غاشیہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

یا پھر عورتیں چاشت کی نیت سے دو رکعت نماز ادا کرلیں جس کا پڑھنا ہمیشہ مشروع ہے اور پاکستان میں بھی بعض مقامات پر مردوں کے ساتھ خواتین کے لئے عید کی نماز کا اہتمام ہوتا ہے ایسی جگہ پر عورتیں مردوں کے ساتھ عید کی نماز ادا کریں۔

سوال: کیا عید کی نماز صحرا میں ادا کرنے کا حکم ہے؟

جواب: یہ صحیح بات ہے کہ عید کی نماز صحرا میں ادا کرنا ہے لیکن اگر کوئی عذر ہو تو مسجد میں بھی عید کی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ کسی کسی جگہ پر مسجد میں عید کی نماز عورتوں کی وجہ سے ادا کی جاتی ہے تاکہ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ عید کی نماز ادا کر سکے۔ اگر ایسا کوئی عذر نہیں ہے تو پھر بستی سے باہر جا کر عید کی نماز پڑھنے کی ترغیب دی جائے تاکہ سنت پر عمل ہو۔

سوال: ہمارے بردرس قسم کے کچھ لوگ اس طرح بتاتے ہیں کہ چاند بدلی کے پیچھے فیصد چھپا ہوا رہتا ہے پوری طرح سے غائب نہیں رہتا ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند دکھے یا نہ دکھے عید منا لینا چاہیے کیونکہ اس کا وقت ہو گیا ہوتا ہے جس طرح نماز کا وقت ہو جائے تو اسے پڑھنا ہی ہے تو ایسے لوگوں کو کس طرح سمجھائیں؟

جواب: کوئی آدمی اس طرح کی بات کرے تو ہم یہ دلیل پیش کریں گے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: **صوموا لرؤيته . وأفطروا لرؤيته . فإنْ أُغْمِيَ عليكم فاقْدروا له ثلاثينَ (صحيح مسلم:1080)**

ترجمہ: چاند دیکھ کر روزہ رکھواور چاند دیکھ کرافطار کرو۔اگربدلی چھاجائے تو(شعبان کے) تیس(دن)پورے کرو۔اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھواور چاند دیکھ کر عید مناؤ،اگر29 شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تیس شعبان مکمل کرنے کا حکم دیا ہے،یہی حکم رمضان میں بھی ہے کہ 29رمضان کو چاند نظر نہ آئے تو 30رمضان مکمل کریں گویا بدلی والی جو کہی گئی ہے اس کا شرعا کوئی اعتبار نہیں ہوگا عید منانے میں اعتبار رویت کا ہی ہوگا یہی فرمان رسول کا تقاضہ ہے۔ایسے لوگوں کو اس دلیل سے سمجھائیں، سمجھ جائے تو ٹھیک ورنہ آپ کو منوانے کی ضرورت نہیں ہے۔الحمد للہ جمعیت اہل حدیث کے پلیٹ فارم سے رویت ہلال کے اعلان کا انتظام ہے اور اس حساب سے عمل کیا جاتا ہے۔

سوال: عیدپربچوں کوجوپیسے دیتےہیں یعنی عیدی دی جاتی ہے اس کا کوئی پسِ منظر ہے دورِرسالت کے ساتھ؟

جواب: عہدرسالت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے،یہ نئے زمانے کا ایک رواج ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔یہ خوشی کادن ہے اس لئے بچوں کو خوشی منانے اور کھانے پینے کے لئے پیسے دینے یا کوئی ہدیہ وتحفہ دینے میں حرج نہیں ہے۔

سوال: اگرمسجدمیں عیدکی نمازہوتوکیاتحیۃالمسجدپڑھیں گے؟

جواب: ہاں،مسجد میں عید کی نماز ہو تو وہاں تحیہ المسجد پڑھیں گے۔

سوال: شوال کاپورامہینہ اپنےدوست واحباب سے عیدملنا،ایک دوسرے کی دعوتیں کرنا، تصاویر بنانا کیایہ سب غلط ہیں؟

جواب: عید کا دن ایک ہی ہے جو پہلا شوال ہے،اس کے بعد کا عید سے تعلق نہیں ہے۔عید کے دن یا اس کے بعد لوگوں کا ایک دوسرے سے ملنے جانا، تحفے تحائف دینا اور دعوت کرنا یہ اپنی جگہ ممنوع نہیں ہے،تاہم ملنے جلنے اور

دعوت کھانے وکھلانے میں غیر شرعی کاموں سے بچنا ہے جیسے کہ آپ نے تصویر کا ذکر کیا ہے، اس سے اور اس جیسے دوسرے غیر شرعی کاموں سے بچا جائے۔

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عورتوں کو عید کی نماز نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ واجب نہیں ہے؟

جواب: نبی ﷺ نے عورتوں کو عید کے دن گھر سے نکلنے اور عید گاہ جانے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ مردوں کے ساتھ عید کی نماز ادا کرسکیں۔ صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحی میں عید گاہ لے جائیں جوان لڑکیوں، حیض والی عورتوں اور پردہ نشین خواتین کو بھی، ہاں حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں لیکن وہ اخیر میں مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی ایک کے پاس جلباب نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی بہن اس کو اپنی چادر اڑھا دے۔ (صحیح البخاري: 324 و صحیح مسلم: 890)

آپ ﷺ نے حیض والی عورت کو بھی عید گاہ جانے کا حکم دیا ہے اس لئے عورتوں کو بھی عید کی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے اور جو لوگ عورتوں کو نماز عید سے منع کرتے ہیں وہ سنت رسول کی مخالفت کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی بات نہ سنیں۔

سوال: اگر ہم مسجد میں فجر کی نماز پڑھتے ہیں اور اسی جگہ بیٹھے ذکر کرتے رہتے ہیں یہاں تک سورج بلند ہو جاتا ہے تو اشراق کی نماز پڑھ سکتے ہیں پھر اس کے بعد عید کی نماز پڑھیں؟

جواب: عید کے دن نبی ﷺ عید گاہ میں دو رکعت سے پہلے یا بعد میں کچھ نہیں پڑھتے تھے اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ جب عید سے لوٹتے تھے تو گھر میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ آپ فجر کی نماز کے بعد عید کی تکبیر میں مشغول رہیں جیسا کہ یہ عمل مسنون ہے اور پھر عید کی نماز پڑھیں، یہی نماز اشراق کے لئے کفایت کرجائے گی اور مسجد میں عید کی نماز کے لئے آنے والا شخص بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیہ المسجد پڑھے گا کیونکہ یہ عید گاہ نہیں ہے مسجد ہے۔

سوال: کیا بغیر کسی عذر کے عید الفطر یا عید الاضحی کی نماز مسجد میں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: سنت یہ ہے کہ عید کی نماز بستی سے باہر نکل کر صحرا میں ادا کی جائے لیکن اگر بغیر عذر کے مسجد میں ادا کی گئی تب بھی عید کی نماز صحیح ہے لیکن اس میں سنت کی مخالفت ہے۔

سوال: جب ہم عورتیں عیدگاہ میں نماز پڑھتے ہیں تو عورتوں کی صف بھی بائیں جانب مردوں کے بالمقابل ہوتی ہے (بالکل برابر) تو کیا عورتوں کی ایک صف پیچھے رہے گی یا یہی ٹھیک ہے؟

جواب: عورتوں کے لئے پردہ کے ساتھ دوسری جانب الگ سے نماز پڑھنے کا انتظام ہوتا ہے اس وجہ سے ان کی صفیں مردوں کے بالمقابل ہو یا کچھ آگے پیچھے ہو اس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، دونوں طریقے صحیح ہیں، ان دونوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خیال یہ رہے کہ صف امام سے آگے نہ ہو۔

سوال: چاندرات کے حوالے سے رہنمائی فرمادیں کیونکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سارا رمضان عبادت کرنے کے بعد چاندرات کو فرض نماز تک نہیں ادا کرتے اور یہ بھی سنا ہے کہ چاندرات رمضان المبارک میں جو عبادات کی ہیں ان کا نچوڑ ہے کیا یہ بات ٹھیک ہے اور اس رات میں کیا عبادات کرنی چاہیے؟

جواب: آپ کے سوال پر تین پہلو میں جواب ہو سکتا ہے۔ ایک پہلو تو یہ ہے کہ عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام والی رات کہنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، بیہقی کی ایک روایت میں ذکر ہے وہ ضعیف ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ عید کی رات خصوصی عبادت سے متعلق بھی بعض احادیث آئی ہیں وہ سب ضعیف و موضوع ہیں، جیسے ابن ماجہ کی یہ روایت، ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قامَ ليلتَيِ العيدَيْنِ، محتسبًا للهِ، لم يمتْ قلبُه يومَ تموتُ القلوبُ(ضعيف ابن ماجه:353)

ترجمہ: جو شخص عیدین کی راتوں میں ثواب کی نیت سے اللہ کی عبادت کرے گا، تو اس کا دل نہیں مرے گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔

اس کو شیخ البانی نے موضوع قرار دیاہے۔ گویاشب عید کی کوئی خصوصی فضیلت ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس رات کوئی خصوصی عبادت کا ثبوت ملتا ہے۔ تیسرا پہلو یہ ہے کہ عموما خواتین صرف شب عید میں ہی نہیں آخری عشرے کے پورے ایام میں عبادت کے تئیں غفلت کا شکار ہو جاتی ہیں، وہ گھر کی تیاری، کپڑوں کی تیاری، مختلف پروگراموں کی تیاری اور سامانوں کی خرید میں بار بار دوکان وبازار کا چکر لگاتی ہیں اور اپنے اہم اوقات کو ضائع کرتی ہیں، وقتوں کے ضیاع میں مرد بھی نظر آتے ہیں۔ رمضان کا آخری عشرہ اہمیت وفضیلت کے اعتبار سے کافی اہم ہے اس لئے اس میں کافی زیادہ اجتہاد کرنا چاہئے جیسے ہمارے نبی محمد ﷺ کیا کرتے تھے۔ اور شب عید کی عبادت کے متعلق یہ جان لیں کہ یہ بھی ایک رات ہے، گو کہ اس رات کی عبادت کو خصوصی فضیلت حاصل نہیں ہے تاہم اس رات بھی قیام اللیل کر سکتے ہیں جیسے پورے سال قیام اللیل مشروع ہے۔

سوال: عبقری کے حوالے سے یہ پوسٹ آئی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ ((فوت شدگان کو عیدی دیں، جو شخص عید کے دن تین سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے اور فوت شدہ مسلمانوں کی ارواح کو اس کا ایصال ثواب کرے تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مرے گا اللہ تعالی اس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔ (یہ وظیفہ دونوں عیدین میں کیا جا سکتا ہے) (مکاشفۃ القلوب ص: 308))

جواب: عبقری کے حوالہ سے بنیادی بات ذہن نشین کرلیں کہ عبقری کے نام سے انٹرنیٹ پر ویب سائٹ ہے اس کو چلانے والا ایک غالی قسم کا صوفی ہے جن کا نام حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی ہے۔ اس بندے کا کام ہی اپنی طرف سے وظائف گھڑ گھڑ کر لوگوں میں پرچار کرنا ہے۔ اور ہر طرح سے اپنے تصوف کو پھیلا رہے ہیں جیسے عبقری میگزین، عبقری ویب سائٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ۔ آپ عبقری نام دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ اسی صوفی کی پھیلائی ہوئی بات ہے۔

مذکورہ بات کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہے اور اس میں جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے مکاشفۃ القلوب کا جو امام غزالی کی طرف منسوب ہے دراصل یہ کتاب بھی اس قسم کی بہت سی غلط باتوں سے عبارت ہے۔ ہمیں اس طرح کی تصوف والی کتابوں، تصوف کی باتوں اور طارق مجذوبی جیسے صوفیوں سے دور رہنا چاہئے۔

سوال: نبی ﷺ کی جانب منسوب ماہ رمضان کو الوداع کہنے کی ایک دعا آتی ہے کیا وہ دعا جو نیچے والی حدیث میں ہے، صحیح دعا ہے؟

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دنوں میں تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر فرمایا کہ رمضان کو اس دعا کے ساتھ رخصت کرو۔ ((اللھم لا تجعلہ آخر العھد من صیامنا ایاہ فان جعلتہ فاجعلنی مرحوما ولا تجعلنی محروما))۔

ترجمہ: یا اللہ ان روزوں کو میرے لئے آخری رمضان نہ فرما، اگر یہ آخری روزے ہیں تو مجھے رحمت پانے والوں میں سے کردے اور مجھے محروم نہ فرما۔

پس جس نے یہ دعا مانگی اسے ایک رحمت ضرور نصیب ہوگی، یا تو اگلا رمضان پائے گا یا پھر اللہ کی رحمت و مغفرت پائے گا۔

جواب: احادیث کی تحقیق والی مشہور سائٹ پر کہا گیا ہے کہ یہ کتب السنہ میں موجود نہیں ہے، شیعہ کی کتاب میں ہے۔

((روي عن جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنهما قال: دخلتُ على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: في آخر جمعة من شهر رمضان، فلما بَصُر بي قال لي: يا جابر، هذه آخر جمعة من شهر رمضان فودِّعه، وقل: اللهم لا تجعله آخر العهد من صيامنا إياه، فإن جعلتَه فاجعلني مرحومًا، ولا تجعلني محرومًا؛ فإنه مَن قال ذلك ظفِر بإحدى الحُسنيين، إمَّا ببلوغ شهر رمضان، وإمَّا بغفران الله ورحمته)).

گویارمضان کو رخصت کرنے سے متعلق مذکورہ دعاکی کوئی اصل نہیں ہے، شریعت محمدی میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس لئے اس دعاکا اہتمام کرنا بدعت کہلائے گا۔ دعاکرنے میں سنت کی پیروی کریں یعنی جس طرح محمد ﷺ نے دعاکرنے کو کہاہے اس طرح دعاکریں۔

سوال: کیاچاندرات مبارک کہنا صحیح ہے؟

جواب : چاندرات کی مبارکبادی دینے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس لئے چاندرات مبارک کہنااسلامی شعار نہیں ہے، یہ بدعت کے دائرے میں داخل ہوگا۔ عید کا چاند نکلنے کے بعد چاہیں تو عید کی مبارکبادی دے سکتے ہیں، آپ عید مبارک کہہ سکتے ہیں اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں تقبل اللہ منا ومنک (اللہ ہماری اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے)تاہم یہ مبارکبادی بھی اصل میں عید کی نماز کے بعد دینی چاہئے۔

سوال: اگر کوئی عورت عدت میں ہو تو وہ عید کی نماز کیسے پڑھے گی؟

جواب: عورتوں کے حق میں عید کی نماز مسنون ہے، اس کے باوجود نبی ﷺ نے انہیں اپنے گھروں سے نکلنے اور عیدگاہ جانے کا حکم دیاہے لیکن جس کسی عورت کے ساتھ عذر ہو وہ عیدگاہ نہ جائے۔ عدت والی عورت بھی عیدگاہ نہیں جائے گی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ عدت میں عورت کو گھر سے نکلنا منع ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عورتوں کے حق میں نماز عید واجب بھی نہیں ہے۔

سوال: شب عید کو لیلۃ الجائزہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے جس کی بنیاد پر شب عید کو لیلۃ الجائزہ کہا جائے گا۔ اس سے متعلق جو حدیث آتی ہے وہ ضعیف ہے اس لئے شب عید کو لیلۃ الجائزہ یاانعام والی رات کہنا صحیح نہیں ہے۔

سوال: عیدگاہ پہنچنے تک جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو جتنی رکعت کسی سے رہ جائے گی اتنی بعد میں مکمل کرنی ہوگی یاالگ سے دو رکعتیں پڑھنا ہے؟

جواب: عید کی دو رکعت ہے، جس نے امام کے ساتھ عید کی دونوں رکعتیں پالی اس کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے اور جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پائی وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر مزید ایک رکعت ادا کرے، اس رکعت میں

حالت قیام کی ابتداء میں پانچ زائد تکبیرات کہے پھر سورہ فاتحہ اور ایک کوئی دوسری سورت پڑھے۔امام کے ساتھ ایک رکعت مل جانے سے جماعت کا اجر مل جاتا ہے۔اگر کسی سے عید کی دونوں رکعتیں چھوٹ جائیں یاامام کو تشہد میں پائے تواس کو عید کی طرح دو رکعت ادا کرنا ہے۔پہلی رکعت میں سات تکبیرات کہے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات کہے۔

سوال: عید کی نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: عیدین کی زائد تکبیرات پہ رفع یدین کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں بیان کرتے ہیں۔

ويرفعُهما في كلِّ تَكبيرةٍ يُكبِّرُها قبلَ الرُّكوعِ حتَّى تنقضيَ صلاتُهُ(صحيح أبي داود:722)

ترجمہ:آپ ہر رکعت میں رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے،یہاں تک کہ آپ کی نماز پوری ہو جاتی۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ آپ ﷺ رکوع سے پہلے تمام تکبیر پر دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔اس کو مندرجہ ذیل روایت سے بھی تقویت ملتی ہے۔

عن وائل بن حُجْر قال:رأيتُ رسول الله صلَّى الله عليه وسلَّم يرفع يدَيْه مع التكبير۔(رواه أحمد :4/ 316 والطيالسي :1021والدَّارِمي :1/ 285).

ترجمہ: وائل بن حجر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تمام تکبیرات پر رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔

حکم:اس کی سند کو شیخ البانی نے حسن کہا ہے۔(إرواءالغليل:113/3)

سوال:کیا عیدگاہ میں پکا یا کچا ممبر کی کوئی گنجائش ہے؟

جواب: شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ عید کی نماز میں امام کے لئے منبر پر خطاب کرنا مسنون ہے تو شیخ نے جواب دیا کہ کچھ علمائے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ یہ سنت ہے وہ اس وجہ سے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: نبی ﷺ نے لوگوں کو عید کے دن خطاب کیا اور پھر نیچے اتر کر خواتین کے پاس گئے۔اس حدیث کی روشنی میں

ان کا کہنا ہے کہ نیچے اترنے کا عمل کسی اونچی جگہ سے ہی ممکن ہے چنانچہ اسی پر عمل جاری وساری ہے۔دیگر علماء کہتے ہیں کہ عید گاہ میں منبر نہ لیکر جانا زیادہ بہتر ہے مگر عید گاہ میں منبر لے جانے یا نہ لے جانے ہر دو صورت کی گنجائش ہے ان شاءاللہ۔

(مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین:16/ 350).

سوال: کیا عید کے دن گلے ملنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے؟

جواب: شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: نماز عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنے کا حکم کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا: ان اشیاء میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ لوگ اسے بطور عبادت اور اللہ تعالی کا قرب سمجھ کر نہیں کرتے، بلکہ لوگ یہ بطور عادت اور عزت واکرام اور احترام کرتے ہیں، اور جب تک شریعت میں کسی عادت کی ممانعت نہ آئے اس میں اصل اباحت ہی ہے۔اھ۔(مجموع فتاوی ابن عثیمین:16 / 208- 210)

سوال: ایک امام جو خود ایک مرتبہ عید کی نماز پڑھا چکا ہو دوسرے عالم کے ہوتے ہوئے کیا دوبارہ عید کی امامت کرا سکتا ہے یعنی ایک ہی امام دو مرتبہ جماعت کرایا کیا اس طرح درست ہے؟

جواب: عید کی نماز مسلمانوں کو ایک جگہ اور ایک ساتھ پڑھنا چاہئے اور نبی ﷺ نے ایک نماز کو دوبار پڑھنے سے منع فرمایا ہے نبی ﷺ کا فرمان ہے: **لا تصلُّوا صلاةً في يومٍ مرَّتينِ(صحيح أبي داود:579)**

ترجمہ: تم کسی نماز کو دن میں دو مرتبہ نہ پڑھا کرو۔

تاہم کبھی اس کی ضرورت پڑ جائے کہ کسی کو دوبارہ وہی نماز پڑھانی پڑے تو اس میں حرج نہیں ہے، ایک نماز کو دوبار بھی صحابی سے ادا کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔جہاں تک عید کی امامت کا مسئلہ ہے تو اس بارے میں ٹرسٹی حضرات گاؤں کے دیگر علماء وذمہ داران کے ساتھ مل کر پہلے سے طے کرلیں کہ کون اور کہاں امامت کرائے گا تاکہ امامت کا معاملہ کسی نزاع کا سبب نہ بنے۔

سوال: مسجد یا عید گاہ میں اگربتی جلانا کیسا ہے؟

جواب : خوشبو کی چیز بدن پہ، گھر میں اور مساجد میں استعمال کرنا جائز ہے، نبی ﷺ نے جس طرح بدن پہ خوشبو استعمال کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح مسجد کو بھی صاف ستھرا رکھنے اور خوشبو سے معطر کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ (صحيح الترمذي:594)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجد بنانے، انہیں صاف رکھنے اور خوشبو سے بسانے کا حکم دیا ہے۔

اگربتی بھی خوشبو کی ایک قسم ہے اسے مسجد یا عیدگاہ میں جلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے قسم کے بخور اور خوشبودار اسپرے کا چھڑکاؤ کرتے ہیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

شوال کے چھ روزوں سے متعلق مسائل...........

سوال: عید کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لئے پھر ایام بیض کے روزے جب ہوتے ہیں اس میں رمضان کے قضا روزے کی نیت کر سکتے ہیں؟

جواب: آپ کو پہلے رمضان کے قضا روزے رکھنے تھے کیونکہ شوال کے روزوں کا اجر اس کے لئے ہے جو پہلے رمضان کا روزہ مکمل کرے پھر شوال کا روزہ رکھے۔ اگر آپ نے پہلے شوال کا روزہ رکھ لیا ہے اور اب رمضان کے قضا روزے باقی ہیں تو ایام بیض کے دنوں میں قضا کرتے وقت رمضان کی قضا کی ہی نیت کریں گے، اس کے ساتھ ایام بیض کو نہیں ملائیں گے، قضا کا معاملہ الگ ہے، ہاں اگر کوئی شوال کے نفلی روزوں کے ساتھ ایام بیض کی بھی نیت کر لے تو اس میں حرج نہیں ہے۔

سوال: ایک بہن کا سوال ہے کہ وہ شوال کے چھ روزے ایک دن چھوڑ چھوڑ کر رکھ رہی ہے، آج اتوار ہے اور انہوں نے آج بھی روزہ رکھ لیا ہے لیکن وہ متردد ہیں کہ اتوار کے دن تو نفلی روزہ رکھنا منع ہے پھر کیا کرے؟

جواب: شوال کے نفلی روزے الگ الگ اور ایک ساتھ دونوں طرح سے رکھ سکتے ہیں اور اتوار کو بھی منفرد روزہ رکھا جاسکتا ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے، جمعہ کو اکیلا روزہ نہیں رکھنا ہے۔

سوال: ہر ممکن کوشش کے باوجود رمضان کے قضا روزے پورے کرنے میں شوال کے اکثر دن گزر گئے، اب صرف چار دن بچ گئے تو ایسی صورت میں شوال کے روزوں کا کیا جائے؟

جواب: شوال کا روزہ نفلی ہے، رکھ سکے تو اچھی بات ہے اور نہیں رکھ سکے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ کتنے سارے نفل روزے ہیں، ہم نہیں رکھ پاتے ہیں اور کتنی ساری نفلی نمازیں ہیں، ہم نہیں پڑھ پاتے ہیں۔ جتنی استطاعت ہے عمل کرنے کی عمل کریں اور جو نہ کرسکیں اس کے لئے ہم پریشان نہ ہوں۔ ہمارے لئے اصل فرائض ہیں، وہ کبھی نہ چھوٹے اور اس میں کبھی کوتاہی نہ ہو۔ آپ نے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرلی تو آپ نے اللہ کی طرف سے فرض کیا ہوا حق ادا کرلیا جو بڑی اچھی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی کسی نفلی عبادت کی نیت کرے مگر کوشش کے باوجود اس عبادت کو انجام نہ دے سکے تو اللہ کے یہاں اس کو صرف نیت کرنے کی وجہ سے اجر مل جائے گا، مذکورہ معاملہ بھی اسی قبیل کا ہے یعنی جس نے شوال کے روزوں کی نیت کی مگر کوشش کے باوجود نہیں رکھ سکا تو نیت کا اجر ملے گا۔

سوال: اگر کوئی شوال کے روزے رکھنا چاہے تو اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ عید کے دوسرے دن (۲ شوال) سے روزہ رکھنا شروع کردے یا اس کے بعد کبھی بھی شوال کے ختم ہونے تک شوال کا روزہ رکھا سکتا ہے؟

جواب: شوال کے چھ روزے پورے شوال میں کبھی بھی رکھ سکتے ہوں، دو شوال سے رکھنا ضروری نہیں ہے، یہ چھ روزے ایک ساتھ یعنی لگاتار رکھیں یا الگ الگ رکھیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن ماہ شوال میں ہی رکھنا ہے اور ایک شوال کو چھوڑ کر رکھنا ہے کیونکہ عید کے دن روزہ منع ہے۔

سوال: اگر حیض کی وجہ سے کسی عورت کے پندرہ روزے چھوٹے ہیں تو شوال میں پہلے رمضان کی قضا کرنا پھر شوال کا روزہ رکھنا مشکل ہے، ایسے میں کیا شوال کے نفل روزے بعد میں نہیں رکھ سکتے یا قضا بعد میں نہیں کر سکتے ہیں؟

جواب: کسی خاتون سے شرعی عذر کی بناپر رمضان کے پندرہ روزے قضاہو گئے ہیں تو اس خاتون کو پہلے قضاروزے رکھنے ہیں۔ اور انسان کو پہلے فریضہ کی قضا کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ انسان کی زندگی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ شوال کا روزہ نفلی ہے اور یہ رمضان کے تابع ہے۔ جو رمضان کا روزہ مکمل رکھے وہی یہ روزہ رکھے گا۔

اگر اس خاتون نے رمضان کے سارے قضاروزے شوال میں رکھ لئے اور ابھی اتنے ایام باقی ہیں کہ شوال کے چھ روزے رکھے جاسکتے ہیں تو وہ خاتون شوال کے چھ روزے رکھ لے۔

یہاں ایک مسئلہ یہ سمجھ لیں کہ قضاروزوں سے پہلے شوال کے روزے رکھنا صحیح نہیں ہے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شوال کا چھ روزہ شوال میں ہی رکھا جائے گا بعد میں نہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے قضاروزے اگلے رمضان تک ادا کر سکتے ہیں۔

سوال: ماہ شوال میں شوال کے چھ نفلی روزوں کے ساتھ رمضان کے چھوٹے روزوں کی ایک ساتھ نیت کر سکتے ہیں، دونوں ادا ہو جائیں گے؟

جواب: ایسا نہیں کر سکتے ہیں، پہلے رمضان کے قضاروزے رکھنے ہیں پھر شوال کے روزے رکھنے ہیں یعنی رمضان کے قضاروزے اور شوال کے چھ روزے دونوں کو ایک ساتھ نیت کرکے نہیں رکھ سکتے ہیں بلکہ دونوں کو الگ الگ رکھنا ہے نیز پہلے رمضان کے چھوٹے ہوئے فرض روزے رکھنا ہے پھر شوال کے نفلی روزے رکھنا ہے۔

سوال: شوال کے دو روزے رکھ چکے ہیں، ایک دن بعد کرکے رکھتے ہیں، ابھی چار باقی بچ گئے ہیں، سوال یہ ہے کہ سوال یہ ہے کہ اگر ایک دن وقفہ کے بعد جمعہ آجائے تو روزہ رکھنے میں حرج یا گناہ تو نہیں کیونکہ شوال کے کچھ دن ہی رہ گئے ہیں؟

جواب: جمعہ کو خاص کرکے صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ممنوع ہے اس لئے جب جمعہ کا دن آجائے اور روزہ رکھنا ہو تو صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھیں بلکہ جمعہ کو جمعرات یا ہفتہ سے ملاکر روزہ رکھیں یا پھر جمعہ کو روزہ ہی نہ رکھیں اور جو صورت ذکر کی گئی ہے کہ شوال کے چند ہی دن بچ گئے تو ایسی مجبوری میں جمعہ کو بھی اکیلا روزہ رکھ سکتے ہیں کیونکہ یہاں عذر ہے جیسے کبھی یوم عرفہ جمعہ کو آجائے تو ہم جمعہ کا روزہ رکھتے ہیں اسی عذر کے تحت۔

سوال: میں نے شوال کا صرف ایک ہی روزہ رکھا، باقی روزہ نہیں رکھا تو کیا سارے روزہ رکھنا ضروری ہے؟

جواب: شوال کا روزہ واجب نہیں ہے، نفلی روزہ ہے۔ نفلی روزہ کا مطلب ہے کہ جو چاہے یہ روزہ رکھے اور جو نہ چاہے وہ نہیں رکھے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی شوال کے پورے چھ روزہ رکھتا ہے تو اس کو وہ فضیلت جو حدیث میں وارد ہے حاصل ہوگی لیکن کوئی پورا روزہ نہیں رکھتا ہے، ایک روزہ یا چند روزہ رکھتا ہے تو جتنا روزہ رکھا ہے اس کو نفلی روزہ کی حیثیت سے اجر ملے گا۔

سوال: ایک عورت شوال کا روزہ رکھ رہی تھی پھر حیض آیا اور اب پاک ہوگئی ہے، پاکی کے بعد اگلا دن جمعہ ہے تو کیا وہ جمعہ سے اپنا روزہ شروع کرسکتی ہے؟

جواب: جی بالکل جمعہ سے اپنا روزہ شروع کرسکتے ہیں، جمعہ سے روزہ شروع کرنا منع نہیں ہے بلکہ خاص کرکے صرف جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا منع ہے۔

قضا روزوں کے مسائل...............

سوال: رمضان کا چھوٹا ہوا روزہ صرف ہفتہ کو یا صرف اتوار کو رکھ سکتے ہیں؟

جواب: صرف ہفتے کا ایک روزہ رکھنا منع ہے اس لئے ایک روزہ نہ رکھیں بلکہ ہفتہ کے ساتھ ایک دن پچھلا یا ایک دن اگلا ملاکر رکھیں، یہ بہتر ہے تاہم اگر ہفتہ ہی کو روزہ قضا کرنے کی فرصت ملے تو بعض اہل علم نے ہفتہ کو بھی اکیلا روزہ رکھنا جائز قرار دیا ہے رکھا جاسکتا ہے اور اسی طرح اتوار کا روزہ بھی اکیلے بطور قضا رکھ سکتے ہیں، اس میں حرج نہیں ہے۔

سوال: اگر کسی شخص کے پچاس سال کے روزے قضا ہوں تو اس کے لئے کیا حکم ہے، وہ ضعیف ہے خود رکھ بھی نہیں سکتا اور فدیہ دینا ہو تو کیا کسی مدرسہ کے بچوں کو کھانا کھلا سکتا ہے یا رقم دے سکتا ہے کسی ضرورت مند کو؟

جواب: اگر روزہ رکھنے کی طاقت تھی پھر بھی پچاس سالوں سے روزہ نہیں رکھتا تھا تو وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر رہا تھا اور اگر پچاس سالوں سے روزہ نہ رکھنے کی طاقت تھی تو روزہ کا فدیہ دینا تھا اور روزہ کا فدیہ ہر رمضان کو رمضان میں ہی دینا تھا۔ جو بھی صورت ہو، دونوں صورتوں میں روزہ چھوڑنے والا گنہگار ہے۔ اب اگر اسے احساس ہوا ہے تو پہلے وہ اللہ سے خالص توبہ کرے پھر پچاس سالوں کے چھوٹے ہوئے روزوں کو شمار کرے کہ مکمل کتنے روزے بنتے ہیں۔ اتنے روزوں کا فدیہ فقیر و مسکین کو دے۔ فدیہ میں رقم نہیں دینا ہے بلکہ اناج دینا ہے اور مسکین و غریب کو دینا ہے اور کسی ایسے مدرسہ کو بھی دے سکتے ہیں جہاں بچے غریب پڑھتے ہوں، مدرسہ والوں کو فدیہ دیتے وقت بتادیں کہ یہ روزوں کا فدیہ ہے اسے صرف غریب بچوں کو کھلائے۔ کھانا بھی بنا کر دے سکتے ہیں اور غلہ بھی دے سکتے ہیں۔

سوال: قضا روزہ رکھنے کے لئے جمعہ کا دن خاص نہیں کر سکتے ہیں یا ہفتہ یا جمعرات کو رکھنا ضروری ہے؟

جواب: قضا روزہ ہو یا نفلی روزہ جمعہ کو خاص کر کے رکھنا ممنوع ہے، ہاں جمعہ کے ساتھ ایک روزہ پہلے یا ایک روزہ بعد میں ملاتے ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، جمعہ اور ہفتہ (سنیچر) چھوڑ کر کسی بھی دن اکیلا روزہ رکھ سکتے ہیں مثلاً اتوار، سوموار، منگل، بدھ، جمعرات۔

سوال: ایک شخص کئی ماہ سے بیہوشی میں تھا اسی دوران رمضان آگیا اور وہ رمضان کا روزہ بھی بے ہوشی کی وجہ سے نہیں رکھ سکا، رمضان بعد وہ صحیح ہو گیا تو کیا وہ روزہ قضا کرے گا یا فدیہ ادا کرے گا؟

جواب: چونکہ ایک لمبے زمانہ سے بے ہوش تھا اس پہ مجنوں کا حکم لگے اس لئے اس کے ذمہ چھوٹے ہوئے روزہ کی نہ قضا ہے اور نہ ہی ان روزوں کا فدیہ دینا ہے۔

سوال: پچھلے رمضان کے روزے چھوٹے ہوئے ہیں، اور اب دوسرا رمضان آگیا ہے تو قضا کیسے کریں؟

جواب: پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا ہونے کی صورت میں جن مرد و عورت پر قضا تھی ان پر لازم تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے رمضان کے روزوں کی قضا کر لیں، اگر کسی کے ذمہ رمضان کے روزوں کی قضا تھی اور اس نے تاخیر کی یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا تو پہلے موجودہ رمضان کا روزہ رکھے پھر پچھلے رمضان کے چھوٹے روزوں کی قضا کرے۔

یہاں ایک بات وضاحت طلب ہے کہ روزہ قضا کرنے میں تاخیر کیلئے کوئی شرعی عذر نہ ہو تو قضا کے ساتھ بہت سے علماء کے نزدیک ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی واجب ہے اور اگر تاخیر شرعی عذر کی بناپر ہو تو صرف قضا واجب ہے۔ میرے نزدیک قضا میں تاخیر ہونے کے سبب صرف قضا ہے، کفارہ نہیں تاہم تاخیر پہ توبہ کرلے۔

سوال: اگر کسی عورت کو اپنے پرانے روزوں کی گنتی یاد نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب: شمار کرکے جس پر زیادہ یقین ہو اس کے حساب سے عمل کرے مثلا حیض کے روزے چھوٹے ہیں تو ان کو معلوم ہے کہ کتنے دنوں تک ہر ماہ حیض آتا ہے اور ولادت ہوئی تو کب ہوئی تھی؟ ویسے کسی عورت کو اتنا مغفل نہیں رہنا چاہئے کہ اس نے کتنے روزے چھوڑے یہ بھی معلوم نہ ہو اور غفلت بھی اس قدر نہ ہو کہ سالوں سال قضا روزے نہ رکھے، یہ بڑا گناہ ہے۔ کسی عورت سے کئی سالوں کے روزے چھوٹے ہوئے ہیں تو اولا وہ اللہ سے توبہ کرے، ثانیا وہ اپنے روزوں کے بارے میں اندازہ لگائے اور جس عدد پر اطمینان ہو جائے اتنے روزوں کی قضا کرے۔ روزہ کی قضا میں اصل یہ ہے کہ اگلے رمضان سے پہلے رکھ لئے جائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ يَكونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِن رَمَضَانَ، فَما أسْتَطِيعُ أنْ أقْضِيَ إلَّا في شَعْبَانَ. قَالَ يَحْيَى: الشُّغْلُ مِنَ النبيِّ أوْ بالنبيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ. (صحيح البخاري:1950)

ترجمہ: رمضان کا روزہ مجھ سے چھوٹ جاتا۔ شعبان سے پہلے اس کی قضاء کی توفیق نہ ہوتی۔ یحییٰ نے کہا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے تھا۔

سوال: کسی بیماری وغیرہ کے سبب یا عذر شرعی کی بناپر اگر کوئی خاتون رمضان کے چھوٹے روزے نہ رکھ سکی ہو اور دوسرا رمضان آگیا تو کیا رمضان کے بعد وہ پہلے والے رمضان کی قضاء کے ساتھ کفارہ دے گی؟

جواب: ایسی صورت میں صرف روزوں کی قضا کرنا ہے، فدیہ نہیں دینا ہے اور ساتھ ہی توبہ بھی کی جائے کیونکہ تاخیر تو بہر حال ہوئی ہے، تاخیر کی وجہ سے توبہ کی جائے اور قضا بھی مگر فدیہ نہیں دینا ہے کیونکہ فدیہ دینے کی کوئی خاص دلیل نہیں ہے۔ بعض علماء تاخیر کی وجہ سے فدیہ بھی دینے کو کہتے ہیں مگر ان کے پاس دلیل نہیں ہے۔

سوال: ایک عورت کے رمضان کے کچھ روزے بیماری کی وجہ سے چھوٹ گئے، یا حیض ونفاس کی وجہ سے رہ گئے تو اس کے لیے کیا کرنا ہوگا؟

جواب: جس کے رمضان کے روزے حیض، نفاس یا بیماری کی وجہ سے چھوٹ گئے ہیں وہ آئندہ رمضان تک اتنے روزوں کی قضا کرے، ایک ساتھ تمام روزے رکھنا ضروری نہیں ہے، الگ الگ بھی رکھ سکتے ہیں۔

سوال: عشرہ ذی الحجہ کے نو روزے رکھنا مسنون ہے، ان روزوں کے ساتھ رمضان کے قضا روزے ایک نیت سے رکھے جا سکتے ہیں؟

جواب: قضا روزہ قرض کی طرح ہے اس کو نفل کے ساتھ نہیں ادا کرنا ہے اس کو الگ سے رکھنا ہے اور بہتر تو یہی ہے کہ جب روزہ رکھنے کی سہولت ہو تو پہلے قضا رکھ لیں پھر نفل رکھیں کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے تاہم اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ عشرہ ذی الحجہ کے روزے پہلے رکھیں پھر قضا روزے رکھیں۔

سوال: کیا حج کے دنوں میں حج کرنے والا عشرہ ذوالحجہ میں نفل اور چھوٹے روزوں کی قضا کی نیت سے ایک ساتھ روزے رکھ سکتا ہے اور اگر غیر حاجی ایسا کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: حج، مشقت والا عمل ہے اس لیے ان دنوں حاجی روزہ رکھنے سے بچے تاکہ پورے نشیط ہو کر حج کا فریضہ انجام دے سکے جبکہ روزہ رکھنے میں بھی حرج نہیں ہے، حج کی ادائیگی میں آسانی ہو اس لئے روزہ نہ رکھنے کی صلاح دی جارہی ہے۔ نیز حاجی کے لئے عرفہ کا روزہ نہیں ہے۔

جہاں تک غیر حاجی کا مسئلہ ہے تو وہ عشرہ ذی الحجہ میں قضا کے روزے رکھ سکتا ہے لیکن قضا کے ساتھ نفل کی نیت نہیں کرے گا، قضا کو قضا کی نیت سے ادا کرے گا۔ عرفہ کے دن قضا کی نیت سے روزہ رکھے تو اللہ کا فضل وسیع ہے اور عرفہ کے دن کی بڑی فضیلت ہے ان شاءاللہ اس کا بھی اجر ملے گا تاہم نیت یا تو قضا کی کرے یا صوم عرفہ کی نیت کرے۔

سوال: عذر کی وجہ سے جو روزے چھوٹے ہیں ان کو رمضان بعد فورا رکھنا ہے یا کبھی بھی رکھ سکتے ہیں؟

جواب: رمضان میں عذر کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جاتے ہیں وہ روزے اگلے رمضان سے پہلے کبھی بھی قضا کر سکتے ہیں، فورا قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔ حسب سہولت آپ ایک سال کے اندر کبھی بھی قضا کر سکتے ہیں۔

سوال: ایک عورت کے پچھلے سالوں کے روزے شرعی عذر کی وجہ سے چھوٹے تھےاور لاعلمی کی وجہ سے قضا نہیں کی تھی اور کسی نے اس کو کہا کہ اگر لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے تو کوئی بات نہیں ہے، اس بارے میں بتائیں؟

جواب: جس عورت کے فرض روزے شرعی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے تھے ان روزوں کو اگلا رمضان آنے سے پہلے پہلے قضا کرنا تھا، اگر اس دوران قضا نہ کر سکی تو گنہگار ہوگی اور کئی سالوں سے قضا نہیں کیا گیا ہے تو اولا اللہ سے سچی توبہ کرے اور پھر جتنے روزے چھوٹے ہیں ان کو شمار کر کے تمام روزوں کی قضا کرے اور جس نے یہ بات کہی ہے کہ لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے تو کوئی بات نہیں وہ اس معاملہ میں شرعی حکم سے ناواقف ہے، ساتھ ہی اس کو اللہ کا یہ فرمان سنادیں : وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (الاسراء:36)

ترجمہ: اور ایسی بات نہ بولو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

سوال: میرے پاس ایک دودھ پیتا بچہ ہے اور میرے پچھلے سال کے کچھ روزے باقی ہیں، اور میں اپنے روزے مکمل کرنا چاہتی ہوں، مگر میرے شوہر بچہ کو دودھ پلانے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں تو کیا میں اپنے شوہر کو بتائے بغیر اپنے روزے مکمل کر سکتی ہوں، میرے شوہر باہر ملک میں رہتے ہیں؟

جواب: دودھ پلانے والی عورت کو رمضان میں بھی روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے اگر اسے یا بچہ کو روزہ رکھنے میں کوئی مشکل ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا عورت پر واجب ہے اور روزوں کی قضا کے لئے اس وقت کا ٹھنڈی کا مہینہ مناسب ہے، رمضان بھی قریب ہے اس لحاظ سے عورت کو چاہیے کہ روزہ رکھنے کی استطاعت ہے تو قضا روزہ رکھ لے۔ اگر کسی نقصان کا اندازہ ہو تو طبیب سے مشورہ کر لے۔ اس جگہ شوہر کی بات ماننا ضروری نہیں ہے، حقوق اللہ کا معاملہ ہے اس میں شوہر کی اطاعت نہیں ہے لہذا وہ بہن شوہر سے چھپا کر ہی سہی روزہ رکھنا چاہے رکھ سکتی ہے۔

سوال: کیا رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے سوموار اور جمعرات یا ایام بیض میں رکھے جا سکتے ہیں؟

جواب: قضا روزوں میں اصل نیت قضا کی کریں گے تاہم قضا روزوں کے ایام سوموار یا جمعرات ہو تو ان دنوں نامہ اعمال اللہ کے یہاں پہنچائے جاتے ہیں اس اعتبار سے اس دن کا روزہ زیادہ مفید ہے۔ ایام بیض کے دنوں میں بھی قضا کرتے ہوئے اصل نیت قضا کی ہوگی تاہم کوئی اس کے ساتھ ایام بیض کی بھی نیت کرلے تو حرج نہیں ہے اللہ سے خیر کی امید ہے۔

میت کے روزوں سے متعلق مسائل.................

سوال: ایک فوت شدہ شخص کے دو سال کے روزے بیماری کیوجہ سے قضا ہوگئے تھے، ان روزوں کا فدیہ دینا ہے یا کوئی اور اسکی طرف سے روزے رکھ سکتا ہے؟

جواب: جو مستقل بیمار ہو، رمضان میں بھی بیمار ہو، اس کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو تو رمضان میں ہر روزہ کے بدلے فدیہ دیا جائے گا۔ جو مریض دو سال روزہ نہیں رکھ سکا اور مرض میں ہی وفات ہوگئی تو اس کے دو سال کے روزوں کا فدیہ مسکین کو دینا ہوگا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پہلے رمضان کا فدیہ پہلے رمضان میں ہی ادا کر دینا تھا پھر جب دوسرا رمضان آیا تو اس کا فدیہ دوسرے رمضان میں ادا کر دینا تھا مگر یہاں اس معاملہ میں تاخیر ہوئی ہے پھر بھی میت کے ذمہ دو سال کے روزے کا فدیہ باقی ہے اسے جلد ادا کر دیا جائے اور ان روزوں کی قضا کسی کو نہیں کرنی ہے، صرف فدیہ دینا ہے۔

سوال: ایک ایسا شخص جس نے بغیر کسی عذر کے رمضان المبارک کے پانچ روزے چھوڑ دیئے اور کچھ ہی دنوں بعد اس کا انتقال ہوگیا تو کیا اسکے چھوڑے ہوئے روزے ایصال ثواب کیلئے رکھے جائیں گے؟

جواب: جس نے سستی یا غفلت میں جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے پانچ روزہ چھوڑا اس حال میں کہ وہ روزہ کی فرضیت کا منکر نہیں ہے تو علماء کے صحیح قول کی روشنی میں اس کے ذمہ ان پانچ روزوں کی قضا لازم ہے، ساتھ ہی بغیر عذر کے روزہ ترک کرنے سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے اس وجہ سے سچی توبہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اس مسئلہ کو سامنے رکھتے

ہوئے میت کے چھوٹے ہوئے پانچ روزے رکھے جائیں گے۔اور یہ روزہ میت کا ولی یعنی سرپرست وذمہ دار یا اس کی اولاد میں سے کوئی بھی رکھ سکتا ہے۔نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من مات وعليه صيامٌ, صام عنه وليُّه (صحيح البخاري:1952، صحيح مسلم:1147)

ترجمہ:جو شخص اس حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمہ روزے تھے تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے گا۔

کچھ علماء نے کہا ہے کہ عمدا روزہ چھوڑنے کی قضا نہیں مگر معاملہ میت کا ہے رکھنا بہتر معلوم ہوتا ہے تاکہ اللہ کے فضل سے اسے کچھ فائدہ ہو جائے اور کچھ لوگ میت کی طرف سے صرف نذر کے روزے رکھنا جائز قرار دیتے ہیں رمضان کے چھوٹے روزے نہیں۔ان کا کہنا ہے کہ رمضان کے چھوٹے ہر روزہ کے بدلے مسکین کو نصف صاع اناج صدقہ کرے مگر احادیث کے عموم سے رمضان کے روزوں کی قضا بہتر ہے گو کہ صدقہ دینے سے بھی کفایت کر جائے گا۔

سوال:ایک ایسا شخص جس کے پانچ فرض روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹ گئے اور پھر اس کا انتقال ہو گیا تو کیا اسکی طرف سے وہ پانچ روزے ایصال ثواب کیلئے رکھے جائیں گے؟

جواب: ایسا میت جس نے بیماری یا سفر کی وجہ سے پانچ روزے چھوڑ دئے اور اسی بیماری میں وفات ہو گئی یعنی قضا کی مہلت نہیں ملی تو نہ میت کے ذمہ کچھ ہے اور نہ ہی اس کے وارثین کے ذمہ۔یہ اللہ کا فضل ہے اور اس کا فضل بہت وسیع ہے لیکن وہ میت جس سے رمضان کے کچھ روزے چھوٹ گئے اور انہیں قضا کی مہلت ملی مگر کسی عذر سے قضا نہ کر سکا تو پھر ان روزوں کی قضا وارثین کے ذمہ ہے۔اللہ کا فرمان ہے:

فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (البقرة:184)

ترجمہ:اور جو کوئی مریض ہو یا پھر مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من مات وعليه صيامٌ, صام عنه وليُّه. (صحيح البخاري:1952، صحيح مسلم:1147)

ترجمہ:جو شخص اس حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمہ روزے تھے تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے گا۔

مسند احمد کی روایت میں صاف لفظ رمضان کے روزوں کی قضا کا ذکر ہے۔

أتتهُ امرأةٌ فقالت : إنَّ أمي ماتت وعليها صومُ شهرِ رمضانَ أَفأَقْضِيهِ عنها قال : أرأيتُكِ لو كان عليها دَيْنٌ كنتِ تقضيهِ قالت : نعم قال : فَدَيْنُ اللهِ عزَّ وجلَّ أَحَقُّ أن يُقْضَى (مسند أحمد)

ترجمہ: ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، میری امی فوت ہوگئی ہیں، ان پر رمضان کے ایک مہینے کے روزے ہیں، کیا میں ان کی طرف سے قضا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتی؟ توانہوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

بعض محدثین نے رمضان کا لفظ نقل کرنے والوں کی خطا قرار دیا ہے مگر علامہ احمد شاکر نے مسند احمد کی تحقیق میں اس لفظ کو ثابت مانا ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیں: (المسند، تحقیق احمد شاکر: 141/5)

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی وارد میں ہے مگر رمضان کا لفظ نہیں ہے اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ دو الگ الگ واقعہ ہوگا ایک مرتبہ عورت نے سوال کیا ہو اور دوسری مرتبہ مرد نے سوال کیا ہو۔ نیز اس روایت اور دیگر روایت کے عموم کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جائے گا کہ میت کے چھوٹے روزوں کی قضا ہے۔

سوال: اگر کوئی انسان اپنے قضا روزے نہ رکھ پائے اور اس کا انتقال ہوجائے تو کیا اسے گناہ ملے گا؟

جواب: ایسا میت جس نے رمضان میں سفر یا بیماری یا حیض یا نفاس یا حمل یا رضاعت یا کسی اور عذر کی وجہ سے چند روزہ چھوڑا ہو اور رمضان کے بعد اس کی ادائیگی کی مہلت ملی مگر کسی وجہ سے قضا نہیں کرسکا تو وفات کے بعد میت کے وارثین میں سے کوئی ایک یا چاہیں تو سبھی مل کر میت کے چھوٹے ہوئے روزے رکھ لیں یہ جائز و مشروع ہے تاہم یہ بات بھی علم میں رہے کہ اگر فدیہ بھی دے دیا جائے تو کفایت کرجائے گا۔ اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ اگر میت کے رشتہ داروں میں سے کوئی روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنے والا کوئی موجود نہ ہو تو بھی فدیہ دے دیا جائے گا۔

یہ اس میت کا حکم ہے جس کے روزے شرعی عذر کی وجہ سے قضا تھے اور قضا کی مہلت بھی ملی تب بھی قضا نہ کرسکا تاہم وہ میت جس سے عذر کے سبب چند روزے قضا ہوئے اور روزوں کی قضا کی مہلت نہ ملی جیسے کوئی رمضان میں بیمار ہوا

اور رمضان میں ہی چند روز بعد وفات پاگیا تو ایسے میت کی طرف سے چھوٹے روزوں کی قضا نہیں کی جائے کیونکہ وہ معذور ہے۔

نوٹ: اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل، جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں۔

YOUTUBE LINK KE LIYE CLICK KARE

HTTP://MAQUBOOLAHMAD.BLOGSPOT.COM/